تصوف

تذکرۃ الانبیاء علیہم السلام

شمس العلماء سید ممتاز علی مرحوم

3003

دار الاشاعت پنجاب • لاہور

Marfat.com

Marfat.com

3003

نحن نقص علیك احسن القصص

تذکرۃ الانبیاءؑ

یعنی

نبیوں کے قصّے

مرتّبہ

شمس العلماء مولوی سیّد ممتاز علی مرحوم

سنہ ۱۹۵۶ء

باہتمام تاج و حجاب

دار الاشاعت پنجاب لاہور

بار پنجم

قیمت تین روپے ۸ر

Marfat.com

86077

~~68577~~

Marfat.com

3003

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	دیباچہ	۹
۲	حضرت آدم علیہ السّلام	۱۱
۳	ہابیل اور قابیل	۱۴
۴	حضرت شیث علیہ السّلام	۱۹
۵	حضرت ادریس علیہ السّلام	۲۰
۶	حضرت نوح علیہ السّلام	۲۱
۷	حضرت ہُود علیہ السّلام	۲۹
۸	باغِ ارم یعنی شداد کے بہشت کا قصّہ	۳۲
۹	حضرت صالح علیہ السّلام	۳۵
۱۰	حضرت ابراہیم علیہ السّلام	۳۹
۱۱	حضرت ابراہیم کا سفرِ کنعان	۴۶
۱۲	بچّے کی قُربانی	۵۰
۱۳	بی بی ہاجرہ اور بی بی سارہ کی باہمی رنجش	۵۷

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۴	تعمیر بیت اللہ یعنی خانۂ کعبہ	۶۰
۱۵	خانۂ کعبہ کا سطحی نقشہ	۶۹
۱۶	حضرت اسحٰقؑ کی شادی	۷۰
۱۷	حضرت اسحٰقؑ کی اولاد	۷۴
۱۸	حضرت یوسف علیہ السلام	۸۳
۱۹	حضرت یوسفؑ کا خواب اور بھائیوں کا حسد	[illegible]
۲۰	حضرت یوسفؑ غلام کی طرح بیچے جاتے ہیں	۹۰
۲۱	یوسفؑ عزیز مصر کے گھر میں	۹۲
۲۲	یوسفؑ زندان میں	۹۸
۲۳	بادشاہِ مصر کا خواب	۱۰۰
۲۴	قید سے رہائی	۱۰۳
۲۵	حضرت یوسفؑ کے بھائی مصر میں	۱۰۶
۲۶	حضرت یوسفؑ کے بھائی دوبارہ مصر میں	۱۱۰
۲۷	بن یامین روک لیا جاتا ہے	۱۱۴
۲۸	معافی کا دن	۱۱۸
۲۹	حضرت یعقوبؑ مصر جاتے ہیں	۱۲۱

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۳۰	حضرت ایوب علیہ السلام	۱۲۵
۳۱	بنی اسرائیل پر فرعون کا ظلم	۱۳۵
۳۲	موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوتے ہیں	۱۳۷
۳۳	موسیٰ فرعون کے گھر میں	۱۴۰
۳۴	موسیٰ ایک قبطی کو قتل کرتے ہیں	۱۴۱
۳۵	موسیٰؑ مدین میں	۱۴۲
۳۶	حضرت موسیٰؑ فرعون کے دربار میں	۱۴۹
۳۷	عبورِ بحرِ قلزم	۱۵۲
۳۸	جلوۂ طور	۱۵۵
۳۹	موسیٰؑ اور قارون	۱۵۸
۴۰	موسیٰؑ اور ایک مردِ صالح (خضر)	۱۵۹
۴۱	عوج بن عنق	۱۶۲
۴۲	بلعام بن باعور	۱۶۴
۴۳	شریعتِ موسوی کا کچھ بیان	۱۶۸
۴۴	حضرت یوشع بن نون علیہ السلام	۱۷۶
۴۵	قاضیوں کا عہد	۱۷۷

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۴۶	بی بی راعوث	۱۸۳
۴۷	حضرت شمویل	۱۸۵
۴۸	طالوت بادشاہ	۱۸۹
۴۹	حضرت داؤد علیہ السلام	۱۹۰
۵۰	حضرت داؤدؑ یوناتن اور طالوت	۱۹۲
۵۱	حضرت داؤد کا عالی حوصلہ سلوک طالوت سے	۱۹۴
۵۲	حضرت داؤد بادشاہ ہو گئے	۱۹۷
۵۳	شہزادہ بغاوت کرتا ہے	۱۹۹
۵۴	حضرت داؤد کے آخری ایّام	۲۰۱
۵۵	حضرت سلیمان علیہ السلام	۲۰۴
۵۶	فہم و فراست کی حکایتیں	۲۱۰
۵۷	بنی اسرائیل متفرق ہو گئے	۲۱۳
۵۸	حضرت الیاس علیہ السلام	۲۱۴
۵۹	حضرت یونس علیہ السلام	۲۲۱
۶۰	بنی اسرائیل کے آخری ایام	۲۲۸
۶۱	اسیریٔ بابل	۲۲۹

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۶۱	حضرت دانیال اور اُن کے تین دوست	۲۳۳
۶۲	دانیال نبی اور شاہ بلشزار	۲۳۶
۶۳	دانیال بُت شکن اور بُتِ طلائی	۲۳۷
۶۴	دانیال اور شیروں کا پنجرہ	۲۳۸
۶۵	حضرت حزقیل علیہ السّلام	۲۴۲
۶۶	اسیریٔ بابل ختم ہوتی ہے	۲۴۴
۶۷	ذوالقرنین	۲۴۶
۶۸	ذکریا و یحییٰ علیہما السلام	۲۵۰
۶۹	حضرت عیسیٰ علیہ السّلام	۲۵۶
۷۰	انجیل خالص خدا کا کلام نہیں	۲۶۳
۷۱	اصحابِ کہف	۲۶۴

ذخیرہ
میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی
لاہور پاکستان

Marfat.com

[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	٢٦٦
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بے شمار حمد و ثنا خدائے تعالےٰ کے لئے ہے جس نے ہمیں پیدا کر کے علم و عقل سے سرفراز فرمایا۔ اور ہمارے لئے دُنیا میں پیغمبروں کو بھیج کر چراغ راہِ ہدایت بنایا۔ اور درود نا محدود ہو حبیب خدا خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلّم پر جو تمام انبیاء کے سرتاج ہوئے۔ اور سب ہادیانِ دین میں مفتخر و ممتاز۔ اس کے بعد خاکسار سیّد ممتاز علی دیوبندی سب برادرانِ دینی کی خدمت میں عرض کرتا ہے۔ کہ ہر مسلمان پر دین کی تعلیم حاصل کرنا فرض ہے۔ اور تعلیم دین میں نبیوں کے قصّے جاننے سب سے مقدّم اور ضروری ہیں۔ لیکن اُردو میں کوئی ایسی کتاب نہ تھی جس سے کم عمر اور کم استعداد لوگوں کو صاف طور پر انبیاء کے صحیح صحیح حالات معلوم ہو سکیں۔ اردو میں جتنی کتابیں قصص الانبیاء کی لکھی گئی ہیں۔ ان میں اوّل تو اکثر قصّے بے تحقیق لکھے گئے ہیں۔ دوسرے عام قصّے کہانیوں کی طرح ان میں بے جا مبالغہ کیا گیا ہے۔ تیسرے ایک ایک بات کے لئے کئی کئی روایتیں نقل کر رکھی ہیں جن سے پڑھنے والا پریشان ہو جاتا ہے۔ اور نہیں جان سکتا۔ کہ ان میں سے کس کو صحیح مانے اور کس کو غلط جانے۔ اِس لئے میں نے یہ مختصر کتاب صاف اور سلیس زبان میں لکھی ہے۔ جسے بچے تک آسانی سے سمجھ سکیں۔ اس کتاب میں میں نے نہ بے ہودہ و بے جا مبالغہ کو جگہ دی ہے۔ نہ کوئی قصّہ بے تحقیق لکھا

Marfat.com

ہے۔ سب سے مقدم وہ قصے ہیں۔ جو قرآن مجید میں آئے ہیں۔ ان کے بیان میں جہاں تک ممکن ہوا ہے۔ الفاظِ قرآنی کے ترجمے سے کام لیا گیا ہے اور جو قصے کتبِ بنی اسرائیل کے ہیں۔ ان کی تحقیق توریت و صحفِ انبیاء و دیگر مذہبی کتبِ بنی اسرائیل مثلاً تالمود و مدراس وغیرہ سے کی گئی ہے۔ کیونکہ ان قصوں کا ماخذ یہی کتب ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔ اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى۔ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ؀

اس کتاب کی تالیف و ترتیب ماہِ صفر ۱۳۳۴ھ میں بمقام لاہور میں ختم ہوئی۔ دعا ہے۔ کہ خدائے تعالےٰ اس رسالے کو مقبول بنائے۔ اور مسلمانوں کو اس سے نفع پہنچائے۔ جو صاحب اس کتاب کو پڑھیں۔ اور اس سے فائدہ اٹھائیں۔ وہ اس عاجز کو دعائے خیر سے یاد فرمائیں ؀

غرض نقشے است کز ما یاد ماند
کہ ہستی را نمے بینیم بقائے
مگر صاحب دلے روزے برحمت
کند درکار ایں مسکیں دعائے

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ط

Marfat.com

حضرت آدم علیہ السّلامُ

(از ابتدائے آفرینش - وفات ۹۳۰ سنہ آفرینش)

جب خداوندِ تعالےٰ نے زمین و آسمان پیدا کر لئے - اور پانی - ہوا - سُورج - چاند - تارے اور تمام جاندار عالمِ وجود میں آ چکے - تو جناب باری نے آدم کے پیدا کرنے کا ارادہ کیا + فرشتوں سے کہا - کہ دیکھو - مَیں چاہتا ہُوں کہ زمین پر اپنا ایک نائب پیدا کروں فرشتوں نے عرض کی - کہ بارِ الٰہا - کیا تو ایسی مخلوق پیدا کرنا چاہتا ہے - جو زمین پر فساد پھیلائے - اور خون بہائے + ہم تو دن رات تیری تقدیس و عبادت میں مشغول رہتے ہیں +

خداوندِ تعالےٰ نے فرمایا - کہ ہماری مصلحتوں اور حکمتوں کو تُم نہیں جانتے + اس کے بعد خُدا نے ہر قسم کی مٹّی لے کر اس سے آدم کا پُتلا بنایا - اور اس میں رُوح پھونک کر بولنا سکھایا - اسے کمالِ ظاہری و باطنی سے آراستہ کیا - اسے عزّت و بزرگی بخشی - اور دُنیا کی سب چیزوں کے نام سکھائے - فرشتوں کو حکم دیا - کہ اس کے

Marfat.com

سامنے سجدہ کرو۔ تمام فرشتوں نے بے عُذر سجدہ کیا۔ مگر ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ خداوندِ تعالےٰ نے پُوچھا۔ کہ تُو نے اسے سجدہ کیوں نہیں کیا؟ اس نے نہایت غرور اور شیخی سے جواب دیا۔ کہ مَیں اس سے اچھا ہُوں۔ مجھے تُو نے نورانی آگ سے پیدا کیا۔ اور اسے کالے سڑے گارے سے۔ پھر مَیں اسے سجدہ کس طرح کروں؟

خدائے تعالےٰ نے فرمایا۔ اگر تیری شیخی کا یہ حال ہے۔ اور تو ہمارا حکم نہیں مانتا۔ تو چل بہشت سے باہر نکل۔ اور ہمارے سامنے سے دُور ہو جا۔ تو آج سے ہماری بارگاہ عالی سے راندا گیا۔ قیامت تک تجھ پر لعنت کی بوچھاڑ ہُوا کرے گی۔ شیطان نے کہا۔ "مجھے قیامت تک کی مُہلت دے"۔ خدائے تعالےٰ نے فرمایا "جا تجھے قیامت تک کی مہلت ہے"۔ شیطان نے کہا "مجھے بھی تیری عزّت و بزرگی کی قسم۔ کہ مَیں بھی تیرے نیک اور برگزیدہ بندوں کے سوا۔ کہ وہ میرے بہکانے میں نہیں آنے کے۔ اَور سب بنی آدم کو گُمراہ کر دُوں۔ اور اُن کی جڑ کاٹ دُوں تو سہی"۔ اللہ نے فرمایا۔ "بیشک تجھ سے جہاں تک بن پڑے انہیں بہکا۔ اور ان پر اپنے شیاطین پیادے اور سوار چڑھا کر لا۔ اور اپنا سارا زور لگا۔ جو ہمارے سچّے بندے ہیں۔ اُن پر بھی

Marfat.com

تیرا قابو نہیں چلنے کا۔ اور جو تیری پیروی کریں گے۔ وہ تیرے ساتھ جہنم میں جھونکے جائیں گے۔

خداوندکریم نے آدم کو جنت کے خوش نما باغ میں بڑی عزت و توقیر و آرام سے رکھا۔ وہ بہشت کے آرام باغ میں رہتے۔ وہاں انواع و اقسام کے میوے کھاتے۔ اور خدا کی عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ وہاں ہر وقت ہر طرح کا آرام تھا۔ دکھ تکلیف کا نام نہ تھا۔

بہشت آں جا کہ آزارے نباشد

کسے را با کسے کارے نباشد

وہاں ہمیشہ بہار رہتی تھی۔ جو پھول کھلتا تھا۔ وہ کبھی نہیں مرجھاتا تھا۔ خوش الحان پرندے چہچہاتے۔ اور حمدِ خالق کے گیت گاتے تھے۔

یہ سب خوشیاں تھیں۔ مگر پھر بھی ایک دن آدم کی طبیعت اداس ہوئی۔ اور دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی۔ کہ کوئی ہم جنس مجھ سا ہو۔ تو اس سے دل بہلاؤں۔ اور رفیقِ زندگی بناؤں۔ حضورِ باری تعالیٰ میں دعا کی۔ آدم پر نیند کا غلبہ ہوا۔ اور خدا نے ان کی بائیں پسلی سے اماں حوا کو پیدا کیا۔ آدم بیدار ہوئے۔ تو دیکھا۔ کہ ایک خوبصورت عورت اُن کے پاس بیٹھی ہے۔ خدا کا شکر ادا کیا۔ کہ خداوند تعالیٰ نے انیس محرم عطا کیا۔ خدا نے ان دونوں کا نکاح کر دیا۔ اور

Marfat.com

ارشاد فرمایا۔ اے آدم۔ تم اور تمہاری جورو اس باغ بہشت میں رہو اور جس چیز جس پھل کو طبیعت چاہے مزے سے کھاؤ۔ پھر ایک درخت کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ کہ اس کے نزدیک نہ جانا۔ ورنہ تم گنہگار ہو جاؤ گے۔ یہ بھی سمجھا دیا۔ کہ شیطان تمہارا جانی دشمن ہے اس کی چکنی چپڑی باتوں میں نہ آجانا۔ اس کے مکر و فریب سے ہوشیار رہنا۔ وُہ آپ تو بہشت سے نکلا ہی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تُمہیں بھی نکلوا دے۔

مگر شیطان مکر کی چال چلا۔ وہ ایک سانپ کی مدد سے جنت میں پہنچا۔ اور جا کر آدم و حوا سے کہا۔ کہ مَیں تمہارا خیر خواہ ہُوں۔ میں تمہیں ایک درخت بتاتا ہوں۔ اس کا پھل کھاؤ تو ہمیشہ جیتے رہو گے۔ اور ایسے عیش کرو گے جن کا کبھی خاتمہ نہ ہو۔ چنانچہ لالچ دے کر وہی درخت بتایا۔ جس کا پھل کھانے سے خُدا نے اُنہیں منع کیا تھا۔ اور کہا۔ کہ خُدا نے تمہیں اس کے کھانے سے اسی لئے منع کیا ہے۔ کہ کہیں تم فرشتے نہ بن جاؤ۔

آدم و حوا کو ان فریبوں کی کیا خبر تھی۔ وہ دونوں شیطان کے جھانسے میں آگئے۔ اور اُنہوں نے اس درخت کا پھل کھا لیا۔ پھل کا کھانا تھا۔ کہ بہشتی لباس اُن کے بدن سے گر پڑا۔ اور نہیں

Marfat.com

معلوم ہؤا۔ کہ ہم ننگے ہیں۔ جھٹ انجیر اور کیلے کے پتّوں سے اپنا ستر ڈھانکنے لگے۔ یہ دیکھ کر حق تعالےٰ نے فرمایا۔ کیا ہم نے منع نہیں کر دیا تھا۔ کہ یہ پھل مت کھانا۔ اور تمہیں جتا نہیں دیا تھا۔ کہ شیطان تمہارا دُشمن ہے۔ اب تم لوگ بہشت میں رہنے کے قابل نہیں رہے۔ بس یہاں سے نکل جاؤ اور زمین پر جا بسو۔ تُمہاری اولاد اور تم سب وہیں رہو گے۔ وہیں جیو گے۔ وہیں مرو گے۔ وہیں سے قیامت کو زندہ ہو کر اُٹھو گے۔

اس گناہ میں جو جو شریک تھے۔ ان سب کے لئے خداوند تعالےٰ نے سزائیں تجویز کیں۔ شیطان تو پہلے ہی سدا کا مردود ہو چکا تھا۔ سانپ کو یہ حکم دیا گیا۔ کہ تیری خوراک مٹّی ہو گی۔ تو پیٹ اور سینے کے بل چلا کرے گا۔ آدم اور اس کی اولاد تیرا سر کُچلے گی۔ تو اس کی ایڑی کو کاٹے گا۔ تجھ میں اور نسلِ آدم میں ہمیشہ کی دُشمنی ڈال دی گئی۔

عورت کو ارشاد ہؤا۔ کہ تو درد سے بچے جنے گی۔ اور خاوند کی اطاعت میں رہ کر روٹی کھائے گی۔ اور طرح طرح کی آلودگیوں میں رکھی جائے گی۔ آدمی کو یہ فرمایا۔ کہ تو ہمیشہ کے لئے محنت سے پسینہ بہائے اور مشقت سے روٹی کمائے گا۔ اور عورتوں اور بچوں

Marfat.com

کے کھانے پہننے اور پرورش کرنے کا بوجھ بھی تیری گردن پر رہے گا۔

آدم مدت تک گریہ وزاری اور توبہ و استغفار میں مشغول رہے۔ اور اپنے گناہ کی معافی طلب کرتے رہے۔ آخر خداوند تعالےٰ نے اُن کی توبہ قبول فرمائی۔ اور ان کا گناہ معاف کر دیا۔ اور فرمایا کہ زمین پر تم لوگوں کے پاس وقتاً فوقتاً ہماری طرف سے ہدایت آیا کرے گی۔ جو ہماری ہدایت ماننے اور راہ راست پر چلے گا۔ وُہ ہلاکت سے بچے گا۔ اور جو اس سے مُنہ موڑے گا۔ وہ قیامت کے دن اوندھا کر کے اُٹھایا اور دوزخ میں گرایا جائے گا۔

اب آدم اور حوّا دُنیا میں رہنے لگے۔ خدا نے اُنہیں زراعت سے معاش پیدا کرنا سکھایا۔ اور وہ دونوں ایک دُوسرے کی مدد سے مل جُل کر گذارہ کرنے لگے۔ اور ان کے اولاد ہونے لگی۔ خداوند تعالےٰ نے اُن کی شریعت میں یہ اجازت دی تھی۔ کہ بیٹے کا نکاح بیٹی سے کر دیا جائے۔ اس طرح آدم کی اولاد زمین پر بڑھنی شروع ہوئی۔

ہابیل اور قابیل

حضرت آدم اور حوّا کے دو بیٹے تھے۔ ایک کا نام ہابیل تھا۔

Marfat.com

اور دُوسرے کا قابیل۔ ہابیل بھیڑ اور بکری رکھتا۔ اور چرواہے کا کام کرتا تھا۔ اور قابیل نے کھیتی باڑی کا پیشہ اختیار کیا۔ ہابیل بہت نیک دل آدمی۔ مگر قابیل دل کا کھوٹا اور حاسد تھا۔ ایک دن ایسا ہوُا۔ کہ قابیل نے اپنی زمین کی پیداوار میں سے کچھ پھل ترکاری اللہ کی نیاز کے لئے پیش کی۔ تاکہ اللہ اسے قبول فرمائے۔ اور اس کی پیداوار میں برکت دے۔ اسی طرح ہابیل بھی اللہ کی نیاز کے لئے ایک بکری کا بچہّ لایا۔ ان دونوں نیازوں میں سے اللہ تعالیٰ کو جو نیاز دینے والوں کے دلوں کا حال جانتا ہے ہابیل کی نیاز پسند آئی۔ اور قابیل کی پسند نہ آئی۔ اس سے قابیل کو بہت غصّہ آیا۔ اور اس نے بہت بُرا مُنہ بنایا۔ اللہ نے فرمایا۔ اپنے بھائی کی نیاز قبول ہونے پر تجھے غصّہ کیوں آیا۔ اور تو نے ایسا بُرا مُنہ کیوں بنایا؟ اگر تیری نیاز صدقِ نیت سے ہوتی۔ تو وُہ بھی قبول ہوتی۔

پھر جب ہابیل اور قابیل دونوں جنگل میں تھے۔ تو بے رحم قابیل نے اُٹھ کر اپنے بھائی کو جان سے مار ڈالا۔ مگر مارنے کے بعد ڈرا۔ کہ اگر باپ کو معلوم ہوُا۔ تو مجھ سے قصاص لیا جائے گا۔ بہتر ہو۔ کہ اس کی لاش کو کہیں دُور پھینک دوُں۔ مگر کوئی تدبیر اس کی

Marfat.com

سمجھ میں نہ آئی ॰

ایک دن اُس نے دیکھا۔ کہ دو کوّے آپس میں لڑ رہے ہیں۔ ایک نے دُوسرے کو مار ڈالا۔ اس کے بعد زمین کو کرید کرید کر ایک گڑھا کھودا۔ اس میں دُوسرے کوّے کی لاش رکھی۔ اور اس پر مٹی ڈال کر زمین کو برابر کر کے اُڑ گیا۔ قابیل نے اپنے دل میں کہا۔ کہ افسوس مُجھ میں کوّے کے برابر بھی عقل نہیں۔ آخر اس نے بھی اسی طرح گڑھا کھود کر ہابیل کی لاش کو اس میں دفن کیا ॰

حضرت آدم کو ہابیل کے مرجانے کی خبر ہوئی۔ تو وُہ نہایت غمگین ہوئے۔ کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ اُنھوں نے سُریانی زبان میں ہابیل کا مرثیہ بھی کہا۔ قابیل قصاص کے خوف سے آوارہ و سرگرداں پھرتا رہا۔ آخر بھاگ کر کسی طرف نکل گیا۔ اور خدا سے نافرمانی اختیار کی۔ اس کے بعد آدم کو خدا نے ایک اَور بیٹا دیا۔ جس کا نام اس نے شیث رکھا۔ جس کے آگے بُہت سے بیٹے۔ پوتے اور پڑپوتے ہوئے ॰

جب آدمؑ کی وفات کا زمانہ قریب آیا۔ تو اُنھوں نے اپنی سب اولاد کو بُلا کر انہیں نیکی اور صُلح سے رہنے کی وصیّت کی۔ اور فرمایا کہ میرے بعد میرا بیٹا شیث میرا قائمقام ہوگا۔ تم اس کی فرمانبرداری کرنا۔ اور اس کے کہے پر چلنا۔ اس کے بعد حضرت آدم نے ۹۳۰ برس کی عُمر میں اس دارِ فانی سے انتقال فرمایا۔

Marfat.com

حضرت شیث علیہ السّلام

(ولادت سنہ ۱۳۰ وفات سنہ ۱۰۴۲ آفرینش)

حضرت آدمؑ کے بعد حضرت شیثؑ کو نبوت عطا ہوئی۔ ان کے بھائی بند زراعت کا کام کرتے تھے۔ اور جب فصل کاٹنے کا وقت آتا۔ تو حضرت شیثؑ کو اُن کا حصہ پہنچا دیتے تھے۔ انہیں کھیتی باڑی کی تکلیف نہ دیتے تھے۔ شیث نے اپنی قوم کو راہ راست پر چلایا۔ اور قابیل کی اولاد کو بھی تلقین ایمان کی۔ کچھ اُن میں سے ایمان لائے کچھ گمراہ ہی رہے۔ حضرت شیث ۹۱۲ برس کی عمر میں اس جہان سے رُخصت ہوئے۔

آخر شیطان نے ان کی قوم کو بہکایا۔ اُنھوں نے شیث کا بُت بنا کر پُوجنا شروع کر دیا۔ اور سب گمراہ ہو گئے۔

Marfat.com

حضرت ادریس علیہ السّلام

(ولادت ۶۲۲ سنہ - وفات ۹۸۷ سنہ آفرینش)

حضرت شیثؑ کی اولاد میں سخت گمراہی اور بدی پھیل گئی۔ تو انہیں کی نسل سے اخنوخ پیدا ہوئے۔ چونکہ وہ اپنی قوم کو خدا کے صحیفے وغیرہ پڑھانے میں بہت مشغول رہتے تھے۔ اِس لئے ان کو ادریس کہتے تھے۔ جس کے معنی ہیں درس دینے والا۔ یہ حضرت شیثؑ کے پوتے کے پڑپوتے تھے۔ خُدا نے اُن کو نبوت عطا فرمائی اور قوم کی رہنمائی کے لیئے مقرر کیا۔ کہتے ہیں درزی کا کام پہلے پہل خُدا نے انہیں کو سکھایا۔ چنانچہ وُہ کپڑے سی کر ہی اپنا گذارہ کرتے تھے۔ ان کے سمجھانے اور وعظ ونصیحت کرنے سے قابیل کی اولاد کے بُہت سے لوگ ایمان لائے۔ اور حضرت شیث کی قوم جو بُت پرست ہوگئی۔ وُہ بھی نیکی کی راہ پر آئی۔ آخر جب ادریس کی عمر ۳۶۵ برس کی ہوئی۔ تو خُدائے تعالےٰ نے حضرت شیث کی زندگی میں ہی انہیں آسمان پر اُٹھا لیا۔

Marfat.com

حضرت نُوح علیہ السّلام

(ولادت ۱۰۵۶ء - وفات ۲۰۰۶ آفرینش)

حضرت ادریسؑ کی وفات کے بعد ان کی قوم سخت گمراہ ہوگئی۔ اور سراسر بُت پرستی میں ڈوب گئی۔ اُن کے ہاں بے شمار بُتوں کی پرستش ہوتی تھی۔ پانچ بُت خصوصیت سے مشہور تھے۔ جن کے نام قرآن مجید میں بھی آئے ہیں۔ یعنی (۱) وُد (۲) سواع (۳) یغوث (۴) یعوق۔ (۵) نسر ؛

خداوند تعالیٰ نے جب دیکھا۔ کہ زمین پر بدی بہت پھیل گئی۔ اور تمام مخلوق نافرمان و بدکردار ہوگئی۔ تو حضرت شیث کے انتقال کے ۱۴ سال بعد حضرت نُوح بن لامک کو جو حضرت ادریسؑ کے پڑپوتے تھے مبعوث کیا۔ اور انہیں نبوّت عطا فرمائی۔ تاکہ لوگوں کو راہِ راست پر لائیں ؛

حضرت نوحؑ خدا کے حُکم سے ہر روز اُن گمراہوں کو سچّائی کی طرف بُلاتے۔ اور بُت پرستی سے روکتے تھے۔ لیکن ایک عرصۂ دراز تک

Marfat.com

وعظ و نصیحت کرنے کے باوجود صرف اسّی شخص ایمان لائے۔ وُہ بھی غریب غربا لوگ جن کی اپنی قوم میں کچھ عزّت و وقعت نہ تھی۔

جب حضرت نوحؑ اپنی قوم کو خدا پر ایمان لانے کے لئے کہتے۔ تو وُہ ان پر ہنستے۔ اور انہیں یہ طعنہ دیا جاتا تھا۔ کہ تم پر صرف وُہ لوگ ایمان لائے ہیں۔ جو نہایت ذلیل اوقات اور حقیر ہیں حضرت نوحؑ اُنہیں یہ جواب دیتے۔ کہ میں تمہیں بھلائی کی بات بتاتا ہوں اور بُرے کاموں کے عذابوں سے ڈراتا ہوں۔ میں اس بھلائی کے بدلے تم سے کوئی انعام نہیں مانگتا۔ مَیں اپنا صلہ خدا سے لوں گا۔ یاد رکھو۔ مَیں یہ دعویٰ نہیں کرتا۔ کہ میرے پاس خدائی خزانے ہیں۔ نہ میرا یہ دعویٰ ہے۔ کہ میں غیب کی باتیں جانتا ہوں۔ نہ مَیں یہ کہتا ہوں۔ کہ میں فرشتہ ہوں۔ اور جن لوگوں کی نسبت تم حقارت کے لفظ استعمال کرتے ہو۔ کون کہہ سکتا ہے۔ کہ وُہ فضلِ خدا سے محروم رہیں گے۔ اگر مَیں یہ کہوں تو بڑے ظلم کی بات ہو گی۔

کافروں نے کہا۔ "نوحؑ تمہیں جھگڑنا اور باتیں بنانا خوب آتا ہے ہم تو یہ جانتے ہیں۔ کہ اگر تم سچے ہو۔ تو جس عذاب سے ڈراتے ہو۔ وُہ لے آؤ"۔

اس قوم کی سرکشی یہاں تک پہنچی۔ کہ جب ان میں سے کوئی

~~68577~~ 86077

Marfat.com

مرتا۔ تو اپنے بچوں کو یہ وصیت کرتا۔ کہ دیکھنا نوح کی باتوں پر کان نہ دھرنا۔ یہ دیوانہ ہے۔ اسے ہمیشہ ذلیل وخوار رکھنا ؂

ایک دفعہ بہت سے کفّار نے مل کر حضرت نوحؑ کو ایسا سخت مارا کہ اُن کا بدن لہو لہان ہو گیا۔ آخر ان باتوں سے تنگ آکر اور نا امید ہو کر نوحؑ نے بارگاہِ الٰہی میں نہایت اضطرار کی حالت میں دُعا کی۔ کہ بارِ الٰہا۔ مَیں نے اپنی قوم کو ہر چند سمجھایا۔ اور رات دن ان کے پیچھے سر کھپایا۔ مگر جتنا اُنہیں بُلایا۔ اتنا ہی وُہ زیادہ بدکے۔ جب کبھی مَیں نے انہیں سمجھانا چاہا۔ انہوں نے اپنے کانوں میں اُنگلیاں ٹھونس لیں۔ تاکہ میری آواز نہ سُن سکیں۔ مَیں انہیں سمجھاتا سمجھاتا تھک گیا۔ پر انہوں نے میرا کہا نہ مانا۔ یہ گمراہ قوم ایمان لانے والی نہیں۔ اب تو انہیں ایسا تباہ کر۔ کہ زمین پر ان کا نشان باقی نہ رہے۔ یہ زندہ رہی۔ تو ان سے جو نسل چلے گی۔ وُہ بھی کافر اور بدکار ہوگی ؂

خداوندِ تعالےٰ کی غیرت جوش میں آئی۔ فرمایا۔ کہ بس جو ایمان لا چکے سو لا چکے۔ اب کوئی ایمان نہیں لانے کا۔ تو ان باتوں سے کچھ رنج نہ کر۔ اور جس طرح ہم کہیں۔ ایک بہت بڑی کشتی بنا۔ مگر دیکھ ان نابکاروں کے بارے میں ہم سے کچھ عرض معروض نہ کرنا۔ کیونکہ ہم

Marfat.com

ان سب کو غرق کرنے والے ہیں ۔

حضرت نوحؑ نے کشتی بنانی شروع کی ۔ تب تو کافروں نے اُڑ بھی ہنسی اُڑائی ۔ چنانچہ یہ جب ادھر سے گذرتے ۔ تو طرح طرح کے تمسخر کرتے ۔ اور کہتے ۔ کہ اب نوحؑ کے دیوانہ ہونے میں کیا شک ہے ۔ وُہ خشکی میں کشتی بنا رہا ہے ۔ کیا اسے زمین پر چلائے گا ؟

نوحؑ ان باتوں کا کچھ خیال نہ کرتے ۔ اور اپنے کام میں مشغول رہتے ۔ اور کہتے تو صرف یہ کہتے ۔ کہ جس طرح آج تم ہم پر ہنستے ہو ۔ اسی طرح ایک دن ہم تم پر ہنسیں گے ۔ غرض کشتی بن کر تیار ہو گئی ۔ توریت میں لکھا ہے ۔ کہ یہ تین سو ہاتھ لمبی ۔ پچاس ہاتھ چوڑی ۔ اور تیس ہاتھ اُونچی تھی ۔ مگر بعض اَور روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے بہت بڑی تھی ۔

اب وعدے کا وقت بھی آن پہنچا ۔ اور غضبِ الٰہی کے تنور نے جوش مارا ۔ آسمان سے الغاروں پانی برسنا شروع ہوا ۔ گویا آسمان کے دروازے کھُل گئے ہیں ۔ اور سمندر کے سوتے پھُوٹ نکلے ۔

خداوندِ تعالےٰ نے حکم دیا ۔ کہ اے نوحؑ ۔ اپنے کُنبے کے آدمیوں اور ایمانداروں کو کہہ دے ۔ کہ وُہ کشتی میں سوار ہو جائیں ۔ اور اُن کے علاوہ ایک ایک جوڑا ہر قسم کے جانور کا اپنے ساتھ لے کر اُن کی خوراک

Marfat.com

اور اپنی پوشاک کا بندوبست کر کے کشتی میں سوار ہو جا۔ کیونکہ قہرِ خداوندی نازل ہونے کا وقت آن پہنچا ہے ۔

حضرت نوحؑ نے باری تعالےٰ کے حکم کے مطابق عمل کیا۔ چنانچہ وہ اور اُن کی بیوی اور تینوں بیٹے سام۔ حام اور یافث اور ان کی بیویاں اور دوسرے سب مومن اللہ کا نام لے کر کشتی میں سوار ہو گئے۔ اور اب کشتی طوفان میں چلنے لگی۔ نوحؑ کا ایک بیٹا نافرمان اور بے دین تھا۔ وُہ کشتی میں نہ آیا۔ نوحؑ نے آواز دی۔ کہ بیٹا۔ آؤ ہمارے ساتھ کشتی میں بیٹھ جاؤ۔ اُس نے کہا۔ مَیں کشتی میں نہیں آتا۔ مَیں تیر کر کسی پہاڑ سے جا لگوں گا۔ پھر اس پر چڑھ کر بچ جاؤں گا۔ باپ نے کہا۔ آہ۔ آج کوئی چیز خُدا کے عذاب سے نہیں بچا سکتی۔ آج تو اللہ کا رحم ہی بچا سکتا ہے۔ ابھی دونوں میں یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں۔ کہ ایک لہر اُٹھی۔ اور جھٹ دونوں کے درمیان حائل ہو گئی ۔

نوحؑ کے سینے میں محبّتِ پدری نے جوش مارا۔ گڑگڑا کر خداوندِ کریم سے عرض کی۔ کہ تُو نے میرے گھر کے لوگوں کو بچانے کا وعدہ فرمایا تھا۔ دیکھ۔ میرا بچّہ غرق ہوُا جاتا ہے۔ خداوندِ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ اے نوحؑ۔ وہ خاص تیرے گھر والوں میں سے نہیں ہے۔ نہ

Marfat.com

اس کے اعمال نیک ہیں۔ تو صبر کر۔ اُس کی تقدیر میں یہی لکھا ہے کہ کفر کی موت مرے ۔

پسرِ نوح بابداں بنشست
خاندانِ نبوتش گم شد

غرض طوفان لحظہ بہ لحظہ بڑھنے لگا۔ چالیس دن اور چالیس رات برابر جھڑی لگی رہی۔ تمام دُنیا سمندر بن گئی۔ پانی کی لہریں اتنی اُونچی اُٹھتی تھیں۔ گویا پہاڑ بہے چلے جارہے ہیں۔ اتنا پانی چڑھا۔ کہ اُونچے اُونچے پہاڑ بھی ڈوب گئے۔ اور اُن آدمیوں اور اُن جانوروں کے سوا جو کشتی میں تھے۔ اور دُنیا کے سب جاندار مر گئے۔ حضرت نوحؑ کا نافرمان بیٹا بھی ڈوب کر ہلاک ہو گیا۔

جب دُنیا میں زندگی کا نام و نشان نہ رہا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ بس اے زمین اپنا پانی پی لے۔ اور اے آسمان تھم جا۔ یہ کہنا تھا۔ کہ زمین کے سوتے بند ہوئے۔ اور بارش بھی تھم گئی۔ پانی گھٹنا شروع ہوا۔ ساتویں مہینے نوح کی کشتی کوہِ جُودی کی چوٹی پر جسے آج کل کوہ ارارات کہتے ہیں۔ اور موصل کے قریب عراق عرب میں ہے جا ٹکی۔

نوحؑ نے کشتی کی کھڑکی کھولی۔ اور ایک کبوتری اُڑائی۔ کبوتری

اڑی۔ مگر کہیں بیٹھنے کی جگہ نہ پائی۔ اس لیئے واپس آگئی۔ نوحؑ نے سات روز اَور صبر کیا۔ اور پھر تیسری دفعہ کبوتری کو اُڑایا۔ وُہ شام کے وقت واپس آئی۔ دیکھا تو چونچ میں زیتون کی ایک تازہ پتّی لئے ہوئے تھی تب نوحؑ کو معلوم ہُوا۔ کہ زمین پانی میں سے نکلنی شروع ہو گئی ہے۔ انہوں نے سات روز اَور صبر کیا۔ اور پھر تیسری دفعہ کبوتری کو اُڑایا۔ وُہ پھر اس کے پاس واپس نہ آئی۔ غرض ایک سال کے بعد سارا پانی سُوکھ گیا۔ اور نوحؑ نے پھر زمین دیکھی ۔

خدا کی طرف سے حکم ہُوا۔ کہ اب سلامتی اور برکت کے ساتھ کشتی سے اترو۔ تب حضرت نوحؑ نکلے۔ اور اپنے سب ہمراہیوں۔ جانوروں اور کیڑوں مکوڑوں کو بھی نکالا۔ خدا نے حضرت نُوحؑ اور اُن کی اولاد کو برکت دی۔ اور انہیں کہا۔ پھلو۔ بڑھو۔ اور زمین کو آباد کرو ۔

جس وقت طُوفان آیا۔ آپ کی عُمر ۶۰۰ برس کی تھی۔ اس کے بعد ۳۵۰ برس زندہ رہے۔ اور وعظ و نصیحت کرتے رہے۔ آپ کھیتی باڑی کا کام کرتے تھے۔ اور ایک انگوروں کا باغ لگا رکھا تھا۔ آپ کے زمانے میں تمام زمین پر ایک ہی زبان بولی جاتی تھی۔ آپ نے ساڑھے نوسو برس کی عُمر میں ۲۰۰۶ء آفرینش میں انتقال کیا ۔

Marfat.com

حاشیہ - اہلِ تحقیق نے لکھا ہے۔ کہ حضرت نوحؑ کے صرف تین ہی بیٹے تھے یعنی سامؔ حامؔ۔ یافثؔ۔ اور وہ لڑکا جس کی نسبت قرآنِ مجید میں یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ وہ طوفان میں غرق ہو کر ہلاک ہوا۔ وہ حقیقت میں اُن کا بیٹا نہ تھا۔ بلکہ ان کی بیوی کا کوئی قرابتی تھا جسے نوحؑ نے پالا تھا۔ اور اسے محبّت سے بیٹا کہہ کر بلاتے تھے۔ اُس کی قسمت میں ہدایت نہ تھی۔ اس لئے ایسے نیک باپ کی تربیت بھی کچھ کام نہ آئی ؎

پسرِ نوحؑ بابداں بنشست

خاندانِ نبوتش گم شد

حاشیہ ۲ - کہتے ہیں۔ کہ جو ایماندار لوگ حضرت نوحؑ کے ساتھ کشتی میں سوار ہوئے اور بعد طوفان کشتی سے اُترے۔ وہ شاید جلد ہی مر گئے تھے۔ کہ ان سے کوئی نسل نہیں چلی۔ نسل صرف نوح کے تین بیٹوں سے ہی چلی ہے۔ اس لئے اس وقت دُنیا میں جس قدر آبادی ہے۔ وہ سب حضرت نوحؑ کے ان تین بیٹوں ہی کی اولاد ہے۔ ایشیائے کوچک کا علاقہ سامؔ کے نام پر ہی شام کہلایا۔ اور سامؔ ہی کی اولاد عراق اور عرب میں پھیلی۔ یورپ کی سب قومیں اور ہندوستان کے ہندو سب یافثؔ کی نسل سے ہیں۔ اہلِ مصر اور افریقہ کی وہ اقوام جو بحیرۂ رُوم کے کنارے بستی ہیں حامؔ کی نسل سے ہیں ؟

Marfat.com

حضرت ہُود علیہ السّلام

(ولادت ۱۷۲۳ ـ وفات ۲۱۸۷ آفرینش)

سام ابنِ نوحؑ کا ایک پڑپوتا عاد تھا۔ اس کی اولاد ایک بڑی بھاری قوم بنی۔ اور اس نے عرب میں جا کر اس کے تمام اطراف جنوب و مشرق پر قبضہ کر لیا۔ یعنی علاقہ حضرموت و عمان وغیرہ کے میدانوں میں جو احقاف یعنی ریت کے ٹیلوں کے نام سے مشہور تھے۔ جا بسی۔ اور بڑی قوت حاصل کی۔ اس قوم کے لوگ بہت دراز قد اور دوسرے اہلِ عرب کی نسبت زیادہ تن و توش رکھتے تھے۔ اس قوم نے صنعت و حرفت میں بھی بڑی شہرت حاصل کی تھی۔ اور اس صنعت کی عمارتیں بنائی تھیں۔ کہ جنہیں دیکھ کر عقل دنگ ہوتی تھی۔ اُن کا دعویٰ تھا۔ کہ جہان بھر میں ہم سے زیادہ کوئی طاقت ور نہیں۔ مگر اُن کی اس شہرت اور عظمت کو اس عیب نے برباد کر دیا۔ کہ وہ بُت پرستی میں ڈوبے ہوئے تھے۔ اللہ نے اُن کی ہدایت کے لئے انہیں کی قوم سے حضرت ہُودؑ کو نبی بنا کر بھیجا۔ کہ وہ بھی سام کے پڑپوتے تھے۔

Marfat.com

حضرت ہُود نے اپنی قوم کو کیا نصیحت کی اور اُن کی قوم نے انہیں کیا جواب دیا۔ اس کا ذکر قرآن مجید میں مفصل آیا ہے حضرت ہُود نے کہا۔ کہ میں خدا کی طرف سے پیغام لے کر آیا ہوں۔ کہ تم صرف خدائے واحد کی عبادت کرو۔ اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔ میں یہ وعظ و نصیحت تمہاری بھلائی کے لئے کہتا ہوں۔ تم سے میں اس کا کچھ بدلہ نہیں مانگتا ہوں۔ میرا اجر پروردگار خود عطا فرمائے گا + اے لوگو۔ کیا تم کو ہمیشہ اس دُنیا میں رہنا ہے۔ کہ بلا ضرورت ایسی اونچی اُونچی پختہ عمارتیں بناتے ہو۔ اور اپنا دل سراسر اسی کام میں لگا رکھا ہے؟ تمہیں دین کا بھی خیال چاہیئے + خُدا کے بتائے ہوئے راستے پر چلو۔ اور اس کا حُکم مانو + تم خود جانتے ہو۔ اس نے تم پر کیا کیا احسان کئے ہیں + اُس نے تمہیں اولاد بخشی۔ آرام اور فائدے حاصل کرنے کے لئے مال مویشی عطا کئے۔ سیر و تفریح کے لئے باغ اور چشمے دئے۔ تمہیں اللہ کے یہ سب احسان یاد رکھنے چاہئیں + کافروں نے کہا۔ تم تو ہمیں بالکل احمق اور جھوٹے دکھائی دیتے ہو + حضرت ہُودؑ نے کہا۔ مجھ میں حماقت کی بات کون سی ہے۔ میں تو خُدا کا پیغام لایا ہوں۔ کیا خُدا کا پیغام سُنانا اور تمہاری بھلائی چاہنا حماقت کی بات ہے؟ کیا تمہیں اس بات سے تعجب آتا ہے۔

Marfat.com

کہ مَیں بھی تم جیسا آدمی ہُوں۔ اور خدا نے مجھے پیغمبر بنا دیا ہے؟ انہوں نے کہا۔ تمہارا اصل مطلب یہ ہے۔ کہ جن معبودوں کو ہمارے بزرگ ہمیشہ سے پُوجتے آئے ہیں۔ ہم اُن کی پرستش چھوڑ دیں۔ اور تمھارے خُدا کی عبادت کرنے لگیں + یاد رکھو۔ یہ ہمارے معبودوں کی ہی مار تُم پر پڑی ہے۔ کہ تمہاری عقل جاتی رہی ہے۔ اور ایسی بہکی بہکی باتیں کرتے ہو + ہُود نے کہا۔ بے شک میرا یہی مطلب ہے۔ اور تم میری نصیحت نہ مانو گے۔ اور اپنی بدکرداریوں سے باز نہ آؤ گے۔ تو تم پر خدا کا قہر نازل ہوگا + اُنھوں نے کہا۔ قہر کا ڈراوا تو ہمیشہ سے ہی سُنتے آئے ہیں۔ کسی نے نازل کر کے تو نہ دکھایا۔ تم ہی نازل کر کے دِکھا دو۔

غرض قوم عاد نے اُن کی ایک نہ سُنی + سرکشی کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ آخر گناہ کا پیالہ لبریز ہو گیا۔ اور قہرِ الٰہی آ پہنچا + اوّل اللہ تعالےٰ نے اس قوم پر تین سال تک بارش بند رکھی۔ اور سخت قحط ڈالا۔ جس سے ہزاروں بھوکے مر گئے۔ اس کے بعد پہاڑوں کی طرف سے ایک سیاہ گھٹا اُٹھی۔ جسے دیکھ کر وہ یہ سمجھے۔ کہ یہ بارانِ رحمت سے بھرے ہوئے بادل اُمڈے چلے آ رہے ہیں۔ جو ہم پر خوب برسیں گے + تھوڑی دیر میں وہ گھٹا سر پر آ گئی۔ اور اس میں سے

Marfat.com

رعد کی آواز آئی۔ اس کے بعد ایک بے انتہا سخت طوفان آندھی کا چلا۔ اور سات رات اور آٹھ دن برابر جاری رہا۔ جس سے مکان محل اور عمارتیں گر پڑیں۔ اور جو لوگ عذاب کے آنے کا یقین نہیں کرتے تھے۔ سب فنا ہو گئے۔ تباہی اور ہلاکت کے بعد ان قدآوروں کی لاشیں زمین پر یوں ہی پڑی تھیں جس طرح آندھی سے کھجور کے تناور درخت جنگل میں گر پڑے ہوں۔ خدا نے انہیں ناک کان آنکھیں اور ہوشمندی کے سب سامان دے دیئے تھے۔ مگر کوئی کام نہ آیا۔ اور ہمیشہ کے لئے اُن کی جڑ کٹ گئی۔ اللہ نے اپنی رحمت سے حضرت ہُود اور اُن کے مومن رفیقوں کو اس عذاب سے بچا لیا۔ یہ واقعہ طوفانِ نوح سے کوئی سَو برس بعد ظہور میں آیا۔

باغِ اِرم یعنی شدّاد کے بہشت کا قصّہ

عاد کا بیٹا شدّاد حضرت ہُودؑ کے وقت میں بہت حشمت اور دولت والا بادشاہ تھا۔ بڑے بڑے بادشاہوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی تھی۔ اللہ کی اتنی نعمتوں پر بھی وُہ ناشکری۔ کفر اور گمراہی میں ڈوبا ہُوا تھا۔ حضرت ہُودؑ اس کی ہدایت کے لئے گئے۔ اور اسے کہا۔ کہ اے شداد۔ اللہ نے تجھے پیدا کیا۔ بے انتہا دولت

Marfat.com

کے خزانے تجھے دِئے - اور بے شمار خوبصورت بیویاں تجھے عطا کیں اس کے علاوہ فوج لشکر اور قسم قسم کی نعمتیں بخشیں - تجھے لازم ہے - کہ اس پر ایمان لائے اور اُس کی عبادت کرے ۰

شداد نے جواب دیا - کہ جو کسی کی خدمت بجا لاتا ہے - وُہ یہ سب کچھ کسی مرتبے - عہدے اور دولت کی ترقی کے لئے کرتا ہے - جب یہ سب چیزیں مجھے پہلے ہی حاصل ہیں - تو مجھے کسی کی خدمت کرنے کی کیا حاجت ہے؟ حضرت ہُود نے کہا - ایمان لانے سے عاقبت میں بہشت ملے گی - اُس نے کہا - کہ میں نے بہشت کی نسبت بہت کچھ سُنا ہے - میرا ارادہ ہے - کہ روئے زمین پر ہی ایک ایسی بہشت بناؤں جس کا وعدہ تمہارا خدا کرتا ہے - اس میں رات دن عیش منایا کروں گا ۰

شداد کا مُلک نہایت وسیع تھا - اپنے مُلک کے عاملوں کے پاس قاصد بھیجے - کہ جس قدر سونا چاندی اور گراں بہا جواہر مل سکیں - لائیں ۰

اُس نے چالیس فرسنگ عمدہ ہموار زمین میں ایک نہایت خوش نما باغ لگوایا - پھر اس میں ایک نہایت عالی شان محل تعمیر کرایا - اس کی بُنیاد سنگِ مرمر کی تھی - اور دیواروں پر سونے چاندی کا کام تھا - باغ میں عمدہ عمدہ میوہ دار درخت لگائے - کھانے پینے کی سب

Marfat.com

چیزیں اور راحت کے سب سامان غرض دُنیا بھر کی نعمتیں اس میں مہیّا کیں۔ اور اس کا نام باغِ ارم رکھا۔ جب یہ بہشت بن کر ہر طرح تیار ہوگئی۔ تو بادشاہ نے اس کے دیکھنے کا قصد کیا ؎

مگر کچھ ایسی رُکاوٹیں پیش آتی رہیں۔ کہ وہ عرصے تک اپنے ارادے میں کامیاب نہ ہوسکا۔ آخر ایک دن وہ اپنے امراء و وزرائ کے ساتھ اس باغ کے دیکھنے کو گیا۔ باغ کے دروازے پر پہنچا۔ گھوڑے سے اُترنے لگا۔ ایک پاؤں بہشت کے دروازے پر رکھا۔ دُوسرا ابھی رکاب ہی میں تھا۔ کہ ملک الموت نے اس کی رُوح قبض کرلی۔ اور باغِ ارم دیکھنے کی حسرت اُس کے دل ہی میں رہ گئی ؎

اس کے مرنے کے بعد اس کی قوم اور اس کے تمام ساتھی عذاب الیم سے تباہ کر دئے گئے۔ اور جو بہشت خدا کے بہشتِ جاودانی کے مقابلے میں بنائی گئی تھی۔ اُس کا نام و نشان دُنیا سے مٹ گیا ؎

ہُودؑ نے خدا کا شکر ادا کیا۔ اور جب اُن کی عُمر ۴۶۴ برس کی ہوئی تو سنہ ۲۱۸۷ آفرینش میں جہانِ فانی سے انتقال فرمایا ؎

Marfat.com

حضرت صالح علیہ السّلام

(ولادت ۱۷۵۴ھ ۔ وفات ۲۰۷۷ھ آفرینش)

قومِ عاد کے بعد اور اس کے عہد کے قریب ہی ثمود کی اولاد نے عرب میں بڑا نام پایا۔ ثمود حضرت نوحؑ کے پڑپوتے کا بیٹا تھا۔ اس کی اولاد بھی ایک زبردست قوم ہوئی + یہ لوگ پہلے یمن میں بستے تھے۔ مگر جب قومِ حمیر نے ان کو وہاں سے نکال دیا۔ تو یہ حجاز کے اس حصے میں بسنے لگے جو الحجر کے نام سے مشہور ہے + مشرق میں میدان وادی القریٰ تک اُن کی بستیاں پھیلی ہوئی تھیں + یہ قوم سنگ تراشی میں بہت مشہور تھی۔ وُہ بڑی ہُنرمندی سے پہاڑوں کو اندر سے کھود کر بڑے بڑے عالی شان مکان بناتے۔ اور نقش و نگار سے آراستہ کرتے تھے۔ یہ مکان جو اثالیب کہلاتے تھے اب تک حجاز اور شام کے درمیانی علاقے میں موجود ہیں۔ اور سیاح اُنہیں حیرت کی نظر سے دیکھتے ہیں +

کچھ مدت کے بعد یہ بدبخت قوم بھی بُت پرستی کے گڑھے

Marfat.com

میں گربڑی - چنانچہ ان کی ہدایت کے لئے اللہ تعالےٰ نے حضرت صالح کو جو سام ابن نوُح کے پڑپوتے کے بیٹے تھے پیغمبر بنا کر بھیجا۔ اور اُنہوں نے اُنہیں وعظ و نصیحت کرنا شروع کیا۔ اور بُت پرستی چھوڑنے اور خُدائے واحد کی عبادت کرنے کی تاکید کی + کافران کی ایک نہ سُنتے تھے۔ بلکہ اُنہیں جھُوٹا اور شیخی باز کہتے تھے - اور جو چند غریب غربا اُن پر ایمان لائے تھے - اُن پر بھی ہنستے - اور مذاق کرکے پُوچھتے - کہ کیا سچ مچ یہ خدا کے رسول ہیں؟ پھر کہتے کہ بھئی ایسے رسول کو تم ہی مانو - ہم تو مانتے نہیں +

قصّوں کی کتابوں میں لکھا ہے - کہ قوم ثمود نے حضرت صالح سے کہا - کہ اچھا اگر تم خدا کے بھیجے ہوئے سچّے نبی ہو - تو ہمیں ایک معجزہ دکھاؤ - وہ یہ کہ پہاڑ پھٹ کر ایک اونٹنی پیدا ہو - اور وہ پہاڑ سے نکلتے ہی ایک سُرخ بالوں کا بچّہ جنے - اور وہ بچّہ اُسی وقت ہمارے سامنے بڑی اُونٹنی کے برابر ہوکر دوڑتا پھرے - اور ہم اس اونٹنی کا دُودھ پئیں - تب ہم ایمان لائیں گے + کہتے ہیں خُدا کے حکم سے اسی طرح اُونٹنی پیدا ہوئی - اور کافروں نے جو جو کہا تھا - سب کچھ ہوگیا - پھر بھی وہ لوگ ایمان نہ لائے - بلکہ وہ حضرت صالح کے اور بھی زیادہ دُشمن ہوگئے + قرآنِ مجید سے یہ تو معلوم ہوتا ہے

Marfat.com

کہ حضرت صالح کی ایک اُونٹنی تھی۔ مگر اس پُوری تفصیل کے ساتھ قرآن مجید میں یہ قصّہ مذکور نہیں ہے ؛

وہ زمانہ قحط کا تھا۔ چھوٹے چھوٹے چشموں اور نالابوں میں پانی بہت تھوڑا ہوتا تھا۔ وہ اونٹنی پانی پیتی تھی تو کافروں کو بہت غصّہ آتا تھا۔ وُہ کہتے تھے۔ کہ اس اُونٹنی سے ہمارے جانور بدک کر بھاگ جاتے ہیں۔ اس لئے حضرت صالح نے پانی پینے کی باریاں مقرّر کردیں۔ اور سمجھایا کہ اپنی اپنی باری پر پانی پلاؤ۔ مگر اِس بے زبان جانور پر ظُلم نہ کرنا۔ ورنہ تم پر خدا کی طرف سے سخت عذاب نازل ہوگا ؛

یہ سُن کر کافر لوگ حضرت صالح کی جان کے لاگو بن گئے۔ ان کی قوم کے ۹ چیدہ آدمی اس سازش کے سرغنے بنے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اُن کی شرارت سے بچائے رکھا۔ جب ان لوگوں نے دیکھا۔ کہ صالح کے باب میں ہماری کچھ پیش نہ گئی۔ تو کسی دل چلے نے اس اُونٹنی کی پنڈلیاں کاٹ ڈالیں۔ وُہ گر پڑی اور مر گئی۔ حضرت صالحؑ نے کہا۔ کہ اب بھی اللہ کے آگے توبہ کرو۔ اور اپنے گُناہ کی معافی مانگو۔ مگر وُہ بدبخت کب توبہ کرنے والے تھے۔ حضرت صالحؑ نے کہا۔ کہ اچھا۔ تین دن گھروں میں اَور چین کرو۔ چنانچہ

Marfat.com

چوتھے دن اس قوم کو آسمان سے ایسی ہولناک کڑک کی آواز سُنائی دی۔ کہ بجلی کی کڑک بھی اس کے آگے کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ کڑک کے سنتے ہی اُن کی جان نکل گئی۔ صُبح کو وہ لوگ اپنے مکانوں میں مُردہ اور سرنگوں پڑے ہوئے پائے گئے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے رحم سے حضرت صالح کو اور ان لوگوں کو جو اُن پر ایمان لائے تھے بچا لیا۔

Marfat.com

حضرت ابراہیم علیہ السلام

(ولادت سنہ ۲۰۰۸ - وفات سنہ ۲۱۸۳ آفرینش)

سوادِ عراق میں دریائے فرات کے کنارے اور بابل کے جنوب کی طرف قدیم زمانے میں ایک شہر بستا تھا جس کا نام اُور تھا + اس شہر کے کھنڈر اب بھی ساحل بحر سے ۱۲۵ میل اوپر کنارۂ دریا سے چھ میل کے فاصلے پر پائے جاتے ہیں۔ جہاں اب قصبہ مغیر کی آبادی ہے + یہ اس مقام کے قریب ہے۔ جہاں دجلہ کی ایک شاخ جس کا نام شط الحی ہے۔ دریائے فرات میں آکر شامل ہوتی ہے + اس شہر میں ایک شخص تارح رہتا تھا۔ جس کا دادا حضرت نوحؑ کے پڑپوتے کا پڑپوتا تھا + حضرت نوحؑ ابھی زندہ تھے۔ ان کی عُمر اس وقت ۸۹۲ برس کی تھی + تارح کے دو بیٹے تھے۔ ایک کا نام حاران دوسرے کا ناحور تھا + حاران باپ کی زندگی میں ہی ایک بیٹا اور ایک بیٹی چھوڑ کر مرگیا تھا۔ بیٹے کا نام لُوط اور بیٹی کا ملکہ تھا + تارح نمرود کے دربار میں جو اس ملک کا بادشاہ

Marfat.com

تھا۔ بڑا نامی گرامی امیر تھا۔ اس کے ہاں ستر برس کی عمر میں ایک بیٹا پیدا ہُوا۔ جس کا نام ابراہیم رکھا گیا۔ جس رات یہ بچہ پیدا ہوا۔ اُس راتِ تارح نے اس خوشی میں ایک جلسۂ دعوت کیا۔ جس میں دربارِ شاہی کے اُمراء اور نجومیوں کو مدعو کیا + یہ لوگ عیش و عشرت میں رات گذار کر جب اپنے گھروں کو واپس چلے تو صُبح ہو چلی تھی۔ اس وقت وُہ کیا دیکھتے ہیں۔ کہ مشرق میں ایک بڑا اور روشن ستارہ طلوع ہُوا۔ اور وُہ آسمان کے چاروں کونوں کے چاروں ستاروں کو کھا گیا + نجومی یہ حیرت ناک نظارہ دیکھ کر بہت سراسیمہ ہوئے۔ اور ایک دُوسرے سے کہنے لگے۔ کہ ہو نہ ہو۔ اس ستارے کا تعلّق تارح کے بچّے سے ہے + یہ بچّہ بڑا صاحب دولت و اقبال ہوگا۔ اور عزّت و حکومت حاصل کرے گا۔ اور اِس علاقے کی عنانِ حکومت اس کی اولاد کے ہاتھوں میں جائے گی ؛

ان نجومیوں نے اس واقعہ کی خبر اور اس کی تعبیر بادشاہ سے بھی عرض کر دی + بادشاہ نے تارح سے وُہ بچّہ طلب کیا + تارح نے اپنے بچّے کے بدلے اپنے کسی غلام کا بچہ کہ وُہ بھی اسی رات کو پیدا ہوُا تھا۔ بادشاہ کے حوالے کیا + چنانچہ ظالم بادشاہ نے اس بے گُناہ معصوم کو اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا + تارح نے اپنی

Marfat.com

بیوی بچے اور اس کی انا کو جنگل میں لے جا کر ایک غار میں چھپا کر رکھا۔ چنانچہ یہ لوگ دس برس تک اسی غار میں چھپے رہے اور نمرود اتنی مدت میں اس بچے کے معاملے کو بھول بھال گیا کتب بنی اسرائیل میں لکھا ہے۔ کہ دس برس کے بعد تارح نے انہیں اس غار سے تو نکالا۔ مگر اپنے گھر نہیں لایا۔ بلکہ حضرت نوحؑ کے گھر ان کے بیٹے سام کے پاس بھجوا دیا۔ تاکہ ان کی صحبتِ بابرکت سے فیضیاب ہو۔ اور دینِ حق کی نیک تعلیم و تلقین حاصل کرے ؛

خدائے تعالےٰ نے اس بچے کو ایامِ طفولیت سے ہی اعلیٰ درجے کا فہیم و ذکی بنایا تھا۔ اور وہ ہر بات پر غور کرنے اور اس کی تہ تک پہنچنے کا عادی تھا ؎

بالائے سرش ز ہوشمندی
مے تافت ستارۂ بلندی

چنانچہ جب وہ رات کو غار سے نکلے۔ اور شاندار چاند اور چمکتے تاروں کا ان گنت لشکر اس کے ساتھ دیکھا۔ تو بولے کہ ہو نہ ہو یہ نورانی چیز خدا ہے۔ مجھے اس کی عبادت کرنی چاہیئے۔ مگر جب صبح کی روشنی سے چاند ماند پڑ گیا۔ اور تارے چھپ گئے۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ نہیں نہیں۔ یہ چھپنے اور ماند پڑنے والی چیزیں خدا نہیں ہو سکتیں +

Marfat.com

پھر جب دن میں آفتابِ عالمتاب کا نُور ہر طرف پھیلا دیکھا۔ تو سمجھے کہ یہ چاند سے بھی بڑا اور زیادہ روشن ہے۔ یہ ضرور خُدا ہے۔ اور اس کی عبادت کرنی چاہیئے۔ لیکن جب وُہ بھی شام کو غروب ہو گیا۔ تو وُہ بولے۔ کہ غروب ہو جانے والی چیزیں معبود نہیں ہو سکتی ہیں۔ خدا وہ پاک ذات ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ اور یہ سارا عالم رچایا۔ میں اسی کی عبادت کروں گا۔ اور اسی کا بندہ ہو کر رہوں گا ۔

ابراہیمؑ جب حضرت نوحؑ کی صُحبت میں رہ کر ایمان و نیکوکاری اور تقویٰ و پرہیزگاری میں ترقی اور قربِ الٰہی کے مدارج طے کر رہے تھے۔ نمرود اور اُس کی رعایا بدستور اپنی بدکرداریوں کے گھرے گڑھے میں گرتے اور گناہوں کے دلدل میں پھنستے جاتے تھے۔ تارح جسے آزر بھی کہتے تھے۔ خود بڑا بُت پرست بن گیا تھا۔ اُس کے گھر میں بارہ مہینوں کے بارہ بت رکھے ہوئے تھے۔ جن کی وُہ عبادت کرتا۔ اور اُن سے اپنی حاجتیں طلب کرتا تھا ۔

آخر جب ابراہیمؑ اپنی تعلیم و تلقین پوری کر کے اپنے باپ کے گھر آ گئے۔ اور انہوں نے اس گھر میں وہ بُت رکھے ہوئے دیکھے تو وُہ رنج اور غصّے سے بیتاب ہو گئے۔ اور اپنے باپ سے کہا

Marfat.com

افسوس۔ آپ ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہیں۔ جو نہ سن سکتی ہیں۔ اور نہ دیکھ سکتی ہیں۔ نہ کسی کام آسکتی ہیں۔ یہ تو شیطان کی پرستش ہے مجھے بہت ڈر ہے۔ کہ کہیں خدا کی طرف سے آپ پر عذابِ الیم نازل نہ ہو۔ اس لئے میں آپ کو جو رستہ بتاؤں آپ اس پر چلیں۔ مجھے خدا کی طرف سے ہدایت ہوئی ہے۔ اور میں دینِ حق کا سدھا راستہ دکھاؤں گا + آذر نے کہا۔ ابراہیمؑ۔ تم ان باتوں سے باز آجاؤ۔ ورنہ میں تم کو سنگسار کردوں گا ⁂

حضرت ابراہیمؑ نے اپنی قوم سے بھی یہی کہا۔ کہ جن بتوں کی تم پرستش کرتے ہو۔ سوچو وہ ہیں کیا چیز؟ لوگوں نے کہا۔ کچھ ہی کیوں نہ ہوں۔ ہم نے اپنے بڑوں کو انہیں کی پرستش کرتے دیکھا ہے + حضرت ابراہیمؑ نے کہا۔ کہ تم بھی گمراہ ہو۔ اور تمہارے بڑے بھی گمراہ تھے۔ جنہوں نے اتنا بھی نہ سمجھا۔ کہ یہ بت خدا کس طرح ہو سکتے ہیں + خدا تو وہ ہے جس نے آسمان اور زمین پیدا کئے۔ انسان اور حیوان بنائے۔ ان پتھروں کو بھی اسی نے پیدا کیا ہے ⁂

ایک دن حضرت ابراہیمؑ نے اپنی ماں سے کہا۔ کہ اماں جان والد کہتے ہیں۔ کہ ہمارے اور زمین آسمان کے خالق یہ بت ہیں۔ جو گھر میں رکھے ہوئے ہیں۔ پس تم آج ایک مینڈھا ذبح کرکے ان کیلئے

Marfat.com

بُہت عمدہ نیاز تیار کرو۔ تاکہ وُہ اسے کھاکر خوش ہوں۔ ماں نے نیاز تیار کی۔ اور بُتوں کے آگے رکھی ⁂

جب بُت خانہ خالی ہوگیا۔ ابراہیم ہاتھ میں ایک تبر لے کر اس میں گئے۔ اور بُتوں کو جن کے آگے کھانا رکھا تھا خطاب کرکے بولے۔ تم کھاتے کیوں نہیں ہو۔ اچھا کھاتے نہیں ہو۔ تو مُنہ سے تو کچھ بولو۔ جب وہ کچھ نہ بولے۔ تو تبر مار کر سب بُتوں کو توڑ ڈالا۔ پھر ایک بڑے بُت کے گلے میں تبر لٹکا کر چلتے ہوئے۔ جب لوگوں نے آکر دیکھا۔ تو نہایت متاسف ہوئے۔ حضرت ابراہیم پر تو پہلے ہی شُبہ تھا۔ نمرود کے پاس شکایت کی گئی۔ اس نے ان کو بُلایا۔ اور کہا۔ کہ یہ بُت تُو نے توڑے ہیں؟ آپ نے جواب دیا۔ کہ جو ان سب میں سے بڑا ہے۔ جس کے گلے میں تبر لٹک رہا ہے۔ اس سے پُوچھو۔ وہ جو کچھ کہے گا۔ اس پر فیصلہ کرنا ⁂

اس پر نمرود نے کہا۔ کہ بُت بھی کبھی بولا کرتے ہیں۔ آپ نے کہا۔ کہ جو بول بھی نہ سکے اس کی عبادت کیوں کرتے ہو؟ نمرود کو غصہ آیا۔ اس نے حکم دیا۔ کہ اسے آگ میں ڈلوا دیا جائے ⁂

کہتے ہیں۔ ایک میدان میں آگ کا ایک بڑا الاؤ روشن کیا گیا۔ اور تمام شہر کے لوگ۔ درباری فوج اور خود نمرود ابراہیمؑ کے جلنے کا

Marfat.com

تماشا دیکھنے آئے - پھر حضرت ابراہیمؑ کی مشکیں باندھ کر اس میں پھینک دیا گیا + خدا کی قدرت سے وُہ آگ ٹھنڈی ہو گئی - دہکتے ہوئے انگاروں کی جگہ پھولوں کا ایک چمن کھلا ہوُا نظر آنے لگا - اور ابراہیمؑ اس میں سے بغیر کسی تکلیف کے نکل آئے ۞

نمرود خدا کی قدرتوں کا منکر تھا - ایک دفعہ ابراہیمؑ کی اس سے خوب بحث ہوئی + ابراہیمؑ نے کہا - خدا وُہ ہے - جو لوگوں کو جِلاتا اور مارتا ہے + نمرود نے کہا - کہ یہ کون سی بڑی بات ہے - مَیں بھی جِلا سکتا اور مار سکتا ہُوں + چنانچہ اُس نے ایک خونی مجرم کو بلا کر اُس کی جان بخشی کر دی - اور ایک بے گُناہ کو پکڑوا کر قتل کرا دیا + حضرت ابراہیمؑ نے دیکھا - کہ یہ عجیب احمق ہے - جو مارنے اور جِلانے کے معنی بھی نہیں جانتا + انہوں نے اسے دُوسری طرح سمجھایا - اور کہا - کہ خدا تو آفتاب کو مشرق سے نکالتا ہے - آپ ذرا مغرب سے تو نکال کر دِکھائیے - یہ سُن کر کافر ہکّا بکّا رہ گیا - اور کچھ جواب نہ دے سکا ۞

ان سب باتوں پر بھی بدبخت نمرود ایمان نہ لایا - تب حق تعالیٰ نے اس کے عذاب کے لئے مچھّر بھیجے + ان میں سے ایک مچھّر نمرود کے مغز میں چڑھ گیا - اس سے اس کا عیش تلخ ہو گیا - جب وُہ مچھّر کلبلاتا تھا - تو اسے بڑی تکلیف ہوتی تھی - اس کا آرام بالکل جاتا

Marfat.com

رہا - آخر بہت دنوں تک اسی طرح تکلیف اُٹھا اٹھا کر نمرود مر گیا ؎

کسی وجہ سے جس کی کوئی تشریح کتب سیر میں نہیں ملتی - تارح اپنے کُنبے کو لے کر شہر حاران میں جا بسا تھا - اور وہ اسی جگہ مرا ؎

حضرت ابراہیمؑ کا سفر کنعان

اس کے بعد خدائے تعالےٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو حکم دیا - کہ "تُو اپنے قرابتیوں کے درمیان سے اور اپنے باپ کے گھر سے نکل - اور کنعان کو چلا جا - مَیں تجھے ایک بڑی قوم بناؤں گا - اور تجھ کو مُبارک اور تیرا نام بڑا کروں گا - اور جو تجھے برکت دیتے ہیں - میں اُنہیں برکت دُوں گا ؛ دُنیا کے سب گھرانے تجھ سے برکت پائیں گے" ؎

ابراہیمؑ حکم خداوندی کے مُطابق روانہ ہوئے - اور اپنے ہمراہ بیوی سارہ اور بھتیجے لُوطؑ اور اپنے سب مال مویشی کو بھی لے گئے - اور سب کے سب کنعان میں جا پہنچے ؛ کچھ مدت وہاں گذری - پھر اس سرزمین میں ایسا سخت قحط پڑا - کہ تمام لوگ بھاگنے لگے - یہاں تک کہ حضرت ابراہیمؑ کو بھی معاش کی تلاش کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت ہوئی - اور اُنہوں نے لُوط اور بی بی سارہ کو ساتھ لیا - اور چل پڑے ؛ مصر میں پہنچے - وہاں کا بادشاہ نہایت ظالم اور

Marfat.com

سیاہ کار تھا۔ وُہ جس شخص کے پاس خوبصورت عورت دیکھتا۔ اُسے مار ڈالتا۔ اور اُس کی بیوی چھین کر اپنی بیوی بنا لیتا۔ حضرت ابراہیمؑ نے اس خوف سے بی بی سارہ سے کہا۔ کہ دیکھو۔ اگر یہاں کے لوگ تم سے پُوچھیں۔ کہ تو اس کی کون ہے۔ تو خبردار یہ نہ کہنا کہ مَیں ان کی بیوی ہوں۔ بلکہ یہ کہہ دینا۔ کہ مَیں ان کی بہن ہوں۔ چنانچہ ایسا ہی ہُوا۔ سارہ فرعون کے گھر میں بھیجی گئیں۔ مگر ان کے گھر میں جاتے ہی فرعون پر کوئی ایسی آفت پڑی۔ کہ وُہ خوف زدہ ہو گیا۔ اور اس پر یہ بات کھل گئی۔ کہ ابراہیمؑ خدا کے نبی ہیں۔ اور سارہ ان کی بی بی ہیں۔ تب اُس نے اُن کی بہت عزّت کی۔ اور ان کو بہُت سی بھیڑیں۔ بکریاں اور گائے بیل اور لونڈی غلام دے کر رخصت کر دیا۔ ان لونڈیوں کے علاوہ اپنی ایک لڑکی بھی دی۔ جس کا نام ہاجرہ تھا۔

ابراہیمؑ اور ان کے بھتیجے لُوط اب تک اکٹھے رہے۔ دونوں کے پاس گائے۔ بیل۔ بھیڑ۔ بکریاں اور اُونٹ زیادہ ہو گئے تھے۔ چنانچہ کنعان میں واپس آکر ایک دفعہ اُن کے چرواہوں کا آپس میں جھگڑا ہو گیا۔ تب حضرت ابراہیمؑ ڈرے۔ کہ ایسا نہ ہو۔ کہ جس طرح آج چرواہوں میں تکرار ہوئی۔ اسی طرح ہم میں ہو جائے۔ بہتر ہو کہ ہم جُدا

Marfat.com

جُدا رہیں۔ لُوط نے دریائے یردن کے پار کا ملک یعنی سدوم کا علاقہ پسند کیا۔ اور ابراہیمؑ نے اس دریا کے اِس طرف کا۔ کچھ عرصے کے بعد سدوم کے آس پاس کے قبائل نے سدوم کے سردار پر حملہ کیا۔ اور لوط اور اُن کے گھر کے بارہ آدمیوں کو بھی پکڑ کر لے گئے۔ ابراہیم کو جب یہ خبر پہنچی۔ تو وُہ فوراً اپنے ساتھ بڑی بھاری جمعیت لے کر لُوط کی مدد کو پہنچے۔ اور دشمن کا تعاقب کرتے ہوئے دمشق کے علاقے تک جا پہنچے۔ اور اپنے بھتیجے اور سب عزیزوں کو چھڑا کر لائے۔ اور ان کے دُشمنوں کی خوب خبر لی۔ ابراہیمؑ لُوط کو سدوم میں پہنچا کر پھر اپنے علاقے میں آ گئے۔ اور شہر یردن میں جو یروشلم سے بیس میل جنوب میں تھا رہنے لگے۔

ابراہیمؑ کی عُمر اب اسّی برس سے زیادہ ہو گئی تھی۔ وہ اولاد کے نہ ہونے سے بہت اُداس اور غمگین رہتے تھے۔ اور اس کے لئے خُدا کی درگاہ میں دُعا کرتے تھے۔ اللہ تعالٰے نے اُن کی دُعا قبول فرمائی۔ اور اولاد کا وعدہ دیا۔ اور کہا۔ کہ تیری اولاد آسمان کے تاروں کی طرح اَن گنت ہوگی۔ خُدا نے ابراہیم کو خواب میں یہ خبر دی۔ کہ تیری اولاد ایک اجنبی ملک میں پردیسی بن کر رہے گی اور وہاں کے لوگوں کی غلام بنے گی۔ وہ اُنہیں چارسَو برس تک

Marfat.com

دُکھ دیں گے۔ مگر میں آخر ان کو اس مصیبت سے نکال لاؤں گا۔ اور دریائے نیل سے دریائے فرات تک کا ملک اُن کو دُوں گا ٭

انہیں ایام میں بی بی سارہ نے اولاد سے ناامید ہو کر اپنے شوہر کو یہ صلاح دی۔ کہ ہاجرہ سے نکاح کرلیں۔ شاید خدا انہیں اُن سے کوئی اولاد عطا فرمائے۔ چنانچہ خدا کے فضل سے تھوڑے عرصے میں ہی ہاجرہ حاملہ ہوگئیں۔ سوکنوں کے جلاپے سے پیغمبروں کے گھر بھی خالی نہیں۔ یا تو سارہ دُعائیں مانگتی تھی۔ کہ کسی طرح بھی میرے شوہر کا گھر آباد ہو۔ مگر جب اس کی امید بندھی۔ تو وُہ اپنے تئیں ہاجرہ کی نظروں میں حقیر پانے لگیں۔ اور اس بیچاری پر اس قدر سختی کی۔ کہ ہاجرہ ان کا گھر چھوڑ کر کہیں چلی گئیں۔ وہ جنگل میں پانی کے ایک چشمے کے پاس اپنی مصیبت پر کُڑھ رہی تھیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا۔ اور کہا۔ کہ اللہ نے تیرا دُکھ سُن لیا ہے۔ تو جنگل میں نہ پھر۔ گھر کو واپس جا۔ تو حمل سے ہے۔ اور بیٹا جنے گی۔ اس کا نام اسمٰعیل رکھنا۔ یعنی اسمع ایل (سُن لیا اللہ نے) ٭

ہاجرہ واپس بی بی سارہ کے پاس جا کر رہنے لگیں۔ اور وقت مقررہ پر ۲۰۳۴ سنہ آفرینش میں اُن کے ہاں بیٹا پیدا ہوا۔ اور جیسا

Marfat.com

فرشتے نے کہا تھا۔ اس بچے کا نام اسمٰعیلؑ رکھا گیا۔ اس وقت ابراہیمؑ کی عمر چھیاسی برس کی تھی + اُن دنوں خدا ابراہیم کو نظر آیا۔ اور ان سے یُوں ہمکلام ہُوا۔ کہ "میں تجھے نہایت بڑھاؤں گا۔ تو بہت سی قوموں کا باپ ہوگا۔ میں تیرا اور تیری بعد کی نسلوں کا خداوند ہوں گا۔ اور میں تجھ کو اور تیری نسل کو کنعان کا تمام مُلک دُوں گا + آج سے تیرے ساتھ میرا یہ عہد بھی ہے۔ جسے تو ہمیشہ یاد رکھ۔ کہ تیری اولاد میں سے ایک فرزند نرینہ کا جب وُہ آٹھ روز کا ہو جائے۔ ختنہ کیا جائے" + حضرت ابراہیم نے اپنے بیٹے کا ختنہ کیا۔ اور وہ اس بچے کے لئے اللہ کی درگاہ میں بہت دُعائیں مانگا کرتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے اُن کی دُعائیں قبول فرمائیں۔ اور فرمایا۔ کہ میں اسمٰعیل کو برکت دُوں گا۔ اسے برومند کروں گا۔ اور اسے بہت بڑھاؤں گا۔ اس سے بارہ سردار پیدا ہوں گے + میں اسے بڑی قوم بناؤں گا +

بچے کی قربانی

حضرت ابراہیمؑ کی زندگی میں اُن کی عظمت۔ ایثار اور محبتِ الٰہی ظاہر کرنے کی بے نظیر مثال بچے کی قربانی کا واقعہ ہے۔ اللہ تعالےٰ نے آپ پر خواب میں ظاہر ہو کر فرمایا۔ کہ ابراہیم اُٹھ اور فُلاں

Marfat.com

پہاڑ پر جا کر اپنے بیٹے اسمٰعیل کو میری راہ میں قربان کر دے ۔ حضرت ابراہیم
نور کے تڑکے اُٹھے ۔ اپنے بچّے کو ساتھ لیا ۔ اور اس پہاڑی کی طرف
چلے ۔ قربانی کے لئے لکڑیاں بیٹے کے کندھے پر رکھ دیں ۔ اور آگ
اور چھری خود اپنے ہاتھوں میں لئے ہوئے تھے ۔ ابراہیمؑ نہایت خاموش
تھے ۔ بچّے نے اس خاموشی کو توڑا ۔ اور باپ سے پُوچھا ۔ کہ ابّا جان
آگ بھی ہے ۔ لکڑیاں بھی ۔ پر قربانی کا مینڈھا کہاں ہے ؟ بیچارے
باپ کیا جواب دیتے ؟ فرمایا ۔ میرے بچّے خدائے تعالےٰ اس کا
انتظام خود کر دے گا ۔ پھر دونوں خاموشی سے چلتے چلتے پہاڑی پر آ
پہنچے ۔ حضرت ابراہیمؑ نے وہاں ایک قربان گاہ بنائی ۔ اور لکڑیاں چنیں
اور بچّے پر حکمِ ربّی ظاہر کیا ۔ بچے نے باپ کی طرف دیکھا ۔ اور خدا
جانے آنکھوں آنکھوں میں ہی کیا کہا ۔ کہ اسمٰعیلؑ جھٹ چُنی ہوئی لکڑیوں
پر لیٹنے کو تیار ہو گئے ۔ اور بولے اللہ کی خوشنودی حاصل ہو ۔ تو جان
کیا چیز ہے ؎

جان دی ۔ دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے ۔ کہ حق ادا نہ ہُوا

آخر باپ نے اپنے پیارے بچے کو باندھ کر ماتھے کے بل لٹایا ۔
کہ کہیں چہرہ دیکھ کر ہاتھ لغزش نہ کھا جائے ۔ پھر اپنا ہاتھ بڑھا کر

Marfat.com

چھری اُٹھائی۔ کہ اسے ذبح کرے۔ اتنے میں فرشتے نے آواز دی۔ کہ ابراہیمؑ تھم جا۔ اپنا ہاتھ روک لے۔ یہ صرف تیرا امتحان تھا۔ تو اس میں پُورا نکلا۔ اور اپنے پیارے بچے کو مجھ سے دریغ نہ کیا۔ لے تُو اس کے بدلے یہ مینڈھا ذبح کر۔

حضرت ابراہیمؑ نے جو پیچھے پھر کر دیکھا۔ تو ایک مینڈھا کھڑا پایا۔ اُنہوں نے اسے ذبح کر کے قربان گاہ پر چڑھایا۔ اور خوشنودیٔ حق تعالیٰ کی دُعا مانگی۔ اللہ اکبر حضرت ابراہیم خدائے پاک کے کیسے مخلص بندے تھے۔ کہ اس کی خوشنودی کے لئے اپنے جگر گوشے کے حلق پر یُوں چھُری پھیرنے کو تیار ہو گئے۔

خدائے تعالےٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو تین بشارتیں دیں۔ جو جناب سرور انبیاء محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلّم پر پوری ہوئیں۔ اوّل اللہ نے یہ فرمایا۔ کہ مَیں تجھے ایک بڑی قوم بناؤں گا۔ اور تجھ کو مُبارک اور تیرا نام بڑا کروں گا۔ اور جو تجھے برکت دیتے ہیں۔ مَیں انہیں برکت دُوں گا۔ دُنیا کے سب گھرانے تجھ سے برکت پائیں گے۔ سب جانتے ہیں۔ کہ حضرت ابراہیمؑ کی نسل سے سوائے اُمّتِ محمدی کے دُنیا میں اَور کوئی اتنی بڑی قوم نہیں ہوئی۔ اور اسی قوم کو ہر نماز میں یہ پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ

Marfat.com

یعنی تو محمدؐ پر برکت بھیج ۔ جس طرح تُو نے ابراہیم اور ان کی اولاد پر برکت بھیجی ؛

دوم ۔ اللہ نے فرمایا ۔ کہ مَیں تجھ کو اور تیری نسل کو کنعان کا تمام مُلک دُوں گا ۔ اور میرا یہ عہد ہے ۔ کہ تیرے ہر فرزندِ نرینہ کا ختنہ کیا جائے ۔ یہ بشارت بھی اُمّتِ محمّد مصطفٰے صلّے اللہ علیہ وسلم پر ہی صادق آتی ہے ۔ کنعان کا تمام ملک ان کے قبضے میں آیا ۔ اور اب تک ہے ۔ اور اُن کے ہر لڑکے کا ختنہ بھی ہوتا ہے ؛

سوم ۔ حضرت اسمٰعیلؑ کے حق میں فرمایا گیا ۔ کہ " مَیں اسے برومند کروں گا ۔ اور اسے بہت بڑھاؤں گا ۔ اور اس سے بارہ سردار پیدا ہوں گے " ؛ یہ فرمودہ بھی اہلِ اسلام پر پورا ہوا ۔ حضرت اسمٰعیلؑ کے بارہ بیٹے ہوئے ۔ اور وہ سب کے سب عرب کے مختلف مقامات میں بسے ۔ اور بہت بڑھے ؛

بی بی سارہ کو بیٹے کی بشارت اور سدوم و عمورہ میں گناہ کی کثرت

ابراہیمؑ ایک دِن گرمی کے وقت اپنے خیمے کے دروازے کے

Marfat.com

کے آگے بیٹھے تھے۔ کیا دیکھتے ہیں۔ کہ تین آدمی چلے آرہے ہیں۔ ابراہیمؑ مہمان نوازی میں مشہور تھے۔ لپک کر اُن سے ملنے کے لیئے دوڑے۔ اور زمین تک جُھک کر انہیں سلام کیا۔ اور کہا "آپ ٹھہرئیے میں آپ کے پاؤں دھونے کے لیئے پانی لاتا ہوں۔ آپ ہاتھ پاؤں دھو کر درخت کے سائے میں آرام کیجیئے۔ پھر کھانا کھا کر اور تازہ دم ہو کر جہاں جانا ہو جائیے"۔

ابراہیمؑ نے اپنی بی بی سے اُن کے لئے روٹی پکوائی۔ اور گلے میں سے ایک موٹا تازہ بچھڑا لا کر اسے پکوایا۔ اور گھی اور دُودھ بھی سامنے رکھا۔ ان شخصوں نے کھانا کھایا۔ اور ان کی بی بی کو بیٹے کی بشارت دی۔ بی بی سارہ نے سُنا۔ تو ہنسی۔ کہ میں بُڑھیا اور میرا شوہر بھی بڈھا سو برس کا۔ اب بھلا میرے کیا اولاد ہوگی؟ اُنہوں نے کہا۔ خُدا کے آگے کوئی بات مشکل نہیں ہے۔

تب وُہ تینوں شخص سدوم کی طرف چلے۔ اور ابراہیمؑ اُن کے رخصت کرنے کے لئے تھوڑی دُور ساتھ گئے۔ راہ میں اللہ تعالیٰ نے انہیں خبر دی۔ کہ سدُّوم اور عمُورہ کے لوگوں کے گناہ انتہائی درجے کو پہنچ گئے۔ اور اُن کی ہلاکت کا وقت آن پہنچا۔ ابراہیم نے کہا کہ "اے خداوند۔ ان لوگوں میں بُرے اور بُروں میں اچھے بھی ہوتے

Marfat.com

ہیں۔ اگر سدوم میں پچاس ایمان دار بھی ہوئے۔ تو کیا تُو اُن پر رحم نہ فرمائے گا؟ اور سب کو یکساں ہلاک کر دے گا؟ نیک اور بد برابر ہو جائیں۔ یہ تیری ذات سے بالکل بعید ہے" خدا نے فرمایا۔ اگر اس شہر میں پچاس نیک بندے ہوئے۔ تو مَیں سارے شہر کو چھوڑ دوں گا۔ ابراہیمؑ نے نہایت عاجزی سے عرض کی۔ "اگر پچاس میں پانچ کم ہوئے تو کیا تُو پانچ کی کمی سے سارے شہر کو ہلاک کر دے گا"؟ خدا نے کہا۔ اگر وہاں پینتالیس راست باز بھی نکلیں۔ تو مَیں سب کو چھوڑ دوں گا۔ ابراہیمؑ نے عرض کیا۔ کہ پینتالیس نہیں تو چالیس تو ضرور ایمان دار نکلیں گے۔ خدا نے فرمایا۔ کہ مَیں چالیس کی صورت میں بھی سب پر عذاب نازل نہ کروں گا۔ غرض یُونہی اُترتے اُترتے اللہ تعالےٰ نے یہاں تک وعدہ فرمایا۔ کہ اگر تمام شہر میں دس بندے بھی ایماندار نکلے۔ تو مَیں سارے شہر کو تباہی سے بچا لوں گا۔ ابراہیم اپنے خداوند کی یہ باتیں سُن کر اپنے ڈیرے کو واپس آئے۔

سدُوم و عمُورہ کی تباہی

(سنہ ۲۱۰۱ آفرینش میں)

حضرت لوطؑ شہر سدُوم میں بیٹھے تھے۔ کہ شام کے وقت دُو فرشتے

Marfat.com

ان کے پاس آئے + حضرت لوطؑ استقبال کے لئے اُٹھے - اور جُھک کر
سلام کیا - اور ان سے کہا - کہ خداوندا میرے گھر تشریف لے چلئے -
وہاں رات بھر آرام کیجئے - پھر جہاں کا قصد ہو وہاں جائیے + حضرت
لوطؑ کے اصرار پر وہ اُن کے گھر گئے - اور وہیں کھانا کھایا + ابھی وُہ
سوئے نہیں تھے - کہ شہر میں اُن کے آنے کی خبر مشہور ہو گئی - اور
وہاں کے شریر اور بدکار لوگوں نے اُن کا گھر آن کر گھیر لیا - اور ان
مہمانوں کو پکڑنا چاہا + حضرت لوطؑ نے انہیں جھٹ مکان کے اندر بلا کر
دروازے کی کُنڈی لگا دی - تب وُہ نابکار مشکل سے واپس گئے +
پھر اُن فرشتوں نے حضرت لوطؑ سے کہا - کہ ہمیں اللہ تعالےٰ نے اس
شہر کو برباد کرنے کے لئے بھیجا ہے - تُو اپنی بیٹیوں داما دوں اور سب
عزیزوں کو شہر میں سے بُلا کر راتوں رات نکل + دامادوں نے تو ہنسی
اُڑائی - اور نہ آئے - مگر فرشتے حضرت لوط کی بیٹیوں اور جورو کا ہاتھ
پکڑ کر باہر لائے - اور کہا - جلد بھاگ جاؤ - اور دیکھو پیچھے پھر کر نہ دیکھنا +
لُوط اپنی بیٹیوں سمیت سورج نکلنے تک ایک گاؤں میں جا پہنچے جس
کا نام صغر تھا - اور اللہ کا شکر ادا کیا - کہ اس نے رحم کر کے وقت
پر بچا لیا - مگر ان کی بیوی نے غلطی کی - کہ حکم کے برخلاف پیچھے پھر کر
دیکھا - اس لیئے وہ گری اور ہلاک ہو گئی + اب خداوند تعالےٰ نے سدوم

Marfat.com

اور عمورہ پر آگ اور گندھک کا مینہ برسایا۔ اور اُن شہروں اور وہاں کے سب رہنے والوں اور نباتات تک کو نیست و نابود کر دیا۔ کوئی آدمی اُدھر جانے کی جُرأت نہیں کرتا تھا۔ دور سے اس طرح دھُواں اٹھتا نظر آتا تھا۔ جس طرح کسی بھٹے میں سے دھُوئیں کے بادل اُٹھتے ہیں۔ یہ واقعہ ۲۱۰۶ء آفرینش میں ہوُا ⁂

بی بی سارہ اور بی بی ہاجرہ کی باہمی رنجش

حضرت ابراہیمؑ اس نواح سے پھر جنوب کی طرف چلے۔ اور قادیش کے قریب جو حجاز کی سرحد پر ہے۔ کچھ عرصہ رہ کر پھر حبرون میں آرہے + اب خداوندِ تعالےٰ کا وہ وعدہ بھی جو بی بی سارہؓ سے تھا۔ پُورا ہوُا + یعنی جب حضرت ابراہیمؑ سو برس کے ہوئے۔ تو اُن کے ہاں بی بی سارہ سے ۲۱۰۷ء آفرینش میں ایک بیٹا پیدا ہوُا + سارہ نے کہا۔ خدا نے مجھے ہنسایا۔ اور جو اس خبر کو سُنے گا وہ ہنسے گا۔ اس لئے اُنھوں نے بچّے کا نام اضحاق رکھا۔ عبرانی زبان میں اس کے معنی ہیں ہنسانے والا۔ یہی لفظ عربی میں آ کر اسحاق ہو گیا + آٹھویں روز بچے کا ختنہ کیا گیا۔ اور جب وہ ذرا بڑا ہو گیا۔ تو حضرت ابراہیمؑ نے دودھ بڑھانے کا جلسہ بڑی دھوم دھام سے کیا ⁂

Marfat.com

بی بی ہاجرہ کی طرف سے بی بی کے دل میں اسمٰعیل کے پیدا ہونے کے بعد رنج بیٹھ گیا تھا۔ وہ اب اسحٰق کے پیدا ہونے پر زیادہ بڑھ گیا۔ دُودھ چھڑانے کے جلسے میں اتفاق سے اسمٰعیل اسحٰق کی کسی بات پر کھلکھلا کر ہنسے۔ بی بی سارہ کو اس ہنسی پر بہت غصّہ آیا۔ اور یہاں تک نوبت پہنچی۔ کہ انہوں نے حضرت ابراہیمؑ کو مجبور کیا۔ کہ ہاجرہ کو اپنے گھر سے نکال دیں۔ آخر روز کی تکرار دیکھ کر حضرت ابراہیمؑ نے بھی انہیں وہاں سے رُخصت کر دینے کا قصد کر لیا۔ چنانچہ ایک روز فجر کے وقت اُٹھے۔ اور اسمٰعیلؑ اور بی بی ہاجرہ کو ساتھ لیا۔ اور کچھ کھانے پینے کا سامان اور ایک پانی کا مشکیزہ ان کے کندھے پر رکھ کر رخصت کیا۔ یہ نہیں معلوم کہ وہ کہاں تک اُن کے ساتھ گئے۔ لیکن اتنا معلوم ہوتا ہے۔ کہ سفر کرتی اور منزلیں کاٹتی مدّتوں میں وہ بیچاری فاران کے جنگل میں اس مقام پر جا پہنچیں۔ جو اب مکہ معظّمہ کے مقدّس نام سے موسوم ہے۔ اس وقت وہ جنگل اُجاڑ جگہ تھی۔ راہ میں جہاں پانی ملتا تھا وہ اپنا مشکیزہ بھر لیتی تھیں۔ اتّفاق کی بات یہاں پہنچ کر اُن کے مشکیزے میں پانی نہ رہا۔ اور آس پاس بھی پانی کا نشان تک نظر نہ آیا۔ گرمی کا موسم۔ ریگستانی ملک۔ اکیلی عورت ذات۔ بچّے کا ساتھ۔ عجب ابتلا کا وقت تھا۔ بچہ پیاس سے بے تاب ہو رہا تھا۔ جگر کے

Marfat.com

ٹکڑے کو ایک جھاڑ کے سائے میں زمین پر رکھ کر دیوانہ وار۔ بیقرار مضطربانہ ہر طرف دوڑی پھرتی تھیں۔ آخر مایوس ہو کر اور سر پکڑ کر بچے سے بہت دُور جا کر بیٹھ گئیں۔ کہ اس کا مرنا اپنی آنکھوں سے نہ دیکھوں۔ اور اللہ کی جناب میں پھُوٹ پھُوٹ کر رونے لگیں +

اللہ مجیب الدعوات ہے۔ اس نے اپنی بندی کی آہ و زاری سُنی۔ فوراً آسمان سے فرشتے کو بھیجا۔ اُس نے کہا۔ اے ہاجرہ اُٹھ اور بچےّ کو اُٹھا۔ اور اسے اپنے داہنے ہاتھ سے سنبھال۔ اللہ تعالےٰ نے اس بچےّ کی آواز سُن لی ہے۔ اور کہا ہے کہ مَیں اسے ایک بڑی قوم بناؤں گا۔ اپنی آنکھیں کھول اور دیکھ۔ کہ میٹھے پانی کا چشمہ بہ رہا ہے + خدا کی قدرت۔ واقعی پانی کا چشمہ موجود تھا۔ اور یہ وُہ چشمہ تھا جو بعد میں کنوّاں بن کر زمزم کہلایا۔ اور وہ جگہ جہاں بی بی ہاجرہ مضطربانہ دوڑی پھریں۔ صفا اور مروہ کے درمیان وُہ جگہ ہے۔ جہاں اُن کی بیقراری اور اضطراب کی یادگار میں آج تک سب حاجی جا کر دوڑتے ہیں + اس کے بعد جب اَور قبائل کو خبر لگی۔ کہ وہاں میٹھے پانی کا چشمہ ہے۔ تو بہت سے لوگوں خصوصًا قبیلہ جُرہم نے وہاں بُود و باش اختیار کر لی۔ اور شہر مکہّ بسایا گیا۔ جو مسلمانانِ عالم کی مردمکِ چشم ہے حضرت اسمٰعیلؑ نے بڑے ہو کر بنی جُرہم میں ہی اپنی شادی کر لی۔ اور مکہ میں

Marfat.com

ہی رہنے لگے۔ ۲۱۴۴ھ آفرینش میں مقام حبرون میں بی بی سارہ کا انتقال ہوگیا۔ اور بیٹے کی محبت پدری بڈھے باپ کو کنعان کی سرسبز و شاداب زمین سے فاران کے دشتِ غربت میں کھینچ لائی + مکہ میں پہنچ کر معلوم ہؤا۔ کہ بی بی ہاجرہ کا بھی انتقال ہوچکا ہے۔ مگر خیر حضرت اسمٰعیلؑ سے مل کر بہت خوش ہوئے۔ اور چند روز ان کے پاس ٹھہر کر واپس شام کو چلے گئے۔ اور اس کے بعد کئی دفعہ آئے گئے۔ جب آپ سب سے اخیر دفعہ ان سے ملنے آئے۔ تو آپ نے اُن کی تعمیلِ رُوحانی کی تکمیل کے لئے بیت اللہ کے نام سے ایک مسجد تعمیر کرنے کا ارادہ کیا +

تعمیر بیت اللہ یعنی خانہ کعبہ

حضرت ابراہیمؑ اوّل نبی ہیں جنھوں نے سب سے اوّل خدا کی عبادت کے لئے ایک مکان مخصوص کیا۔ جب سے انہیں خدائے تعالیٰ کے ساتھ ہمکلامی کا شرف حاصل ہؤا۔ اور وہ بموجب حکم خداوندی اپنا وطن چھوڑ کر حاران اور حاران سے شام کی طرف گئے۔ ان کے سینے میں عشقِ الٰہی کا جوش موج زن تھا۔ اور وُہ چاہتے تھے۔ کہ زمین کا کوئی قطعہ اس کام کے لئے مقدس کیا جائے + چنانچہ پہلی مرتبہ جب خدائے تعالیٰ ان پر

Marfat.com

ظاہر ہُوا۔ تو اُنہوں نے اس کے پاک نام پر ایک مذبح بنایا۔ اور ایک پتّھر کھڑا کر کے اسے مذبح کا نشان ٹھہرایا۔ اور بیت اللہ اس کا نام رکھا۔ جبرون شہر میں جہاں مدّتوں حضرت ابراہیمؑ رہے۔ اسی طرح ایک اور بیت اللہ بنایا۔ یہ بیت اللہ جو اُنہوں نے وقتاً فوقتاً بنائے۔ گویا پڑھنے کی عارضی جگہیں تھیں۔ جس طرح ہم جنگل میں نماز کے لئے کوئی جگہ صاف کرتے ہیں۔ اور اس خیال سے کہ نماز پڑھتے وقت کوئی شخص آگے سے نہ گذرے۔ کوئی چیز آگے رکھ لیتے ہیں۔ اسی طرح حضرت ابراہیمؑ کرتے تھے۔ وہ اس جگہ ایک پتّھر کھڑا کر لیتے تھے ؂

مگر خاص مستقل بیت اللہ بنائے جانے کا فخر سرزمینِ عرب کی قسمت میں تھا۔ اور اس عظیم الشان اور مبارک کام میں حضرت ابراہیمؑ کا ہاتھ بٹانے والے حضرت اسمٰعیلؑ تھے۔ جن کو قضا و قدر نے اپنی عجیب حکمت سے وہاں بھیج دیا تھا۔ حضرت ابراہیمؑ نے بیت اللہ بنانے کے لئے بوقبیس کی گھاٹی میں ایک جگہ پسند کی۔ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اُنہوں نے اس جگہ بھی ایک عارضی بیت اللہ بنایا تھا۔ جس طرح وہ سفر میں ہر جگہ نماز کے لئے بنا لیا کرتے تھے۔ اور اس کے نشان کے لئے ایک پتّھر کھڑا کر دیا تھا۔ پھر جب ایک مستقل مکان بن گیا۔ تو اس پتّھر کی ضرورت نہ رہی۔ مگر پھر بھی اسے بیت اللہ کے

Marfat.com

ایک کونے میں لگا دیا۔ اس غرض سے کہ ایک تو وہ یادگار تھی اس بات کی۔ کہ بیت اللہ کا آغاز اس سے ہوا تھا۔ دوسرے اس سے یہ کام لیا۔ کہ بیت اللہ کے گرد طواف کرتے تھے۔ تو اسے طواف کے شروع اور ختم کرنے کا مقام ٹھہرایا۔ یہی وہ پتھر ہے جو اب حجرِ اسود کے نام سے مشہور ہے۔

یہ بیت اللہ اوّل اوّل کیسا بنایا گیا۔ اس کے باب میں یہ لکھا ہے۔ کہ صرف چار دیواروں کا ایک خالی احاطہ تھا۔ جس کی ایک دیوار لمبائی میں ۳۱ گز تھی۔ اور اس کے سامنے کی ۳۲ گز۔ اور عرض ایک طرف ۲۳ گز تھا۔ اور دوسری طرف ۲۲ گز۔ اور چھت ندارد۔ ایک دروازہ بھی تھا۔ مگر یوں ہی صرف کھلا راستہ تھا۔ کوئی چوکھٹ یا کواڑ نہیں لگائے گئے تھے۔ اور احاطے کے اندر دروازے کے داہنے ہاتھ تین گز گہرا ایک گڑھا کھودا گیا۔ کہ اگر اللہ کے نام کچھ نذر نیاز آئے۔ تو اس میں رکھی جائے۔ بس یہ تھا حضرت ابراہیمؑ کا بنایا ہوا بیت اللہ۔ اللہ اکبر کیا سادگی تھی۔ اور کیا صدقِ نیت۔ اتنی بھی پروا نہیں کی۔ کہ آمنے سامنے کی دیواریں ٹھیک برابر کر لی جائیں۔ اصل یہ ہے۔ کہ یہ کام کوئی ہنرمندی دکھانے کے لئے نہیں کیا گیا تھا۔ بلکہ سراسر خلوص۔ عقیدت اور محبتِ الٰہی کے جوش سے کیا گیا تھا۔

Marfat.com

تعمیر کعبہ کے وقت حضرت ابراہیمؑ کے دل کی کیا کیفیت تھی۔ یہ قرآن مجید سے خوب ظاہر ہوتی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

کہ جب وُہ اور ان کے بیٹے خانہ کعبہ کی بُنیادیں اُٹھا رہے تھے۔ تو ساتھ دُعائیں مانگتے جاتے تھے۔ کہ اے ہمارے پروردگار تُو ہم عاجزوں کی دُعائیں سُننے والا اور دلوں کی نیتیں جاننے والا ہے۔ ہماری یہ خدمت قبول فرما۔ اور ہمیں اپنا سچا فرمانبردار بندہ بنا۔ اور ہمیں اولادِ صلح عطا کر۔ جو تیری فرماں بردار ہو۔ ہمیں اپنی عبادت کا طریق بتا۔ اور ہمارے گناہوں سے درگُذر فرما۔ اے ہمارے پروردگار۔ ان ہی میں سے ان کے پاس ایک رسُول بھیج۔ جو انہیں تیرا کلام پڑھ کر سُنائے۔ اور کتاب و دانش کی باتیں سکھائے۔ اور ان کو پاک نفس بنائے۔ تیرے آگے یہ کیا مشکل ہے۔ تو سب کچھ جانتا اور سب کچھ کرسکتا ہے۔ اے ہمارے پروردگار شہر مکہ کو امن کی جگہ ٹھہرا۔ اور مُجھے اور میری اولاد کو بُت پرستی کی گمراہی سے بچا۔ جس میں اکثر لوگ گرے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار۔ میں نے اس اُجاڑ جنگل میں جہاں کھیتی کا نام و نشان نہیں ہے۔ اپنی اولاد کو تیرے مقدس گھر کے سامنے میں لا کر بسایا ہے۔ تاکہ یہ نماز پڑھتے

Marfat.com

رہیں۔ اے ہمارے پروردگار۔ تُو ایسا کر کہ لوگوں کے دل
ان کی طرف جُھکیں۔ تو انہیں دوسرے مُلکوں کی پیداوار سے
رزق عطا فرما۔ کہ وہ تیرے شکر گذار رہیں + تو ہماری نیّتوں
کو اور ہمارے ظاہر و باطن کو خوب جانتا ہے + زمین و آسمان
میں کون سی چیز ہے۔ جو تجھ سے چُھپی ہوئی ہے + خدا کے لئے
حمد ہو۔ جس نے اس بُڑھاپے میں مجھے اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ دو بیٹے
عنایت فرمائے + بیشک وُہ ہماری دُعائیں سُنتا ہے + اے
میرے پروردگار۔ مجھے اور میری اولاد کو توفیق دے۔ کہ ہم
نماز پڑھتے رہیں۔ یہ ہماری دُعا قبول فرما۔ اور جس دن ہمارے
اعمال کا حساب ہونے لگے۔ مُجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور
سب ایمان والوں کو بخش دیجو ⁂

یہ ان کے پاک دل کی کیسی مؤثر کیفیت ہے۔ جو قرآن مجید میں بیان
کی گئی ہے + حضرت ابراہیم کے زمانے میں نماز کس طرح پڑھی جاتی تھی۔
اس کا ذکر توریت میں کہیں نہیں ہے۔ لیکن خانۂ کعبہ کے طواف سے
جو قدیم زمانے سے چلا آتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس وقت عبادت
کا یہی طریق تھا۔ کہ لوگ اللہ کی حمد و ثنا کرتے تھے۔ اور مقدس بیت اللہ
کے گرد پھرتے جاتے تھے ⁂

Marfat.com

مُدت تک کعبہ یُوں ہی بے چھت اور اُس کی دیواریں ننگی رہیں مگر مسیح سے چھ سَو برس پہلے یمن کے بادشاہ اسعد حمیری نے خواب میں دیکھا - کہ مَیں کعبے کو غلاف چڑھا رہا ہُوں - تب اس نے نہایت بیش قیمت کپڑے کا غلاف کعبے کو پہنایا - اور اس وقت سے ہر سال غلاف چڑھانے کی رسم قائم ہوئی ❊

کعبہ کی عمارت میں کئی دفعہ ردّ و بدل ہُوا - تین دفعہ پہاڑی نالوں کی طُغیانی سے کعبہ کی دیواریں ڈھے گئیں - لوگوں نے ابراہیمی بُنیاد پر اُنہیں پھر بنا لیا + آں حضرت صلّے اللہ علیہ وسلّم کے بچپن میں جب آپ کی عمر بارہ برس کی تھی - کعبہ چوتھی مرتبہ از سرِ نو قدیم بُنیاد پر بنایا گیا تھا - اور اس دفعہ کی تعمیر میں آں حضرتؐ بھی اینٹیں ڈھوتے رہے تھے + اُن دِنوں اتفاق سے رومی عیسائیوں کا ایک جہاز مکّہ کی بندرگاہ میں آکر ٹوٹ گیا تھا - اور قریش نے اس کی لکڑی خرید لی تھی + اس جہاز کے مسافروں میں اتّفاق سے ایک انجینئر بھی تھا + قریش نے اس سے از سرِ نو کعبے کی عمارت بنوائی + اس خیال سے کہ پہاڑی نالے اسے بار بار بہا لے جاتے ہیں - اس دفعہ کعبہ کو چار گز ایک بالشت کی کُرسی دے کر اُونچا بنایا - اور بلندی پہلے سے دُگنی کر دی + اس دفعہ کی تعمیر میں بیت اللہ پر چھت بھی ڈالی گئی - لیکن شاید لکڑی زیادہ لمبی

Marfat.com

نہ ملی۔ اس لئے اس مکان کے بیچ میں دو قطاروں میں تین تین پائے کھڑے کئے۔ ان پر چھت ڈالی گئی۔ لکڑی کی کمی سے ہی کعبہ کی دیواریں لمبائی میں چھ گز ایک بالشت کم کر دی گئیں۔ اور چوڑائی میں ایک نئی بنیاد کھود کر دیوار بنائی ✣

۶۴ھ میں جب یزید کی فوج نے واقعہ کربلا کے بعد حضرت عبداللہ ابن زبیر سے لڑنے کے لئے مکّہ پر چڑھائی کی۔ تو ایک خیمے کو آگ لگ گئی۔ اور وہ آگ بڑھتے بڑھتے غلافِ کعبہ تک پہنچ گئی۔ جس سے کعبہ جل گیا۔ اور اس کی دیواریں اس قدر بوسیدہ ہو گئیں۔ کہ اُن کے گر پڑنے کا خوف تھا۔ اس لئے ابنِ زبیر نے مکّہ کے ذی وجاہت اور شریف لوگوں کو بُلایا۔ اور کعبہ کی مرمّت کے باب میں مشورہ کیا + آخر یہ فیصلہ ہُوا۔ کہ کعبہ ڈھا کر از سرِ نو تعمیر کیا جائے۔ مگر لوگوں کو اس کے ڈھانے میں طرح طرح کے وہم پیدا ہوئے۔ اور کسی کو حوصلہ نہ ہُوا کہ ڈھانے میں پہل کرے + تب ابنِ زبیر کدال لے کر خود اوپر چڑھ گئے۔ اور ڈھانا شروع کر دیا۔ جب لوگوں نے دیکھا۔ کہ ابنِ زبیر پر کوئی آفت نہیں پڑی۔ تو ان کا خوف بھی جاتا رہا۔ اور سب چڑھ گئے اور ڈھانے لگے۔ جب کعبہ ڈھایا جاتا تھا۔ تو ابنِ زبیر نے چاروں طرف تختے کھڑے کر دئے تھے۔ اور اس پر کپڑا منڈھ دیا۔ اندر اندر

Marfat.com

کام ہوتا رہا۔ تختے کی دیوار کے گرد طواف کیا گئے۔ اور نماز پڑھا گئے۔
جب سب کعبہ ڈھے چکا۔ تو اب اُسے ابراہیم کی بناء پر تعمیر کرنا چاہا۔
یہ بھی تجویز کی۔ کہ کعبے کے دروازے رکھے جائیں۔ ایک جانب شرق
جو قدیم سے تھا۔ اور دُوسرا جانب غرب۔ تاکہ جو لوگ شرقی دروازے
سے کعبے میں داخل ہوں۔ وہ غربی دروازے سے نکل جائیں۔ چنانچہ
ایسا ہی کیا۔ اور جو کرسی قریش نے رکھی تھی وہ بھی توڑ دی۔ اور
چوکھٹ زمین کے برابر قائم کی۔ مگر بلندی قریش کی بلندی سے بھی
بڑھا دی۔ یعنی ۲۷ گز کر دی۔ قریش نے دو قطاروں میں تین تین
ستون قائم کئے تھے۔ ابنِ زبیر نے صرف تین ستون قائم کئے۔

ابنِ زبیر کی حکومت جلد ختم ہوگئی۔ کیونکہ عبدالملک ابنِ مروان
نے خلیفہ ہوتے ہی حجاج ابنِ یوسف کو ابنِ زبیر سے مقابلہ کرنے کو
بھیجا۔ چنانچہ ابنِ زبیر شہید ہوئے۔ اور جو جو تبدیلی اُنھوں نے قریش
کی بنائی ہوئی عمارت میں کی تھی۔ اسے حجاج نے دُور کرنا چاہا۔ چنانچہ
طول میں چھ گز ایک بالشت جو اُنھوں نے ابراہیمی بنا پہ بنا لیا تھا۔
اُسے پھر گرا دیا۔ اور قریش کی بنیاد پہ دیواریں بنا دیں۔ اور نیا دروازہ
بھی بند کر دیا۔ اور پھر پہلی کرسی کے برابر اندر بھرتی کرکے دروازہ
زمین سے چار گز ایک بالشت کی بلندی پہ کھڑا کیا۔ اور چھت کے

Marfat.com

اُوپر جانے کے لئے اندر کی طرف ایک زینہ لگایا۔ اور دو روشن دان نکلوائے۔ پس اب جو کعبہ ہے۔ وہ ابنِ زبیرؓ کا بنایا ہُوا ہے۔ جس میں حجاج ابنِ یوسف کی ترمیم کی ہوئی ہے ؎

مدّت مدید گذرنے کے بعد عرب میں حضرت ابراہیمؑ کا دین مٹ گیا۔ اور بُت پرستی نے اس کی جگہ لے لی۔ تب بُت پرستوں نے خانہ کعبہ کے اندر بُت رکھ کر خدائے واحد کے گھر کو بُت خانہ بنا لیا۔ اور رات دن وہاں بُتوں کی پوجا ہونے لگی۔ آخر خدائے تعالیٰ نے خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلّے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو دُنیا میں دینِ ابراہیمی کے بحال کرنے کے لئے بھیجا۔ انہوں نے پھر خالص اسلام کی ہدایت کی۔ اور خانہ کعبہ کو بُتوں سے خالی کر کے پھر اللہ تعالےٰ کی عبادت کے لئے مخصوص کیا ؎

حضرت ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کی وہ دُعا جو اُنہوں نے مکّہ کے لئے کی تھی کیسی حرف بحرف پُوری ہوئی ہے۔ مکّہ معظّمہ کی مسجد الحرام سب کیلئے جائے امن قرار پائی ہے۔ اور اگرچہ وُہ ویران جنگل اور اجاڑ جگہ ہے جہاں کھیتی باڑی کچھ نہیں ہوتی۔ مگر جہان بھر کی پیداوار اور طرح طرح کے پھل۔ میوے ترکاریاں وہاں پہنچتی ہیں ؎

Marfat.com

خانۂ کعبہ کا سطحی خاکہ

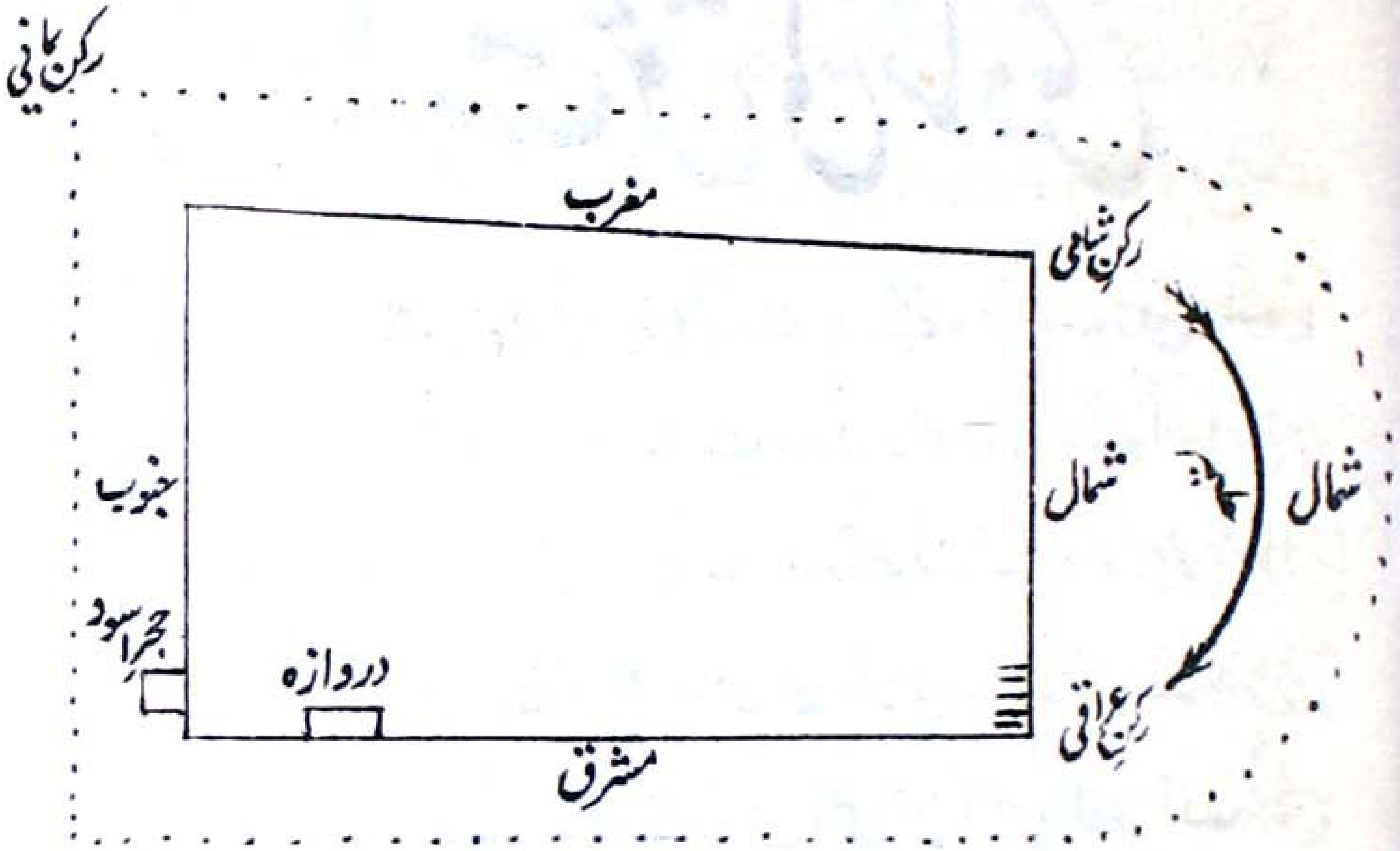

یادداشت :- نقطہ وار خط حاجیوں کے طواف کرنے کا راستہ ہے۔

Marfat.com

حضرت اسحٰقؑ کی شادی

جب حضرت ابراہیمؑ بہت بوڑھے ہو گئے۔ تو ایک دن اُنہوں نے اپنے ایک نوکر کو بلایا۔ جو نہایت وفادار اور ان کے گھر میں سب سیاہ وسفید کا مختار تھا۔ اس سے کہا۔ کہ مجھے ڈر ہے۔ کہ کہیں میرا بیٹا کسی کنعانی لڑکی سے شادی نہ کر لے۔ تو میرے وطن اور خاندان میں جا۔ اور میرے بیٹے کے لئے کوئی اچھی سی دُلہن لا۔ تب اُن کے نوکر نے اُن کے اونٹوں میں سے دس اونٹ اور کچھ ہمراہی اپنے ہمراہ لئے۔ اور بہت سا زیور اور سوغات کی چیزیں لیں۔ اور یہ سفر کرتا کرتا حاران تک جا پہنچا۔ وُہ شہر کے باہر ایک کنوئیں کے پاس جا کر اُترا۔ وہ اپنے دِل میں سوچ رہا تھا۔ کیا اچھا ہو۔ کہ کوئی چھوکری آئے۔ میں اس سے کہوں۔ کہ اپنا گھڑا اُتار کے مجھے پانی پلا دے۔ اور وُہ کہے۔ کہ "پیجئے صاحب۔ بلکہ مَیں تیرے اُونٹوں کو بھی پلاؤں گی" پھر وُہی لڑکی اسحٰق کی دُلہن ٹھہرے۔

خدا کا کرنا ایسا ہوُا۔ کہ جو جو باتیں یہ شخص چاہتا تھا۔ بالکل اسی

Marfat.com

طرح ظہور میں آئیں۔ ایک نوعمر لڑکی وہاں آئی۔ اور اپنا گھڑا بھر کر گھر کو جانے لگی + اس آدمی نے بڑی عاجزی سے اس سے کہا۔ کہ بی لڑکی مَیں پیاسا ہوں۔ مجھے تھوڑا سا پانی پلاؤ + اُس نے کہا۔ پیجئے صاحب + یہ کہہ اُس نے جھٹ گھڑا سر سے اُتارا۔ اور اسے پانی پلایا + اسے پانی پلا کر وُہ لڑکی بولی۔ کہ مَیں تیرے اونٹوں کے لئے پانی بھر جاؤں گی۔ چنانچہ اس نے اپنا گھڑا حوض میں اُلٹ دیا۔ اور بہت سا پانی اُونٹوں کے لئے اس میں اَور بھرا + جب اس کے سب اونٹ پانی پی چکے۔ تو وہ شخص بُہت خوش ہؤا۔ اور ایک سونے کی نتھ اور دو کڑے اس کے لئے نکالے۔ اور اُس سے پُوچھا۔ کہ کیوں لڑکی تُو کس کی بیٹی ہے؟ اور کیا تیرے باپ کے گھر ہمارے اُترنے کی جگہ ہے؟ اس نے کہا۔ مَیں بتوئیل کی بیٹی ہُوں۔ جو ناحور کے بیٹے ہیں۔ میری ماں کا نام مِلکہ ہے۔ ہمارے ہاں ٹھہرنے کی بہت سی جگہ ہے۔ اور ہمارے ہاں گھاس چارہ بھی بُہت سا ہے + تب اس شخص نے خدا کا شُکر ادا کیا۔ کہ وُہ اپنے آقا کے گھر پہنچ گیا +

یہ لڑکی جس کا نام رِبقہ تھا۔ اپنی ماں کے پاس دوڑی گئی۔ اور سب حال سُنایا۔ اور وُہ نتھ اور کڑے پہنے ہوئے دکھائے۔ اس

Marfat.com

لڑکی کا ماموں لابان اس مرد کو دیکھنے کنوئیں پر گیا۔ اور اسے بُلا لایا۔ اور اس کے اونٹوں کو گھاس چارہ۔ اور اس کے ہمراہیوں کے پاؤں دھونے کو پانی دیا۔ اور کھانا کھلایا۔ پھر اس مسافر نے بتایا۔ کہ میں حضرت ابراہیمؑ کا نوکر ہوں۔ اور ان کے بیٹے کے لئے دُلھن ڈھونڈنے آیا ہوں۔ وہ بہت آسودہ حال آدمی ہیں۔ اُن کے پاس بھیڑ بکریاں۔ گائے بیل سونا چاندی۔ لونڈی غلام۔ اونٹ گدھے سب کچھ ہیں۔ یُوں تو وہاں کنعانیوں کی لڑکیاں بہت ہیں۔ مگر انہیں وُہ پسند نہیں۔ اُنہوں نے مجھے اس لئے بھیجا ہے۔ کہ میں اُن کے یہاں ان کے خاندان میں سے کوئی اچھی سی دُلھن پسند کروں۔ سو مجھے ربقہ بہت پسند آئی ہے۔ جو جو خوبیاں میں ڈھونڈتا تھا۔ وہ اس میں سب موجود ہیں۔ سو تم اگر میرے آقا کے بیٹے سے اس کا رشتہ پسند کرو۔ تو بہت اچھی بات ہو۔ غرض آپس میں گفتگو ہو کر بات ٹھہر گئی۔ اور نوکر نے چاندی سونے کے برتن اور جوڑے نکالے۔ اور سب سامان ربقہ کے آگے رکھ دیا۔ اور اس کے بھائی اور ماں کو بھی قیمتی تحائف دئے۔ اور اگلے دن ربقہ کی ماں نے اُس کی ددا کے ساتھ اُسے رُخصت کیا۔ اور دُعا دی۔ کہ تُو لاکھوں کی ماں ہو۔ اور تیری نسل پھُولے پھلے۔ غرض ربقہ اور اس کی ددا اور اس کی چھوکریاں اُونٹوں پر چڑھیں۔ اور اس مرد کے پیچھے

Marfat.com

ہو لیں ۔ سفر طے کرتے ہوئے یہ قافلہ کنعان میں جا پہنچا۔ حضرت اسحٰق شام کے وقت باہر میدان میں کھڑے اِدھر اُدھر دیکھ رہے تھے۔ کہ دُور سے اُونٹ آتے دِکھائی دِیئے ۔ نزدیک آئے تو ربقہ کجاوے سے نکلی۔ اور جب نوکر سے سُنا۔ کہ سامنے جو جوان کھڑا ہے۔ وہ اس کا شوہر اسحٰق ہے۔ تو اس نے جھٹ شرما کر نقاب چہرے پر ڈال لیا ۔ تب نوکر نے حاران پہنچنے اور دُلہن پسند کرنے کا سب ماجرا سُنایا۔ اور سنہ ۲۱۴۸ آفرینش میں ربقہ اور اسحٰق کا بیاہ ہو گیا۔ اور وہ دونوں بہت محبّت اور خوشی سے رہنے سہنے لگے ۔ حضرت ابراہیمؑ بھی جو اب بہت ضعیف ہو گئے تھے۔ انہیں دیکھ کر خوش ہوتے تھے ۔ آخر ۱۸۰ برس کی عُمر میں جب کہ حضرت اسمٰعیل بھی اُن کے پاس آ پہنچے تھے۔ حق پرستی کی ہدایتیں فرما کر آپ نے سنہ ۲۱۸۲ آفرینش میں انتقال کیا۔ اور حبرون میں مدفون ہوئے ۔

Marfat.com

حضرت اسحٰقؑ کی اولاد

حضرت یعقوبؑ

(ولادت ۲۱۶۸ سنہ وفات ۲۳۱۵ سنہ آفرینش)

حضرت اسحٰقؑ کے دو جڑواں بچّے پیدا ہوئے۔ جو پہلے ہُوا۔ اُس کا نام عیص رکھا۔ اور جو پیچھے ہوا اس کا نام یعقوبؑ رکھا۔ جب یہ بچّے پیدا ہوئے۔ تو اسحٰقؑ کی عمر ساٹھ برس کی تھی۔ ان دونوں بچّوں میں یعقوبؑ بہت نازک اور خوبصورت تھے۔ اور خیمے میں ہی رہتے تھے۔ عیص جنگلوں میں کھیلتے کُودتے پھرتے اور سخت مزاج تھے۔ جب عیص جوان ہوئے۔ وہ جنگل سے شکار لایا کرتے۔ اور اپنے باپ کو شوق سے کھلاتے۔ حضرت اسحٰقؑ عیص کو بہت پیار کرتے تھے۔ اور ماں یعقوبؑ کو۔

ایک دن عیص جنگل سے بُہت تھکے ماندے ہو کر آئے۔ اور مارے بُھوک کے بے حال ہو رہے تھے۔ یعقوبؑ نے اس روز اپنے

Marfat.com

لئے کچھ لپسی پکائی تھی عیص بھوک سے بے تاب تھے۔ اُن سے اپنے لئے کچھ لپسی مانگی۔ یعقوبؑ نے کہا۔ کہ تم شریعت کے بموجب بڑے ہونے کی وجہ سے مجھ سے زیادہ حق رکھتے ہو۔ اگر تم اپنے پہلوٹھے ہونے کا حق مجھے دے دو۔ تو میں لپسی تمہیں دُوں گا + عیص نے پہلوٹھے ہونے کا حق یعقوب کو دے دیا۔ تب اُنہوں نے اُن کو لپسی اور مسور کی دال اور روٹی کھلائی ۔

جب حضرت اسحٰقؑ بہت بُڈھے ہو گئے۔ اور ان کی آنکھیں ایسی دُھندلا گئیں۔ کہ وہ دیکھ نہیں سکتے تھے۔ تو اُنہوں نے ایک دن اپنے بڑے بیٹے عیص کو بلایا۔ اور کہا۔ اے میرے بیٹے اب میں بہت بُوڑھا ہو گیا ہوں۔ خدا جانے کس روز میرا دم نکل جائے۔ میں چاہتا ہُوں۔ کہ تو اپنی تیر و کمان لے کر جنگل کو جائے۔ اور شکار لا کر مُجھے لذیذ کھانا کھلائے۔ تاکہ میں خوش ہو کر تجھے جی سے برکت بخشوں ۔

جب حضرت اسحٰقؑ عیص سے یہ باتیں کر رہے تھے۔ تو ربقہ نے بھی سُن لیں۔ اُنہوں نے یعقوبؑ سے یہ بات کہی۔ اور جھٹ دو بکری کے بچّے ذبح کر کے حضرت اسحٰقؑ کی پسند کا بہت لذیذ کھانا پکایا۔ اور یعقوبؑ سے کہا۔ کہ تو اپنے باپ کے آگے لے جا۔ وُہ تجھے برکت دیں گے + تب یعقوبؑ نے کہا۔ کہ میرے بھائی کے بدن پر بال ہیں

Marfat.com

اور میرا بدن صاف ہے۔ اگر باپ نے مجھے چھُوا۔ تو میں جھوٹا ٹھہروں گا+
تب ربقہ نے یعقوبؑ کو عیص کا لباس پہنایا۔ اور گردن اور ہاتھوں
پر جہاں عیص کے بال تھے۔ بکری کے بچّے کی کھال لپیٹی۔ تب
یعقوبؑ وُہ کھانا لے کر باپ کے پاس گئے ؛

حضرت اسحٰقؑ نے اُنہیں پاس بُلا کر پیار کیا۔ جب ہاتھ لگایا۔
اور گردن اور ہاتھوں پر بال دیکھے۔ تو کہا۔ کہ آواز تو یعقوبؑ کی
سی ہے۔ پر ہاتھ عیص کے سے ہیں + خیر انہوں نے شکار کھایا۔
پھر خوش ہو کر اُنہیں برکت دی۔ اور اُن کی نسل کے لئے دُعا کی ؛

جوُں ہی یعقوبؑ برکت پا کر باہر نکلے۔ ان کے بھائی عیص
شکار لے کر جنگل سے آئے۔ اور لذیذ کھانا باپ کے آگے لائے۔
اور اُنہیں کہا۔ اُٹھیئے شکار حاضر ہے + اُنہوں نے کہا۔ تُو کون ہے؟
بیٹے نے کہا۔ میَں عیص ہُوں + باپ نے حیران ہو کر پُوچھا۔ تو وُہ
کون تھا۔ جو ابھی مجھے شکار کھلا کر اور مجھ سے برکت پا کر گیا ہے؟
تب عیص اپنے بھائی کی کارستانی سمجھ گئے۔ اور اپنی محرومی پر بُہت
رنج کیا + تب اُنہوں نے اپنے باپ سے کہا۔ کہ کیا آپ کے پاس
اَور برکت اور دُعا نہیں ہے۔ جو مجھے بھی ملے؟ اُنہوں نے کہا۔ کہ
میں نے اس کے لئے یہ دُعا کی تھی۔ کہ وُہ اپنے سب بھائیوں کا سردار

Marfat.com

ہو۔ اور سب بھائی اس کی فرماں برداری کریں۔ بس اب تو ہی کی چاکری سے باہر نہیں نکل سکتا + یہ سُن کر عیص اپنی بدقسمتی پر پھُوٹ پھُوٹ کر روئے۔ کہ میرے بھائی نے مُجھ سے پہلوٹھے پن کا حق بھی چھینا۔ اور برکت سے بھی محروم رکھّا + اُس دن سے عیص اپنے دل میں یعقوبؑ کی طرف سے سخت کینہ رکھنے لگے۔ اور بدلہ لینے کے درپے ہو گئے۔ مگر ڈرتے تھے۔ کہ اگر مَیں اس سے ابھی بدلہ لوُں۔ تو باپ کو جو بہُت ضعیف ہیں سخت صدمہ پہنچے گا۔ مگر وُہ بیچارے چند روز کے مہمان ہیں۔ ان کے بعد اپنا بدلہ لوُں گا +

ربقہؔ کو اپنے بیٹے کے اس ارادے کی خبر مل گئی۔ اُنھوں نے یعقوبؑ سے کہا۔ کہ بیٹے تو یہاں مت ٹھیر۔ ورنہ تیری خیر نہیں تو حاران میں اپنے ماموُں کے پاس چلا جا۔ اور جب تک تیرے بھائی کا غصّہ نہ اُترے اسی جگہ ٹھہرا رہ + جب مَیں عیص کا مزاج اچھا پاؤں گی۔ تجھے بُلا بھیجوں گی تو آ جانا +

ربقہ نے بیٹے کو تو یُوں سمجھایا۔ اور شوہر سے یہ کہا۔ کہ مجھے کنعان کی لڑکیاں ایک آنکھ نہیں بھاتیں۔ ایسا نہ ہو یعقوب ان میں سے کسی کو بیاہ لے۔ اس لئے اس کو وطن بھیج دینا چاہئے۔ تاکہ اپنی برادری میں سے دُلہن لائے + چنانچہ حضرت اسحٰقؑ نے یعقوبؑ

Marfat.com

کو بلایا۔ اور اُس سے کہا۔ کہ تجھے یہاں شادی کرنا مناسب نہیں۔ تُو اپنے نانا کے پاس جا۔ اور اپنے ماموں کی بیٹیوں میں سے کسی کے ساتھ اپنی بات ٹھہرا۔ غرض یعقوب بیر سبع سے نکل کر حاران کو روانہ ہوئے۔ یعقوب نے راہ میں ایک جگہ رات گذاری۔ تکیہ کے بجائے سر کے نیچے ایک پتھّر رکھ کر سو گئے۔ خواب میں کیا دیکھتے ہیں۔ کہ ایک سیڑھی زمین پر دھری ہے۔ جس کا سرا آسمان تک پہنچا ہُوا ہے۔ اس سے خدا کے فرشتے چڑھتے اُترتے ہیں۔ خدائے تعالےٰ اس کے اوپر کھڑا ہے۔ اس نے کہا۔ دیکھ مَیں تیرے باپ ابراہیم اور اسحٰق کا خدا ہُوں۔ مَیں یہ زمین جس پر تُو لیٹتا ہے۔ تجھے اور تیری اولاد کو دُوں گا۔ تیری نسل اتنی ہو گی جتنی زمین کی ریت۔ زمین کے تمام گھرانے تجھ سے اور تیری نسل سے برکت پائیں گے۔

یعقوب جاگا۔ تو اس جگہ کو جہاں خواب میں خدائے تعالیٰ کو دیکھا تھا مُبارک جانا۔ اور بیت ایل یعنی بیت اللہ اس کا نام رکھا۔ یعقوب نے آخر اپنا سفر تمام کیا۔ اور حاران کے قریب جا پہنچا۔ اس نے بستی سے باہر ایک کُنوّاں دیکھا۔ اس کے نزدیک بھیڑوں کے تین گلّے بیٹھے ہوئے تھے۔ یعقوب نے اُن لوگوں سے پُوچھا کہ کیوں بھائیو۔ تم کہاں کے ہو؟ وہ بولے ہم حاران کے ہیں۔

Marfat.com

اُس نے پُوچھا۔ کیا تُم ناحور کے بیٹے لابان کو بھی جانتے ہو؟ وُہ بولے جانتے ہیں + اُس نے پُوچھا۔ وہ خیریت سے ہے؟ اُنہوں نے کہا ہاں بالکل خیریت سے ہے + ہاں دیکھو۔ وہ اس کی بیٹی راخیل اپنی بھیڑیں لئے چلی آ رہی ہے + تھوڑی دیر میں راخیل قریب آ گئی یعقوب اُٹھا۔ کنوئیں پر گیا۔ اور ڈھکنگلی کا پتھر ڈھلکا کر اپنے ماموں کی بھیڑوں کو پانی پلایا + پھر یعقوب نے راخیل کو پیار کیا۔ اور کہا۔ مَیں تیری پھوپھی ربقہ کا بیٹا ہوں + راخیل کو جب معلوم ہُوا۔ کہ یعقوب میرا پھوپھی زاد بھائی ہے۔ تو وُہ اپنے گھر خبر دینے دوڑی گئی۔ اور لابان نے جب بھانجے کے آنے کی خبر سُنی۔ وُہ بھی اس سے ملنے کو دوڑا آیا۔ اُسے گلے لگایا۔ اور پیار کیا۔ اور اپنے گھر میں لایا +

ایک مہینے کے بعد یعقوبؑ نے اپنا مطلب ظاہر کیا۔ اور راخیل کا خواستگار ہُوا + لابان نے کہا۔ کہ تُو میری ہڈّی اور میرا گوشت ہے۔ مجھے یہ رشتہ دِل سے منظور ہے + راخیل کا مہر یہ قرار پایا۔ کہ یعقوبؑ سات سال تک لابان کی بھیڑیں چرائے۔ یعقوبؑ نے سات سال تک یہ خدمت انجام دی۔ پھر لابان نے اپنی بیٹی بیاہ دی۔ مگر نکاح کے بعد معلوم ہُوا۔ کہ اُس نے بجائے راخیل کے بڑی بیٹی لیہ سے یعقوبؑ کا نکاح کر دیا۔ یعقوب کو لیہ پسند نہ تھی۔ کیونکہ

Marfat.com

اُن کی آنکھیں چندھی تھیں۔ اور راحیل بہت حسین تھی۔ لابان نے کہا۔ یہ بات بہت بُری سمجھی جاتی ہے۔ کہ بڑی لڑکی تو بیٹھی رہے اور چھوٹی کا بیاہ ہو جائے۔ آخر بہت سی قیل و قال کے بعد یہ فیصلہ ہوا۔ کہ یعقوبؑ سات سال تک اَور بکریاں چرائیں۔ تو راحیل سے بھی نکاح کر دیا جائے۔ چنانچہ یعقوبؑ نے سات سال کی میعاد دوبارہ پوری کی۔ اور راحیل سے بھی شادی کی۔ ابراہیمی شریعت میں دونوں بہنوں سے نکاح کرنا جائز تھا۔ یعقوب بیس سال تک حاران میں رہے اور خدا نے اُنہیں دونوں بیویوں سے بہت سی اولاد دی۔

جب راحیلؑ کے پیٹ سے یوسفؑ پیدا ہوئے۔ تو یعقوبؑ نے اپنے والدین کے پاس چلنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ چنانچہ چند روز میں تیاری کر کے اپنے بال بچوں اور اپنے مویشیوں کو جو اُنہوں نے وہاں پیدا کئے تھے لے کر رخصت ہوئے۔ جب والدین کا شہر چند منزل رہ گیا تو قاصد بھائی کے پاس بھیجے۔ اور نہایت عاجزانہ اور مؤدبانہ پیغام کے ساتھ اپنے آنے کی اطلاع کی۔ یعقوبؑ نے کرنے کو تو اطلاع کر دی۔ مگر دل میں سہمے ہوئے تھے۔ کہ خدا جانے بھائی کس طرح پیش آئیں۔ غرض آگے چلے تو دیکھا۔ کہ عیص چار سَو آدمیوں کے ساتھ استقبال کو آ رہے ہیں۔ یعقوبؑ دوڑ کر بھائی کے پاس پہنچے۔ اور ملنے

Marfat.com

سے پہلے سات دفعہ زمین پر جُھکے عیص نے لپک کر اُنہیں سینے سے لگا لیا۔ اور پیار کیا۔ مدّت کے بچھڑے ہوئے تھے۔ دونوں کا دل بھر آیا۔ مل کر رونے لگے + پھر عیص نے بال بچوں کا غول دیکھا۔ پوچھا یہ کون ہیں ؟ یعقوبؑ نے کہا۔ کہ یہ اللہ نے اپنی عنایت سے تمہارے خادم کو عطا فرمائے ہیں + تب یعقوبؑ نے اپنی بیٹیاں اور بیٹے بھائی کی خدمت میں پیش کیے۔ دونوں بیویاں بھی آئیں۔ اور سب نے ادب سے جُھک کر سلام کیا۔ یوسفؑ بہت خورد سال اور بن یامین تو چند روز کے ہی تھے + ان پھول سے بچّوں کو بھی بھائی کے آگے پیش کیا۔ عیص نے بچّوں کو پیار کیا۔ اور سب سے مل کر بہت خوش ہوئے ÷

اس کے بعد بھیڑیں۔ بکریاں۔ گائے۔ بیل۔ اُونٹنیاں وغیرہ آئیں۔ ان میں سے ایک بڑا غول علیحدہ کر کے اُنہوں نے بھائی کو نذر کیا۔ عیص نے کہا۔ کہ خدا کا دیا میرے پاس بہت ہے۔ تم اس کی تکلیف نہ کرو۔ مگر یعقوبؑ نے نہ مانا۔ اور کہا۔ کہ اگر میں تمہاری نظر میں منظور ہوں۔ تو اپنے اس خادم کا یہ ناچیز ہدیہ قبول کیا جائے۔ غرض اُنہوں نے اس اصرار سے کہا۔ کہ بڑے بھائی کو لئے بغیر چارہ نہ رہا + پھر عیص نے کہا۔ آؤ اب کوچ کریں۔ یعقوبؑ نے کہا۔ کہ بہتر

Marfat.com

ہو آپ آگے جائیں۔ میرے ساتھ چھوٹے بچّے ہیں مستورات اور مال مویشی ہے۔ مَیں آہستہ آہستہ پیچھے آؤں گا۔ اور جلد آپ کی خدمت میں حاضر ہُوں گا۔ تب عیص وہاں سے اپنے شہر کو روانہ ہو گئے۔ بعد میں یعقوبؑ کا قافلہ بھی آپہنچا۔ حضرت اسحٰقؑ بیٹے اور پوتوں پوتیوں سے مل کر بے حد خوش ہوئے۔ چند روز بعد حضرت اسحٰقؑ نے نے ۱۸۰ برس کی عمر میں انتقال کیا۔

Marfat.com

حضرت یوسُف علیہ السّلام

حضرت یوسفؑ کا خواب اور بھائیوں کا حسد

(ولادت ۲۲۶۱ھ وفات ۲۳۷۱ھ آفرینش)

حضرت یعقوبؑ کے گیارہ بیٹے تھے۔ ان میں سے دو بیٹے یعنی بن یامین جو سب سے چھوٹے تھے۔ اور ان سے بڑے یوسفؑ۔ دونو ایک ہی ماں سے تھے۔ حضرت یوسفؑ کا قصہ بے انتہا دلچسپ اور پُر عبرت ہے۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں اس قصّے کو اَحْسَنُ الْقَصَصْ بیان فرمایا ہے۔ یعنی سب سے اچھا قصّہ۔

حضرت یعقوبؑ کے سب بیٹوں میں یوسفؑ نہایت حسین و خوبصورت تھے۔ اور چونکہ بچپن ہی میں ان کی والدہ بی بی راحیل کا انتقال ہوگیا تھا۔ اس لئے ان کے والد انہیں بہت چاہتے تھے۔ یہاں تک کہ اُن کی ایک دم کی جُدائی بھی گوارا نہ تھی۔ یوسفؑ کی طرف باپ کی اس قدر توجّہ اور بے حد محبّت و الفت دیکھ کر سوتیلے بھائی

Marfat.com

حسد سے جلنے اور اپنے چھوٹے بھائی سے دشمنی کرنے لگے ۔

جب حضرت یوسف سترہ برس کے ہوئے ۔ تو ایک دفعہ وہ سوتے سوتے گھبرا کر اُٹھے ۔ باپ نے تسلّی دی ۔ اور اس طرح جاگ اُٹھنے کا سبب پوچھا ۔ یوسفؑ نے جواب دیا ۔ کہ مَیں نے اس وقت عجیب خواب دیکھا ۔ مَیں کیا دیکھتا ہُوں ۔ کہ مَیں ایک بہت اُونچے پہاڑ پر کھڑا ہُوں ۔ دامنِ کوہ میں چاروں طرف پانی کی نہریں بہ رہی ہیں اور چار طرف سبزہ ہی سبزہ نظر آتا ہے ۔ ہر قسم کے درخت ۔ گل اور بوٹے بہار دکھا رہے ہیں ۔ جن کی خوشبو سے دماغ معطّر ہُوا جاتا ہے ۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں ۔ کہ اچانک چاند سورج اور اُن کے ساتھ گیارہ تارے آسمان سے اُترے ۔ اور اُنھوں نے مجُھ کو سجدہ کیا ۔

یعقوبؑ فوراً اس خواب کی تعبیر سمجھ گئے ۔ کہ کوہِ بلند سے مطلب حضرت یوسُف کا تخت اور اس کے گرد جو نہریں اور گل بُوٹے ہیں ۔ اُن سے مراد وُہ فیض اور برکت ہے ۔ جو اُن کے ذریعے خلقِ خدا کو نصیب ہوگی ۔ چاند اور سُورج سے مراد خاندان کے وہ نُورانی بزرگ ہیں ۔ اور گیارہ تارے ان کے گیارہ بھائی ہیں ۔ جو اُن کے سامنے ایک دِن سرِ نیاز خم کرینگے ۔ لیکن آپ نے خواب کی یہ تعبیر یُوسف کو نہ بتائی ۔ بلکہ منع کیا ۔ کہ بھائیوں کو اپنے خواب کا حال نہ بتانا ایسا

Marfat.com

نہ ہو کہ وہ حسد سے اَور بھی زیادہ جلیں۔ اور تُمہیں تکلیف پہنچانے کے درپے ہوں ⁂

مثل مشہور ہے۔ ہونٹوں نکلی اور کوٹھوں چڑھی۔ کسی نہ کسی طرح یوسفؑ کے بھائیوں کو اس بات کی خبر ہوگئی۔ اب وہ باہم صلاح مشورہ کرنے لگے۔ کہ کس طرح اس بھائی کو باپ کی نظروں سے گرا دیں۔ ایک نے کہا۔ کہ آؤ اسے قتل کر دو۔ دُوسرے نے صلاح دی۔ کہ نہیں مارنا تو مناسب نہیں۔ لیکن اسے تنِ تنہا جنگل میں چھوڑ دو۔ مصیبتیں اُٹھا اُٹھا کر اپنی موت سے مرجائے گا۔ یا کوئی درندہ اسے کھا جائے گا۔ تیسرے نے کہا۔ یہ تو قتل سے بھی بدتر ہے۔ زیادہ مناسب یہ ہے۔ کہ اُسے جنگل میں کسی اندھے کنوئیں میں ڈال دیا جائے۔ کوئی آتا جاتا سوداگر اسے نکال کر کسی غیر ملک میں لے جائے گا۔ اور ہمارا دامن خون سے بھی آلُودہ نہ ہونے پائے گا۔ اور مطلب بھی بخوبی بر آئے گا۔ یعنی باپ سے دُور ہو جائے گا ⁂

اس تجویز کو سب نے پسند کیا۔ اور وُہ یُوسفؑ کو اپنے ہمراہ باہر لے جانے کا بہانہ ڈھونڈنے لگے۔ کئی تدبیریں سوچیں لیکن کوئی کارگر نہ ہوئی۔ آخر انہوں نے یوسفؑ سے جنگل کی سیر کا ذکر کیا۔ اور اس کو اس خوبی سے بیان کیا۔ کہ یُوسفؑ کو وہاں جانے

Marfat.com

کا بے حد شوق ہو گیا۔ یوسفؑ کو پھسلا کر سب بھائی بہت خوش ہوئے اور اب اُن کو اپنے ساتھ لے کر حضرت یعقوبؑ کے پاس آئے۔ اور عرض کی۔ کہ پچھلے موسم بہار میں جب ہم اپنے مویشی چرانے گئے تھے۔ تو ہم نے یہ خواہش کی تھی۔ کہ آپ یوسفؑ کو ہمارے ساتھ سیر کے لئے بھیجیں۔ لیکن آپ نے اجازت نہ دی۔ اور وہ تماشا سخت بے لطفی سے گذرا۔ اب پھر بہار کا وقت ہے۔ رنگا رنگ پھولوں نے جنگل میں منگل کر رکھا ہے۔ ہر طرف سبزہ زار پُر بہار ہے۔ ہم چاہتے ہیں۔ کہ یوسفؑ بھی ہمارے ساتھ جائے۔ اور تماشائے گلزار سے دل بہلائے۔ امید ہے۔ کہ آپ ہمیں اس دفعہ مایوس نہ کرینگے۔

حضرت یعقوبؑ نے جواب دیا۔ تم جانتے ہو۔ کہ اوّل تو مجھے اس کی دم بھر کی جدائی گوارا نہیں۔ پھر بھلا کئی دن کے لئے اسے کیسے جدا کر سکتا ہوں؟ دوسرے مجھے یہ خوف ہے۔ کہ ایسا نہ ہو تم غافل ہو جاؤ۔ اور اسے کوئی بھیڑیا کھا جائے۔ سب بیٹوں نے عرض کی۔ کہ ہم دس شہ زور طاقت ور اور دلیر جوان ہیں۔ ہم سے اگر ایک بھی یوسفؑ کے ساتھ رہے گا۔ تو بھیڑیا کیا شیر کی بھی مجال نہیں۔ کہ یوسفؑ کو چشمِ زخم پہنچائے۔ اس بات کا آپ بالکل فکر نہ کریں۔

Marfat.com

ان سب باتوں پر بھی یعقوبؑ انکار ہی کرتے رہے۔ مگر بھائیوں نے یوسفؑ کو سمجھا بجھا کر سیر کا اس قدر شوق دلایا تھا۔ کہ اب خود انہوں نے باہر جانے کی اجازت چاہی۔ اب تو حضرت یعقوبؑ مجبور ہو گئے اور انہوں نے لاچار ہو کر ایک دن کی اجازت دے دی۔ اور حکم دیا۔ کہ یوسفؑ کو حمام کراؤ۔ اچھے اچھے کپڑے پہناؤ اور خوشبو لگاؤ۔ جب پیارے یوسفؑ نہا دھو کر پوشاک پہن کر تیار ہو چکے تو باپ نے اپنے چہیتے بیٹے کو چھاتی سے لگایا۔ پیشانی پر بوسہ دیا۔ اور آنکھوں میں آنسو بھر کے رخصت کیا۔ جاتی دفعہ بیٹوں کو پھر حفاظت کی بہت تاکید کی۔ اور یہودا کو خاص طور پر فرمایا۔ کہ دیکھو تم بڑے ہو۔ تمہارا چھوٹا بھائی تمہارے حوالے ہے۔ اس کی حفاظت کا بہت خیال رکھنا۔ اور اسے کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے دینا۔

غرض یوسفؑ اپنے بھائیوں کے ساتھ سیر کو چلے۔ اور حضرت یعقوبؑ بہت دیر تک انہیں دیکھتے رہے۔ پھر با دلِ زار و چشم اشکبار گھر کو لوٹے۔ ادھر جب تک باپ سامنے رہا۔ یوسفؑ کے بھائی انہیں بہت محبت سے لے جاتے اور پیار کی باتیں کرتے رہے۔ لیکن ادھر باپ نظروں سے اوجھل ہوا۔ ادھر انہوں نے تھپڑ۔ مکے۔ طمانچے مارنے شروع کئے۔ اور پوچھنے لگے۔ کیوں بے۔ وہ گیارہ

Marfat.com

ستارے کہاں ہیں جنہوں نے تجھ کو سجدہ کیا تھا؟ یُوسف بہت روئے چلّائے۔ منّت زاری کی۔ مگر ان ظالم بے دردوں پر اُن کی گریہ وزاری کا کچھ اثر نہ ہوُا ۔

غرض یُوسفؑ کو اس طرح مارتے ستاتے دُور نکل گئے۔ اب اُنہوں نے سرِ راہ ایک غیر آباد کنواں دیکھا۔ سب کی صلاح ہُوئی۔ کہ یوسفؑ کو اسی میں ڈال دیا جائے چنانچہ انہوں نے ایک مضبوط رسّہ یوسفؑ کی کمر میں باندھا۔ اور اسے کُنوئیں میں لٹکانے لگے۔

آہ۔ اس وقت کا منظر کیسا عبرت انگیز اور دردناک ہوگا۔ یوسف جنہوں نے آج تک دھوپ کی تپش نہ دیکھی تھی۔ جنہوں نے اتنی عُمر آرام و ناز سے کاٹی تھی۔ جو باپ کی آنکھوں کی پُتلی بن کر رہے تھے۔ آج ایک ایک بھائی کا دامن پکڑ کر زار زار روتے تھے۔ مگر کوئی بپروا نہ کرتا تھا۔ اور سب اُنہیں دھکّے دیتے تھے۔ آخر میں اُنہوں نے یہودا کا دامن پکڑا۔ اور رو کر کہا۔ باپ نے مجُھے خاص طور پر تُمہارے سپرد کیا تھا۔ اب تم مجُھے ان کے ہاتھ سے بچاؤ۔ یہودا کو یہ سُن کر کچھ رحم آیا۔ مگر دُوسرے ظالموں نے اُسے ملامت کرکے جلد اپنے ساتھ ملا لیا۔ اور سب نے مل کر یُوسفؑ کے کپڑے اُتارے۔ اور اُن کو کُنوئیں میں لٹکا دیا۔ ابھی یوسفؑ زمین

Marfat.com

تک نہ پہنچے ہوں گے۔ کہ ایک بھائی شمعُون نے پرلے درجے کی بے دردی سے کام لیا۔ یعنی اُس نے رسّے کو تلوار سے کاٹ ڈالا۔ تاکہ یُوسفؑ گر کر فوراً مر جائے۔ یا سخت چوٹ کھائے۔

معصوم بھائی کو کنوئیں میں گرا کر اُنھوں نے ایک غلام کو نزدیک ہی کہیں بٹھا کر حکم دیا۔ کہ اگر کوئی شخص اس کنوّیں پر آئے۔ اور اس میں سے یوسفؑ کو نکالے۔ تو ہمیں خبر دینا۔ اس کارروائی کے بعد سب بھائی واپس چلے۔ اور سوچنے لگے۔ کہ باپ کے پاس جا کر کیا کہیں۔ آخر سوچتے سوچتے یہ تجویز ٹھہری۔ کہ ایک بکری کا بچّہ ذبح کر کے یُوسفؑ کا کُرتہ اس میں بھگو لیا جائے۔ اور باپ سے یہ کہا جائے۔ کہ یوسفؑ کو بھیڑیا کھا گیا ہے۔ چنانچہ اُنھوں نے ایسا ہی کیا۔ اور خُون آلُودہ کُرتہ لے کر جھُوٹ موٹ روتے چلّاتے باپ کے پاس آئے۔ اور کہا کہ ہم جنگل میں اِدھر اُدھر پھر رہے تھے۔ اور یُوسفؑ اکیلا تھا۔ کہ کوئی ظالم بھیڑیا آیا۔ اور اسے کھا گیا۔ چنانچہ اُن کا کُرتہ موجود ہے۔

حضرت یعقوبؑ یہ خبر سُنتے ہی رنج و غم سے بیقرار ہو گئے۔ دُنیا اُن کے سامنے اندھیر ہو گئی۔ ہوش و حواس بجا نہ رہے۔ رونے کے بعد اُنھوں نے یُوسفؑ کے کُرتے کو اُلٹ پلٹ کر دیکھا۔ تو

Marfat.com

اوّل تو اس میں انسان کے خون کی بُو نہ تھی۔ دُوسرے وہ حیران تھے کہ یہ کس طرح ممکن ہے۔ کہ یُوسفؑ کو بھیڑیا پھاڑ کر کھا جائے۔ مگر کُرتہ کہیں سے بھی نہ پھٹے۔ بیٹوں نے لاکھ باتیں بنائیں۔ مگر باپ معاملہ کی تہ کو پہنچ چکے تھے۔ اُنہوں نے یقین نہ کیا۔

حضرت یعقوبؑ کو بیٹے کی جُدائی کا جس قدر رنج ہوُا۔ اور جتنا وہ اس کے فراق میں روئے وُہ آج تک ضرب المثل ہے۔ اور کسی قلم میں طاقت نہیں۔ کہ اس کو تحریر میں لائے۔ جس دن آپ نے یُوسفؑ کی موت کی خبر سُنی۔ اسی دن ایک علیحدہ کوٹھڑی میں بیٹھ کر رونا اور خُدا کی عبادت کرنا شروع کر دی۔ اور اس قدر روئے۔ کہ آنکھوں سے آنسوؤں کی جگہ خون نکلا۔ اور آخر نابینا ہو گئے۔ اس کوٹھڑی کا نام جس میں بیٹھ کر آپ یوسفؑ کو یاد کیا کرتے تھے آپ نے بیت الحزن یعنی غم خانہ رکھا۔

حضرت یُوسفؑ غلام کی طرح بیچے جاتے ہیں

اب یُوسفؑ کا حال سُنو۔ جب بھائی اُن کو کُنوئیں میں ڈال کر چلے گئے۔ تو کچُھ دیر بعد سوداگروں کا قافلہ اُدھر سے گُذرا۔ جو مصر کو جاتا تھا۔ اس قافلے نے کُنوئیں کے پاس منزل کی۔ اور پانی کیلئے

Marfat.com

اس کنویں میں ڈول لٹکایا ۔ یُوسفؑ اسے غیبی امداد سمجھے۔ اور خود ڈول میں ہو بیٹھے ۔ اوپر جو غلام ڈول کھینچ رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ ڈول بوجھل ہو گیا ہے۔ تو کنویں میں نگاہ کی۔ اس میں ایک بچہ بیٹھا دیکھ کر اپنے ساتھی کو مدد کے لئے آواز دی۔ غرض دونوں نے مل کر اُن کو باہر نکالا۔ اور قافلہ سالار کے پاس لے گئے ؛

جاسوس نے جو یہ حال دیکھا۔ تو وُہ دوڑا ہوُا یوسفؑ کے بھائیوں کے پاس گیا۔ اور ان کو سب حال سے آگاہ کیا ۔ وُہ سب فوراً قافلے کے سردار کے پاس گئے۔ اور کہا۔ کہ یہ لڑکا ہمارا غلام ہے۔ مگر بہت شریر اور کام چور ہے ۔ ہم نے سزا دینے کے لئے اسے کنُوئیں میں ڈالا ہے ۔ انہوں نے کہا۔ کہ یہ کوئی شریف زادہ معلوم ہوتا ہے ۔ کیسی پیاری شکل ہے۔ غلام تو ایسے نہیں ہوتے ۔ حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے کہا۔ کہ تمہیں اچھا لگتا ہے۔ تو اُسے مول لے لو ۔ سوداگر نے حضرت یوسفؑ سے پوچھا۔ کہ تم کیا چاہتے ہو ؟ یوسفؑ نے چاہا۔ کہ سب حال بے کم و کاست بیان کر دیں لیکن بھائیوں نے عبرانی زبان میں کہا۔ کہ اگر ذرا بھی کوئی ایسی ویسی بات کہی۔ تو ہم تم کو اس سے لے کر اور دُور لے جا کر قتل کر ڈالیں گے ۔ ناچار یوسفؑ نے کہہ دیا۔ کہ ہاں مَیں ان کا

Marfat.com

غلام ہوں۔ سوداگر نے کہا۔ کہ میرے پاس جو نقد تھا۔ اس سے تو میں مال واسباب خرید چکا ہوں + اب میرے پاس کافی قیمت نہیں + برادرانِ یوسفؑ نے کہا۔ کہ جو جی چاہے دے دو + اس پر اُس نے بیس درم دے کر کہ ایک درم پانچ آنے کا ہوتا تھا یوسفؑ کو خرید لیا۔ اور اُن سے رسید لکھوا لی + جب یوسفؑ بک چکے۔ اور اُن کے بھائی دام لے کر چلنے لگے۔ تو یوسفؑ سوداگر سے اجازت لے کر اُن سے رخصت ہونے لگے + لیکن جب یہ اُن کی طرف ملنے کو بڑھے۔ تو جس کی طرف بھی گئے۔ اُس نے پیار کرنے کی جگہ مُنہ پر طمانچے مارے + جب یوسفؑ کے بھائی چلے گئے۔ تو سوداگر نے اُن سے کہا۔ کہ جب اُن کو تجھ سے الفت نہ تھی۔ تو تُو نے اس قدر محبت کیوں ظاہر کی؟ یوسفؑ نے جواب دیا۔ اس لئے کہ آخر وہ میرے بڑے بھائی ہیں +

یوسفؑ عزیزِ مصر کے گھر میں

الغرض یہ سوداگر یہاں سے چل کر مصر پہنچا۔ یوسفؑ کے حُسن کا شہرہ یہاں اس قدر پھیلا۔ کہ جب سوداگر نے اُن کو بیچنے کا ارادہ کیا۔ تو ہزاروں خریدار پیدا ہو گئے۔ اور قیمت حد سے زیادہ بڑھ

Marfat.com

گئی۔ آخر مصر کے بادشاہ کے وزیر قطفیر نے جسے لوگ عزیزِ مصر کہتے تھے۔ سب سے زیادہ قیمت دے کر یوسفؑ کو خرید لیا۔

عزیزِ مصر کے ہاں کوئی لڑکا نہ تھا۔ یوسفؑ کا حُسن و جمال دیکھ کر وہ اُن پر فریفتہ ہوگیا۔ اور جی میں خوش ہوا۔ کہ خدا نے مجھے ایسا لڑکا بخشا۔ چنانچہ وہ اُن کو گھر لے گیا۔ اور اپنی بیوی زلیخا کے حوالے کر کے اُنہیں نہایت آرام سے رکھنے کی تاکید کی۔ اور کہا۔ کہ یہ کسی اشراف کا بچّہ معلوم ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں کوئی بچّہ نہ تھا۔ اللہ تعالےٰ نے اسی طرح عطا فرمایا۔

زلیخا نے جب یوسفؑ کا رشکِ مہر و ماہ چہرہ دیکھا۔ تو وُہ ان پر دل و جان سے شیدا ہوگئی۔ اور ہر طرح ان کی دل جوئی خاطر مدارات کرنے لگی۔ لیکن جس قدر وُہ یوسف کی طرف راغب ہوتی تھی آپ اسی قدر بلکہ اس سے زیادہ اس سے مُحترز رہتے۔ زلیخا نے ہزار کوشش کی۔ اور طرح طرح کے حیلوں بہانوں سے ان کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا۔ مگر آپ ہمیشہ اس سے پہلوتہی کرتے رہے۔ اور کبھی توجّہ نہ کی۔

ایک دن زلیخا نے اپنے مکان کو خوب سجایا۔ اور اس میں یوسف کو بلایا۔ مگر یوسف نے اس کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھا۔

Marfat.com

اور جب زلیخا نے ان سے بے جا محبت جتانی چاہی۔ تو حضرت یُوسفؑ گھبرا کر دروازے کی طرف دوڑے۔ زلیخا نے اُن کا پیچھا کیا اور ابھی وُہ آخری دروازے سے نکلنے نہ پائے تھے۔ کہ زلیخا نے آلیا۔ اور ان کا دامن اس کے ہاتھ میں آگیا۔ لیکن حضرت یوسفؑ فوراً باہر نکل گئے۔ اُن کا کُرتہ پھٹ کر زلیخا کے ہاتھ میں رہ گیا :

اتفاق سے اسی وقت عزیزِ مصر گھر کو آرہا تھا۔ اُس نے یوسفؑ کو اس طرح پریشان حال گھر سے نکلتے دیکھا۔ تو اس کی وجہ پُوچھی۔ آپ نے دانائی سے ایسا جواب دیا۔ جو سچ بھی تھا۔ اور جس سے راز بھی ظاہر نہ ہوا + عزیز کو چونکہ ان سے محبّت تھی۔ اِس لئے اس نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور اندر لے گیا + جب زلیخا نے ان دونوں کو اندر آتے دیکھا۔ تو وہ سمجھی۔ کہ یوسفؑ نے سارا حال عزیز سے کہہ دیا ہے + بس اس نے اسی وقت کپڑے پھاڑے۔ اور اپنے بال نوچ کر رونا چلّانا شروع کیا۔ اور جب عزیز نے محبت سے حال پوچھا۔ تو رو کر کہنے لگی۔ کہ میں سوتی تھی۔ یوسفؑ میرے کمرے میں آیا۔ اور کچھ گستاخی کرنا چاہتا تھا۔ وُہ تو شکر ہے۔ کہ میں جاگ اُٹھی۔ ورنہ خدا جانے یہ بد باطن کیا کرتا۔ میرے جاگنے سے یہ خوف کھا کر بھاگ نکلا + میں اس کے پیچھے دوڑی۔ کہ

Marfat.com

اسے پکڑ لوں۔ لیکن یہ میرے ہاتھ سے نکل گیا۔ یہ دیکھو۔ اس کا دامن پھٹ کر میرے ہاتھ میں رہ گیا۔ یہ کہہ کر اس نے یُوسفؑ کے کُرتے کا ٹکڑا عزیز کے سامنے ڈال دیا۔ اور کہا۔ کہ اِس نے ہماری مہربانیوں کا ہمیں یہ بدلہ دیا۔ ایسے نمک حرام کو گھر میں رکھنا مناسب نہیں۔ اسے قید کر دینا چاہیئے۔

عزیز یہ سن کر سخت حیران ہُوا۔ وہ سوچتا تھا۔ کہ جب سے یہ غلام میرے ہاں آیا ہے۔ اس نے کبھی کوئی شرارت نہیں کی۔ آج اُس نے خلافِ عادت ایسی حرکت کیوں کی؟ لیکن زلیخا کے رونے سے اعتبار بھی آجاتا تھا۔ آخر اُس نے یوسفؑ سے کہا۔ کیوں میرے احسانوں کا یہی بدلہ تھا؟ یُوسفؑ نے جواب دیا۔ کہ زلیخا مجھ پر افترا باندھتی ہیں۔ خود مجھے دھوکے سے اندر لے گئیں۔ اور میں اُن سے پیچھا چھُڑا کر بھاگا۔ یہ میرے پیچھے دوڑیں۔ اور میرا دامن پکڑ لیا۔ چونکہ میں بھاگا جا رہا تھا۔ دامن پھٹ گیا۔ اور اس کا ایک ٹکڑا ان کے ہاتھ میں رہ گیا۔ عزیز نے پُوچھا۔ کہ تیرا کوئی گواہ بھی ہے؟ اس پر یوسفؑ نے ایک بچّے کی طرف اشارہ کیا۔ کہ اس سے پُوچھ لو۔ یہ گواہی دے گا۔ عزیز نے اس بچّے سے کہا۔ کہ جو تُو نے دیکھا ہے صاف صاف بیان کر دے۔ بچّے نے کہا۔

Marfat.com

مجھ سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔ یوسفؑ کا کُرتہ دیکھو۔ اگر وُہ آگے سے پھٹا ہے۔ تو زلیخا سچی ہے۔ اور یُوسف جُھوٹا۔ اور اگر پیچھے سے پھٹا ہے تو یُوسفؑ سچے ہیں اور زلیخا جُھوٹی۔ عزیز نے جو کُرتہ دیکھا۔ تو وُہ پیچھے سے پھٹا ہوُا نکلا۔ اب یوسفؑ کی بے گُناہی میں کچُھ کلام نہ رہا۔ مگر اپنے گھر کی بات تھی۔ کیا کرتا۔ خونِ جگر پی کر رہ گیا۔ مگر یہ بات ایسی نہ تھی کہ چھُپی رہتی۔ شہر میں چرچا ہونے لگا۔ کوئی زلیخا پر الزام دھرتا۔ کوئی یوسفؑ کو گنہگار بتاتا۔ کوئی دونوں کو قصوروار ٹھہراتا۔ اور کوئی اس بات کو سراسر جھُوٹ سمجھتا۔ غرض جتنے منہ اتنی باتیں۔

جب شرفائے مصر کی خاتونوں نے یہ قصّہ سُنا۔ تو وُہ زلیخا پر طعن کرنے لگیں۔ کہ زلیخا نے اپنے زرخرید غلام سے دِل لگا کر شریف عورتوں کو بدنام کر دیا۔ زلیخا نے جب یہ سُنا۔ کہ عورتیں مجُھ پر طعن کرتی ہیں۔ تو اس نے ایک بہت بڑی دعوت کی جس میں مصر بھر کی خوبصورت اور اعلیٰ خاندان کی عورتوں کو مدعو کیا۔ جب سب نے کھانا کھانے سے فراغت پائی۔ تو زلیخا نے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک ترنج اور ایک ایک چھُری دے دی۔ اور کہا۔ کہ جب مَیں کہوں تو چھُری سے ترنج کو کاٹنا۔ تمام عورتیں حیران

Marfat.com

تھیں۔ کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ اتنے میں زلیخا یوسف کو لے کر اندر آئی۔ تمام عورتوں کی نظریں اُن کی طرف جم گئیں۔ اور ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے لگیں۔ اس وقت زلیخا نے پکار کر کہا۔ کہ اب ترنج کاٹو۔ سب نے ترنج کاٹنے شروع کر دئے۔ لیکن وہ یُوسف کو دیکھ کر ایسی محو اور بے خود ہو رہی تھیں۔ کہ انہوں نے بجائے ترنج کاٹنے کے اپنی انگلیاں کاٹ لیں۔ اور انہیں خبر تک نہ ہوئی۔ آخر جب زلیخا یوسفؑ کو باہر لے گئی۔ تو ان کو اپنی غلطی معلوم ہوئی۔ تب زلیخا نے اُن کہ اُن سے کہا۔ کہ بس اسی برتے پر مجھے لعنت ملامت کرتی تھیں؟ آخر اُنہوں نے تسلیم کیا۔ کہ زلیخا نے جو اس جوان کو دل دیا۔ اس میں اس کا کوئی قصور نہیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے طعنوں کی نسبت زلیخا سے معذرت کی۔ اور کہا کہ یہ واقعی انسان نہیں۔ یہ تو کوئی فرشتہ زمین پر اُتر آیا ہے۔

تھوڑی دیر کے بعد زلیخا پھر یوسفؑ کو لے آئی۔ اور سب عورتوں نے اُن کو سمجھانا شروع کیا۔ تاکہ وہ کسی طرح زلیخا کی طرف مائل ہوں۔ لیکن اُنہوں نے ذرا بھی رغبت ظاہر نہ کی۔ اسی طرح نظریں نیچی کئے بیٹھے رہے۔ اور کہا تو یہ کہا۔ کہ اے خدا! جو بات یہ چاہتی ہیں۔ اس سے تو مجھے قید خانہ زیادہ پسند ہے۔

Marfat.com

یُوسف زندان میں

اب وُہ عورتیں نا امید ہوگئیں۔ اُنہوں نے زلیخا کو صلاح دی کہ اس کو کچھ دن کے لئے قید خانے میں بھیج دو۔ وہاں کی تکلیفات سے اس کے تمام بل نکل جائیں گے۔ اور اسے عیش کی قدر معلوم ہو گی ؛

زلیخا نے ایسا ہی کیا۔ یعنی دعوت کے دو چار دن بعد اس نے عزیز سے کہا۔ کہ مَیں اس غلام کے سبب سے بدنام ہوگئی ہوں اور چونکہ تم نے اسے کچھ سزا نہیں دی۔ اس لئے لوگ مجھی کو قصُور وار سمجھتے ہیں۔ اگر اس کو چند روز کے لئے قید خانے بھیج دو۔ تو دُنیا طعنے دینے سے تو باز آئے گی۔ عزیز نے یہ بات مان لی۔ اور یوُسفؑ کو قید خانے میں بھجوا دیا ؛

اُس زمانے میں مصر کے بادشاہوں کا لقب فرعون تھا جب یُوسفؑ قید خانے میں تھے۔ تو اُن دنوں جو فرعون تخت پر تھا۔ اس کا اصلی نام ملک ریّان تھا۔ یوسفؑ کو قید ہوئے کچھ مُدّت گذری تھی۔ کہ ملک ریّان کے ساقی اور باورچی سے کوئی قصُور سرزد ہوُا۔ اور وُہ قید کردئے گئے۔ قید خانے کے داروغہ کو

Marfat.com

ساقی اور باورچی کی بہت خاطر منظور تھی۔ کیونکہ بادشاہ کے خاص ملازم تھے۔ اور رہا ہو کر داروغہ کو بہت فائدہ پہنچا سکتے تھے۔ اِس لیئے اس نے ان کو بھی یوسفؑ ہی کے کمرے میں رکھا۔

حضرت یوسفؑ کا معمول تھا۔ کہ وُہ فرصت پاکر اور موقع دیکھ کر قیدیوں کو وعظ و نصیحت بھی کیا کرتے تھے۔ اور اگر کوئی قیدی آپ کو کوئی خواب سُناتا۔ تو اُس کی تعبیر بیان فرمایا کرتے۔ ایک دن باورچی نے خواب دیکھا۔ کہ میں باورچی خانے کے دروازے کے باہر روٹیوں کا خوان اپنے سر پر لئے کھڑا ہوں۔ اور پرندے آکر اس میں سے روٹیاں اُٹھا اُٹھا کر لے جاتے ہیں۔ باورچی نے حضرت یوسفؑ سے اس کی تعبیر پوچھی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تو پھانسی پائے گا۔ اور چیل کوّے تیرا بھیجا کھائیں گے۔

ساقی بولا۔ میں نے خواب دیکھا ہے۔ کہ بادشاہ سلامت کا خاص پیالہ میرے ہاتھ میں ہے۔ اور میں انگوروں کا رس نچوڑ نچوڑ کر ان کو دے رہا ہوں۔ اور بادشاہ سلامت اسے پی رہے ہیں۔ حضرت یوسفؑ نے جواب دیا۔ کہ تو پھر اپنے عہدے پہ بحال ہو جائے گا۔

پھر آپ نے ساقی سے کہا۔ کہ جب تو بحال ہو جائے۔ تو

Marfat.com

مجھے یاد رکھنا۔ اور موقع دیکھ کر بادشاہ سے ذکر کرنا۔ ممکن ہے۔ کہ میں اِس مصیبت سے رہائی پاؤں۔ ساقی نے وعدہ کیا + خُدا کی قدرت! تیسرے دِن ہی بادشاہ نے باورچی کو پھانسی پر لٹکا دیا + اور ساقی کو بُلا کر اُسے اُس کے عُہدے پر بحال کیا + اگرچہ ساقی نے یوسفؑ سے وعدہ کیا تھا۔ کہ میں آپ کا ذِکر بادشاہ سے کر دُوں گا۔ لیکن از سرِ نو عُہدہ پانے کی خوشی میں وُہ اپنا وعدہ بھُول گیا۔ حضرت یوسفؑ بارہ برس قید خانے میں رہے +

بادشاہِ مصر کا خواب

بارہ برس کے بعد مصر کے بادشاہ نے ایک رات خواب دیکھا کہ سات موٹی تازی گائیں دریائے نیل سے نکلیں۔ اور چرنے چُگنے لگ گئیں۔ اتنے میں اسی دریا سے سات دُبلی پتلی گائیں پیدا ہوئیں۔ اور وہ پہلی موٹی گایوں کو نِگل گئیں۔ اور اُن کو کھا کر بھی دُبلی پتلی ہی رہیں + بادشاہ سخت حیران ہُوا + پھر بادشاہ نے دیکھا۔ کہ ایک درخت میں سے سبز غلّے کی سات موٹی موٹی بالیں نکلیں۔ اور ہوا میں لہلہانے لگیں + اتنے میں سات خشک بے دانہ جلی بالیں پیدا ہوئیں۔ اور سبز موٹی بالوں سے لپٹ گئیں

Marfat.com

اُن کے پلٹتے ہی سبز بالیں بالکل مرجھا کر خشک ہو گئیں ۔

یہ دو خواب دیکھ کر بادشاہ کی آنکھ کھُل گئی۔ باقی رات اُس نے بڑی بے چینی سے کاٹی۔ اور صبح اُٹھتے ہی اپنے دربار کے تمام ساحروں۔ نجومیوں اور معبّروں کو بلا کر خواب سُنایا۔ اور تعبیر پوچھی ۔ وہ لوگ یہ خواب سُن کر سخت حیران ہوئے۔ اور بہت دیر تک سوچنے کے بعد بولے۔ کہ یہ خوابِ پریشان ہے۔ اس کی کوئی تعبیر نہیں۔ لیکن بادشاہ کو ان کی بات کا اعتبار نہ آیا۔ اور اس نے اس خواب کی تعبیر بتانے والے کے لئے انعام مقرّر کیا۔ دُور دُور سے لوگ تعبیر بتانے آئے۔ مگر خواب سُن کر تعبیر نہ بتا سکے۔ اور واپس چلے گئے ۔

جب خواب کا چرچا حد سے زیادہ ہُوا۔ تو ساقی کو یُوسفؑ کی بات یاد آئی۔ اُس نے موقع مناسب پا کر بادشاہ سے اُن کا ذکر کیا۔ اور اپنے خواب کا حال سُنا کر کہا۔ کہ مجھے پوری اُمید ہے۔ کہ وہ خواب کی صحیح تعبیر بیان کر دیں گے ۔ بادشاہ نے ساقی کو ہی بھیجا کہ اس خواب کی تعبیر یوسفؑ سے پوچھ آئے ۔ ساقی قید خانے میں گیا۔ یوسفؑ سے ملا۔ اور بادشاہ کا خواب بیان کر کے تعبیر پُوچھی۔ یوسفؑ نے فرمایا۔ سات موٹی تازی گایوں اور سبز خوشوں

Marfat.com

سے یہ مُراد ہے۔ کہ مصر میں سات سال غلّہ کثرت سے پیدا ہوگا۔ دُنیا فارغ البال ہوگی۔ اور ہر طرف عیش اور خوشی نظر آئے گی۔ لیکن سات دُبلی پتلی گایوں اور سیاہ خشک خوشوں سے قحط اور خشک سالی کے سات سال مُراد ہیں۔ جن میں لوگ دانے دانے کو ترسیں گے۔ چونکہ موٹی گائیں اور عُمدہ خوشے پہلے نکلے تھے۔ اس لیئے ارزانی کے سال پہلے ہوں گے۔ اور قحط کے بعد۔ اور جس طرح دُبلی گایوں نے موٹی گایوں کو اور خُشک خوشوں نے سبز خوشوں کو نگل لیا تھا۔ اسی طرح قحط ایسا زبردست ہوگا۔ کہ پہلے سات سال کی ارزانی کی اس کے سامنے کچھ حقیقت نہ رہے گی۔ پھر فرمایا۔ خدا نے بادشاہ پر اس خواب کے ذریعے سے ظاہر کیا ہے۔ کہ وہ ارزانی کے سالوں میں ایسا کام کرے۔ کہ قحط اور خشک سالی کے زمانہ میں اس کی رعایا کو تکلیف نہ ہو۔ یہ سُن کر ساقی نے حضرت یُوسفؑ کا حسب نسب پُوچھا۔ قید ہونے کی وجہ دریافت کی اور چلا گیا۔

ساقی نے بھرے دربار میں یوسفؑ کی بیان کردہ تعبیر بادشاہ کو سُنائی۔ حاضرین تعبیر سُن کر بہت حیران ہوئے۔ اور بادشاہ کو یوسفؑ کے دیکھنے کا شوق ہوا۔ اور ساقی سے اُن کا حال دریافت کیا۔ اُس نے یوسفؑ کا سارا حال بیان کر دیا۔ کہ وہ حضرت ابراہیمؑ

Marfat.com

اور اسحٰق کی اولاد میں سے ہیں - اور نہایت نیک جوان ہیں - اور عزیز نے اُن کو بیوی کے کہنے پر بے گناہ قید کر رکھا ہے + بادشاہ نے فوراً عزیز کو بُلا کر اُن کے قید کرنے کی وجہ پُوچھی + عزیز نے کہا - کہ مَیں نے اسے اپنا فرزند بنایا تھا - مگر بی بی نے اُس پر تُہمت لگائی - اس لئے مَیں نے اسے قید کر دیا - مجھے معلوم نہیں - کہ وُہ تُہمت سچّی ہے یا جھُوٹی ؛

قید سے رہائی

بادشاہ نے چوبدار کو حکم دیا - کہ جاؤ اور یوسفؑ کو نہایت احترام سے ہمارے حضور میں لے آؤ + چوبدار قید خانے میں گیا - کہ یوسفؑ کو دربار میں لائے - مگر اُنہوں نے آنے سے انکار کر دیا - اور کہا کہ جب تک زلیخا کے الزام کی تحقیقات نہ ہو لے گی - مَیں قید خانے سے قدم باہر نہ رکھوں گا + بادشاہ نے جب یُوسفؑ کا یہ ارادہ سُنا - تو بہت خوش ہؤا - اور زلیخا کی سہیلیوں کو طلب کر کے سارا حال پُوچھا + اُنہوں نے عرض کیا - کہ حاشا ہم نے یُوسفؑ میں کسی طرح کی بُرائی نہیں پائی + زلیخا نے بھی مان لیا - کہ قصور میرا تھا - یوسفؑ بالکل سچّا ہے ؛

Marfat.com

اب شاہی چوبدار قید خانے کی طرف دوڑائے گئے۔ کہ یوسفؑ کو عزت و احترام سے لے آئیں۔ چنانچہ فوراً زندان سے نکال کر انہیں غسل دیا گیا۔ اور اچھی پوشاک پہنا کر اُنہیں دربار میں لائے۔ بادشاہ نے اُن کی بہت عزّت اور خاطر کی۔ اور پھر اپنا خواب بیان کیا۔ حضرت یُوسفؑ نے پھر وہی تعبیر بیان کر کے کہا۔ کہ بادشاہ سلامت ضروری ہے۔ کہ ابھی سے لوگوں کو اس قحط سے بچانے کی تدابیر پر عمل کیا جائے۔ بادشاہ نے پُوچھا۔ وُہ تدبیریں کیا ہیں؟ حضرت یُوسفؑ نے فرمایا۔ کہ تدبیر یہ ہے۔ کہ آپ اہالیانِ مصر کو حکم دیں۔ کہ وُہ ان فارغ البالی کے سالوں میں بہت محنت سے کھیتی باڑی کر کے خُوب غلّہ پیدا کریں۔ اور ضرورت سے زیادہ غلّہ خرچ نہ ہونے پائے۔ اور نہ اناج مُلک سے باہر جانے پائے۔ مُلک میں خرچ ہو کر جتنا بچے۔ اسے آپ خرید کر محفوظ رکھیں۔ بڑے بڑے گوداموں میں غلّہ جمع کریں۔ اور اس کا انتظام کسی قابل اور دیانت دار آدمی کے سپرد کر دیں۔ تاکہ جب ارزانی کے سات سال گذر جائیں۔ اور قحط پڑے۔ تو وُہ غلّہ جو جمع ہو۔ لوگوں کو دیا جائے۔ اس طرح نہ صرف آپ کی رعایا بلکہ اَور بھی بہت سے آدمی قحط کی بلا سے بچ رہیں گے۔ اور غلّے کی خرید و فروخت سے آپ کے

Marfat.com

خزانے کو مالی فائدہ بھی ہوگا ۔

ملک ریان نے جب یُوسف کی یہ باتیں سُنیں ۔ تو وُہ بہت حیران ہؤا ۔ کہ خُدا نے اس چھوٹی عُمر میں اسے کتنی دانائی بخشی ہے اس نے کہا ۔ مَیں کس آدمی کو اس کام پر مقرّر کروں ۔ مجھے تو آپ سے بہتر کوئی دیانتدار آدمی نظر نہیں آتا ۔ اس لئے آپ ہی یہ کام قبول فرمائیے ۔ حضرت یوسفؑ نے اس کی درخواست منظور کی ۔ اور غلّے کا انتظام اپنے ہاتھ میں لیا ۔ آپ نے ملک ریان کو اسلام کی دعوت دی ۔ چنانچہ وُہ آپ کے ہاتھ پر ایمان لایا ۔

یوسف نے نہایت کوشش سے ایک بہت بڑا گودام بنایا ۔ اور اس میں غلہ جمع کرنا شروع کر دیا ۔ اُنھوں نے نہ صرف قیمتًا ہی خریدا ۔ بلکہ لوگوں سے نقد محصُول لینے کی بجائے ۔ غلّہ ہی وصُول کرنا شروع کر دیا ۔ اور سات سال کے عرصے میں لاکھوں من غلّہ جمع ہو گیا ۔

جب ارزانی کے سات سال گذر گئے ۔ تو آپ کی پیشینگوئی کے مطابق خشک سالی کا زمانہ آیا ۔ اور اس قدر سخت قحط پڑا ۔ کہ ایک سال کے اندر اندر لوگوں نے اپنا جمع کیا ہُوا سب غلّہ خرچ کر ڈالا ۔ اب حضرت یُوسفؑ نے اپنے ذخیروں کے کھتّوں کے

Marfat.com

مُنہ کھول دیئے۔ پہلے پہل تو لوگوں نے قیمت دے کر غلّہ لیا۔ اور اوقات بسری کی۔ جب روپیہ پیسہ کچھ نہ رہا۔ تو مکان۔ زمینیں اور جائدادیں فروخت کیں۔ اور جب یہ بھی بیچ چکے۔ تو خود اور اپنے اہل و عیال کو یوسفؑ کی غلامی میں دے کر روٹی کے خواستگار ہوئے۔ یوسفؑ نے سب کو پناہ دی۔ کیا امیر کیا غریب سب کے ساتھ یکساں سلوک کیا۔ یہاں تک کہ بادشاہ کو بھی اَوروں کے ساتھ آٹھ پہر میں صرف ایک دفعہ دوپہر کے وقت کھانا دیا کرتے۔ اور کئی کئی دن بھوکے رہتے۔ تاکہ سیر ہو کر مُحتاجوں اور بھوکوں سے غافل نہ ہو جائیں۔

جب قحط اور خشک سالی کا زمانہ گذر چکا۔ اور پھر لوگوں کو خوش حالی نصیب ہوئی۔ تو لوگوں نے یُوسفؑ کو اُن کے بال بچّوں سمیت آزاد کر کے رُخصت کیا۔ اور ان کی جائدادیں اُن کے حوالے کر دیں۔ اور اس طرح اُن کو بندۂ لُطف و احسان بنا لیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہُوا۔ کہ ہزاروں ایمان لے آئے۔ اور بُت پرستی چھوڑ کر خدائے واحد کی عبادت کرنے لگے۔

حضرت یُوسفؑ کے بھائی مصر میں

اب ذرا یُوسفؑ کے خاندان کا حال سُنو۔ جب یہ قحط پڑا۔

Marfat.com

تو اس کا اثر حضرت یعقوبؑ کے خاندان پر بھی ہؤا۔ جب اُن کے پاس غلّہ نہ رہا۔ تو نہایت مصیبت میں پڑ گئے۔ آخر انہوں نے سُنا۔ کہ عزیزِ مصر نے بہت سا غلّہ جمع کیا ہے۔ اور وُہ بدیسیوں کی بھی مدد کرتا ہے۔ حضرت یعقوبؑ نے بھی ارادہ کیا۔ کہ مصر سے غلّہ منگوائیں۔ چنانچہ دسؔ بیٹوں کو مصر بھیجا۔ اور گیارھویں بیٹے بن یامین کو اپنے پاس رکھ لیا۔ تاکہ اسے دیکھ کر اپنے غمگین دِل کو تسلّی دیں۔ یہ دسوں بھائی حضرت یعقوبؑ سے رُخصت ہو کر مصر میں پہنچے۔ حضرت یوسُفؑ نے قاعدہ مقرّر کر رکھا تھا۔ کہ جو لوگ باہر سے آئیں۔ وہ شہر کے دروازے پر اپنا اور اپنے باپ کا نام لکھائیں۔ اور وُہ نام ہر شام کو آپ کے رُوبرو پیش کئے جائیں۔ سو جب بھائیوں کے نام پیش ہوئے۔ آپ نے اُنہیں طلب فرمایا۔ یوسُفؑ نے تو اُن کو دیکھتے ہی فوراً پہچان لیا۔ مگر یہ یوسُفؑ کو نہ پہچان سکے۔ اور پہچانتے بھی کیونکر؟ اُنہیں کب یہ خیال آ سکتا تھا۔ کہ جس بیکس بچّے کو اُنہوں نے غلام بنا کر بیچا تھا۔ وُہ محض خدا کے فضل سے اس درجے پر پہنچا ہے۔ یُوسفؑ نے اُن سے پُوچھا۔ تم کہاں سے آئے ہو۔ اور اَور کیا کام ہے؟ اُنہوں نے جواب دیا۔ کہ ہم کنعان سے آئے ہیں۔ ہمارے مُلک میں سخت قحط پڑا ہوا ہے۔ اِس لئے آپ سے غلّہ

Marfat.com

خریدنا چاہتے ہیں + یوسفؑ نے کہا۔ تم تو جاسوس ہو۔ ہمارے مُلک کا حال معلوم کرنے آئے ہو + اُنہوں نے جواب دیا۔ ہم پیغمبرزادے ہیں۔ ہم ایسا کام نہیں کرتے + یوسفؑ نے پُوچھا۔ تم کتنے بھائی ہو؟ جواب ملا۔ بارہ + پھر پُوچھا۔ باقی دو کہاں ہیں؟ اُنہوں نے جواب دیا۔ ایک جو سب سے چھوٹا ہے۔ وُہ تو باپ کے پاس ہے۔ وہ اس کو اپنے سے جُدا کرنا نہیں چاہتے۔ اور جو اس سے بڑا تھا۔ ایک دن ہمارے ساتھ سیر کو گیا تھا۔ اُسے بھیڑیا اُٹھا کر لے گیا۔ ہمارے والد اس کو از حد پیار کرتے تھے۔ اسی لیئے وہ اس کے چھوٹے بھائی سے زیادہ محبّت رکھتے ہیں۔ اور اسے جُدا نہیں کرتے + حضرت یوسفؑ نے فرمایا۔ تم جھُوٹ کہتے ہو۔ تمہارے بیان کا کوئی گواہ ہے تو پیش کرو۔ ورنہ مَیں تمہیں قید کر دُوں گا + اب تو وُہ سب بھائی بڑے پریشان ہوئے۔ اور یوسفؑ کی منّت سماجت کر کے کہنے لگے۔ کہ جناب ہم غریب الوطن ہیں۔ یہاں ہمارا کوئی گواہ نہیں۔ آپ اپنے غلاموں پر رحم فرمائیں + یوسفؑ ان کی عاجزی دیکھ کر مُسکرائے۔ اور فرمایا۔ اچھّا اگر تم سچے ہو۔ تو ایک بھائی کو یہاں چھوڑ جاؤ۔ جب تُم اپنے چھوٹے بھائی کو لاؤ گے۔ تو مَیں اُس کو رہا کر دُوں گا۔ اور تم سب کو غلّے کے ایک ایک اُونٹ کی بجائے

Marfat.com

دو دو اُونٹ دُوں گا۔ لیکن اگر اسے نہ لائے۔ تو آئندہ تمہیں غلّہ نہ ملے گا۔ اور پھر تم ہرگز میرے پاس بھی نہ آنا۔

یوسفؑ کے بھائیوں کو امید نہ تھی۔ کہ ان کا باپ بن یامین کو جُدا کرنا گوارا کرے گا۔ اس لئے کوئی بھی مصر رہنے پر تیار نہ تھا۔ مگر بحکمِ حاکمِ مرگِ مفاجات۔ مرتا کیا نہ کرتا۔ آخر سب نے قرعہ ڈالا۔ تو شمعون کے نام نکلا۔ چنانچہ وہ مصر میں رہا۔ اور باقی بھائی غلّے کا ایک ایک اُونٹ لے کر رُخصت ہوئے۔ یوسفؑ نے حکم دیا۔ کہ جو مال یہ غلّہ خریدنے کے لئے لائے ہُوئے ہیں۔ وہ انہیں کے بوروں میں بند کر دیا جائے۔ چنانچہ اسی طرح کیا گیا۔

جب یہ سب بھائی کنعان پہنچے۔ تو حضرت یعقوبؑ اور دُوسرے لوگ بہت خوش ہوئے۔ حضرت یعقوبؑ نے مصر کی کیفیت اور شمعونؔ کے نہ آنے کی وجہ پُوچھی۔ جس پر اُنہوں نے سارا حال کہہ سُنایا۔ حضرت یعقوبؑ نے پُوچھا۔ کہو کہیں یوسفؑ کا بھی پتہ ملا؟ اس پر سب ہنس پڑے۔ اور کہنے لگے۔ حضرت آپ کیسی باتیں کرتے ہیں۔ یُوسفؑ کہاں مل سکتا ہے۔ اس کو تو مدّت ہوئی بھیڑیا کھا گیا۔ حضرت یعقوبؑ خاموش ہو رہے۔ جب غلّے کے بورے کھولے گئے۔ تو ان میں سے اُن کا سارا مال بھی نکل آیا۔ حضرت

Marfat.com

یعقوبؑ نے سوچا۔ کہ جو شخص بن یامین کے دیکھنے کا اس قدر خواہشمند ہے۔ اور جس نے ہمیں اس قحط کے زمانے میں اس قدر غلّہ مفت بھیجا ہے۔ وہ کون ہو سکتا ہے! آخر اُنہوں نے نتیجہ نکالا۔ کہ یوسفؑ کے سوا یہ کسی کا کام نہیں۔ لیکن جب اُنہوں نے یہ بات اپنے بیٹوں سے کہی۔ تو وُہ ٹھٹّھا کرنے اور ہنسی میں اُڑانے لگے۔ اس لئے یعقوبؑ خاموش رہے ؛

حضرت یوسفؑ کے بھائی دوبارہ مصر میں

حضرت یعقوبؑ نے وُہ غلّہ اپنی تمام قوم کو بانٹ دیا۔ اِس لئے تھوڑی ہی مُدت گزری تھی۔ کہ ان کو پھر غلّے کی ضرورت پیش آئی تُ اُنہوں نے سب بیٹوں کو جمع کیا۔ اور کہا۔ کہ تم پھر مصر کو غلّہ خریدنے کے لئے جاؤ ؛ بیٹوں نے عرض کیا۔ کہ جب تک آپ بن یامین کو ہمارے ساتھ نہ بھیجیں گے ہم وہاں نہ جائیں گے۔ اور اگر گئے بھی تو عزیزِ مصر ہم کو ضرور قتل کرا دے گا ؛ پہلے تو حضرت یعقوبؑ اس بات پر آمادہ نہ تھے۔ کہ بن یامین کو بھیجیں۔ لیکن جب بیٹوں نے اس کے بغیر جانے سے قطعًا انکار کر دیا۔ اور قوم غلّے کی کمی کی وجہ سے بھوکوں مرنے لگی۔ تو لاچار اُنہوں نے بن یامین کو بھیجنا منظور

Marfat.com

کر لیا۔ اور سب بیٹوں کو بُلا کر اُن سے عہد لیا۔ کہ وُہ بن یامین کو حفاظت سے لے جائیں گے۔ آرام سے رکھیں گے۔ اور ضرور اپنے ساتھ واپس لائیں گے۔ پھر عزیزِ مصر کے لئے بہُت اعلیٰ اور عمدہ عمدہ تحفے دئے۔ اور پچھلے غلّے کی قیمت جو واپس آ گئی تھی۔ واپس دی۔ اور کہا۔ کہ یہ عزیزِ مصر کو واپس دے دینا۔ کیونکہ یہ اس کا حق ہے۔ اور شاید غلطی سے واپس آ گئی ہے۔ جب تیاری ہو چکی۔ تو آپ اُن کو رخصت کرانے آئے۔ اب حضرت یعقوبؑ سے سب بیٹے جُدا ہونے لگے۔ تو اُن کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ رخصت کے وقت حضرت یعقوبؑ نے اُن کو نصیحت کی۔ کہ شہر میں ایک دروازے سے داخل نہ ہونا۔ بلکہ مختلف دروازوں سے جانا۔

غرض باپ سے رُخصت ہو کر یہ سب بھائی مصر پہنچے۔ اور مختلف دروازوں سے داخل ہو کر ایک جگہ جا اُترے۔ جاسُوسوں نے حضرت یوسفؑ کو فوراً پتہ دیا۔ کہ وُہ کنعانی پھر آئے ہیں۔ آپ نے حکم دیا۔ کہ ان کو ابھی حاضر کرو۔ حکم کی دیر تھی۔ سپاہی گئے۔ اور اُن کو دربار میں لے آئے۔

حضرت یوسفؑ نے اس خیال سے کہ کہیں دُوسری دفعہ دیکھنے سے بھائی مجھے پہچان نہ لیں۔ اس دفعہ منہ پر نقاب ڈال لیا۔

Marfat.com

جب یہ سب حاضر ہوئے۔ تو اُن سے پُوچھا۔ کیا تم اپنے چھوٹے بھائی کو لائے ہو؟ انہوں نے عرض کیا۔ ہاں! اور بن یامین کو پیش کیا۔ یوسفؑ نے اسی وقت شمعون کو بلایا۔ اور کہا۔ "اب تم آزاد ہو۔ اپنے بھائیوں کے ساتھ رہو" پھر ان کے لئے کھانا تیار کرایا۔ اور ان کو حمام کرنے کو بھیجا۔ جب یہ نہا آئے۔ تو سب کو عُمدہ کپڑے پہنائے۔ مگر بن یامین کی پوشاک سب سے اعلیٰ تھی۔ جب سب پوشاک پہن چکے۔ کھانا چُنا گیا۔ تو یُوسفؑ نے حکم دیا۔ کہ تم میں سے جو دو دو بھائی سگے ہوں۔ وُہ اکٹھے کھانا کھائیں۔ دسوں بھائی تو پانچ ٹولیوں میں بیٹھ گئے۔ مگر بن یامین اکیلا رہ گیا۔ اور اپنی حالت پر اُداس معلوم ہوُا۔ یوسفؑ نے شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ اور بھائیوں سے پُوچھا۔ اگر اجازت ہو۔ تو میں اس کو اپنے ساتھ کھانا کھلاؤں۔ کہ یہ اکیلا ہے۔ اُنہوں نے کہا۔ ہمیں اس میں کیا عُذر ہو سکتا ہے۔ یہ تو آپ کی پرلے درجے کی مہربانی اور عنایت ہے۔ یوسف بن یامین کو اندر لے گئے۔ اور اپنے چہرے سے نقاب اُٹھا دیا۔ بن یامین اُن کی صورت دیکھ کر بیتاب ہو گئے۔ اور جب حضرت یُوسفؑ نے اس بے تابی کی وجہ پُوچھی۔ تو کہا۔ کہ میرا گم شُدہ بھائی ہُوبہو آپ کی شکل و صورت کا تھا۔ آپ کو دیکھ کر مجھے بھائی یاد

Marfat.com

آگیا۔ اور بِن اسی غم سے بیتاب ہوگیا۔ یوسفؑ نے بن یامین کو گلے لگا لیا۔ اور کہا۔ کہ مَیں ہی تیرا گم شدہ بھائی ہُوں۔ پھر دونوں بھائی گلے مل مل کر خوب روئے۔ اور جب کچھ دل کا بخار نکلا۔ تو تو دونوں نے مُنہ ہاتھ دھوئے۔ اور کھانا کھانے بیٹھے۔ کھانا کھاتے ہوئے بن یامین نے یُوسفؑ کے والد کو رنج و غم کا فسانہ سُنایا۔ اور پھر یُوسفؑ نے بھائیوں کے ظُلم کی داستان۔ زلیخا کے عشق کا فسانہ۔ اور خدا کی مہربانی سے اعلےٰ مرتبے پر پہنچنے کا واقعہ سُنایا۔ آخر میں بن یامین کو نصیحت کی۔ کہ فی الحال یہ راز بھائیوں پر ظاہر نہ کرنا۔ مَیں تم کو کسی بہانے سے یہاں رکھ لوں گا۔ اور ان کو رُخصت کر دُوں گا۔ اور خدا نے چاہا۔ تو جلد والدِ ماجد بھی یہیں تشریف لے آئیں گے۔ آپس میں خوب باتیں کر کے یہ دونوں بھائی باہر نکلے ؞

یُوسفؑ نے تین دن تک بھائیوں کو ٹھہرائے رکھا۔ اور ان کی خوب خاطر مدارات کی۔ چوتھے دن ان سے وُہ تمام تحفے لئے۔ جو باپ نے بھیجے تھے۔ اور سب کو دو دو اُونٹ غلّے کے اور بہت سے تحفے دے کر رُخصت کیا۔ مگر نوکروں کو اشارہ کر کے بن یامین کے بورے میں اپنا قیمتی پیالہ بندھوا دیا ؞

Marfat.com

بن یامین روک لیا جاتا ہے

جب یہ سب بھائی کچھ دُور نکل گئے۔ تو یوسفؑ نے اُن کے پیچھے سوار دوڑائے۔ اور کہا۔ کہ ان کو فوراً پکڑ لاؤ۔ سوار دوڑے گئے اور سب کو گرفتار کر لائے۔ وُہ بیچارے حیران تھے۔ کہ معاملہ کیا ہے اتنے میں یوسفؑ سامنے آئے۔ اور کہا۔ اے کنعانیو! مَیں نے تُم سے کیا بُرائی کی تھی۔ کہ تم نے میرا پیالہ چُرا لیا؟ اُنہوں نے کہا۔ توبہ توبہ ہم جانتے بھی نہیں۔ حضور کا پیالہ کیسا ہے۔ یوسفؑ نے فرمایا۔ اگر تم میں سے کسی کے بورے میں سے نکلے۔ تو اس کی کیا سزا؟ اُنہوں نے کہا۔ جس کے بورے میں سے نکلے۔ وُہ آپ کا سال بھر غلام بنا رہے گا۔ کیونکہ ہماری شرع میں چوروں کی یہی سزا ہے۔ فوراً تلاشی شروع ہوئی۔ اور تھوڑی ہی دیر گزری تھی۔ کہ بن یامین کے بورے میں سے پیالہ نکل آیا۔ یُوسفؑ نے حُکم دِیا۔ کہ ان سب کو چھوڑ دو۔ اور اس کو پکڑ لو۔ یہ حسبِ وعدہ ایک سال تک ہمارا غلام رہے گا۔

اب تو ان کے ہوش اُڑ گئے۔ اور یہ سوچنے لگے۔ کہ باپ کو جا کر کیا منہ دِکھائیں گے۔ آخر کچھ بات سمجھ میں نہ آئی۔ تو لگے یوسفؑ کی منت سماجت کرنے۔ کہ جناب ہمارا باپ بُوڑھا ہے۔ پہلے ہی

Marfat.com

ایک بیٹے کی جُدائی کے غم میں آنکھیں کھو بیٹھا ہے۔ اب جو یہ بھی نہ پہنچا۔ تو خدا جانے وُہ کیا کرے گا۔ آپ اس کے بدلے ہم میں سے کسی اَور کو رکھ لیں۔ حضرت یُوسف نے کہا۔ کہ یہ کِس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ مَیں قصوروار کو چھوڑ کر بے قصور کو پکڑ لوں ؟

غرض یُوسف نے ایک نہ سُنی۔ اور ان کو فوراً نکلوا دِیا۔ باہر نکل کر یہ سب بھائی بڑے حیران ہوئے۔ کہ کیا کریں۔ کبھی سوچتے۔ کہ لڑائی کریں۔ مگر پردیس کا معاملہ اور دس جانیں۔ لڑیں بھی تو کس برتے پر۔ آخر یہی صلاح ٹھہری۔ کہ ہرچہ بادا باد۔ باپ کو جا کر اطلاع دینی چاہیئے۔ اَور بھائی تو اس رائے سے متفق تھے۔ مگر شمعون رضامند نہ ہوُا۔ چنانچہ باقی نو چلے گئے۔ اور شمعون مصر ہی میں رہا ؟

ادھر حضرت یعقوبؑ بیٹوں کے منتظر تھے۔ اور کئی منزلوں پر لوگوں کو بٹھا رکھا تھا۔ کہ وہ ان کے آنے کی فوراً اطلاع دیں۔ جب یہ نو بھائی کنعان کی سرحد میں پہنچے۔ تو لوگوں نے حضرت کو خبر کر دی کہ آپ کے صاحبزادے تشریف تو لا رہے ہیں۔ مگر شمعون اور بن یامین ہمراہ نہیں ہیں۔ جب حضرت یعقوبؑ نے سُنا۔ تو زار زار روئے۔ آخر جب بیٹے پہنچے۔ اور اُنہوں نے کل حقیقت مفصّل

Marfat.com

کہہ سُنائی۔ اور قسم کھا کر کہا۔ کہ ہم سچ کہتے ہیں۔ اگر آپ کو یقین نہ ہو تو آپ قافلے والوں سے دریافت کر لیں۔ حضرت یعقوبؑ کو یقین نہ آیا۔ اور وُہ اسے بھی بیٹوں کی کارستانی سمجھتے رہے۔ اور اپنی دانست میں یوسفؑ کے علاوہ دو اَور بیٹوں کو بھی کھو بیٹھے ٭

جب کچھ مُدّت گزر گئی۔ تو سب بیٹے حضرت یعقوبؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور کہا۔ کہ آپ عزیزِ مصر کے نام خط لکھیں ممکن ہے۔ کہ وُہ رحم کھا کر بن یامین کو چھوڑ دے + حضرت نے یہ صلاح پسند کی۔ اور عزیزِ مصر (یوسفؑ) کے نام خط لکھا۔ جس میں اپنے خاندان کی بزرگی کا ذکر کرنے کے بعد اس بات پر حیرت ظاہر کی۔ کہ ان کا فرزند اور چوری کرے! اس کے بعد بادب التجا کی گئی تھی۔ کہ بن یامین کے بوڑھے باپ پر رحم کر کے اسے رہا کر دیا جائے ٭

یوسفؑ نے جو باپ کا خط دیکھا۔ تو اسے چُوما۔ آنکھوں سے لگایا۔ اور فوراً منشی کو بلا کر جواب لکھا۔ جس میں اُن کو صبر کی تاکید کی تھی اور لکھا تھا۔ کہ اگر آپ صبر کریں گے۔ تو خُدا آپ کو اسی طرح اجر دے گا۔ جس طرح اُس نے آپ کے باپ دادوں کو دیا تھا۔ یُوسفؑ نے یہ خط ایک قاصد کے ہاتھ بھجوایا۔ اور بھائیوں کو ایک علیحدہ

Marfat.com

مکان دیا۔ جس میں وہ رہنے لگے۔ اب شمعون بھی ان کے ساتھ رہنے لگا۔

جب حضرت یوسفؑ کا خط حضرت یعقوبؑ کو ملا۔ اور انہوں نے پڑھا۔ تو حاضرین کو مخاطب کر کے بول اُٹھے۔ یقیناً یہ خط یوسفؑ کا لکھا ہوا ہے۔ جب لوگوں نے پوچھا۔ کہ آپ نے کس طرح جانا۔ تو فرمایا۔ کہ ایسا خط پیغمبروں کے سوا اور کوئی نہیں لکھ سکتا۔ اس کے بعد آپ نے ایک خط عزیزِ مصر کو لکھا۔ اور دوسرا اپنے بیٹوں کو۔ بیٹوں کے خط میں لکھا تھا۔ کہ تم خود عزیزِ مصر کے پاس جاؤ۔ اور اس کی منّت اور خوشامد کرو۔

حضرت یعقوبؑ کا خط دیکھتے ہی اُن کے دسوں بیٹے دربار میں حاضر ہوئے۔ اور رو رو کر بن یامین کی رہائی کے ملتجی ہوئے۔ ان کی منّت و خوشامد گریہ وزاری سُن کر یوسفؑ تخت سے اُتر آئے۔ اور فرمایا۔ تم سچ سچ بتاؤ۔ تمہارا بارھواں بھائی کہاں گیا؟ اُنہوں نے کہا۔ جناب ہم پیشتر عرض کر چکے ہیں۔ کہ اس کو بھیڑیا کھا گیا تھا۔ ان کا اتنا کہنا تھا۔ کہ یوسفؑ نے وہ بیعنامہ اُن کے سامنے ڈال دیا۔ جو اُنہوں نے سوداگر کو لکھ کر دیا تھا۔ اور اُس نے عزیزِ مصر کے حوالے کر دیا تھا۔ اس بیعنامے کو دیکھ کر سب بھائی کانپ گئے۔

Marfat.com

اور اُنہیں اپنا قصور ماننے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔ اُنہوں نے فوراً قبول کر لیا۔ کہ یہ واقعی درست ہے۔ ہم نے اپنے بھائی کو فروخت کر دیا تھا۔

مُعافی کا دِن

اب حضرت یُوسف نے مُنہ پر سے نقاب ہٹا دیا۔ بھائی آپ کو پہچان گئے۔ اس وقت اُن کے دل پر جو کیفیت گذری ہو گی۔ اس کا اندازہ لگانا زبان و قلم کی طاقت سے باہر ہے۔ وہی یُوسفؑ جسے اُنہوں نے کُنوئیں میں پھینکا تھا۔ اور سوداگر کے پاس کھوٹے درموں کو بیچا تھا۔ آج شاہانہ شان و شوکت کے ساتھ ان کے ساتھ کھڑا ہے۔ اور یہ اس کے غلاموں سے بدتر اور اپنی جان و مال کے لئے اس کے مرہونِ منّت تھے۔ بُہت دیر تک یہ کچھ بول نہ سکے۔ اور آخر عرض کی۔ کیا آپ ہی یوسفؑ ہیں؟ جواب ملا۔ ہاں مَیں ہی یوسفؑ ہُوں۔ شکر ہے خدائے لایزال کا۔ کہ اُس نے مُجھے صحیح سلامت رکھا۔ اس مرتبے پر پہنچایا۔ اور میرے بھائیوں کو مُجھ سے ملایا۔ یہ سُن کر دسوں بھائی مجرموں کی طرح کانپتے ہوئے یُوسفؑ کے پاؤں پر گر پڑے۔

Marfat.com

وُہ اخلاق کے رُو قانون کے رُو اور دُنیا کے دستور کے مُطابق سخت مُجرم تھے۔ وُہ دل میں سوچ رہے تھے۔ کہ دم بھر میں ہماری مُشکیں کس لی جائیں گی۔ اور ہم فوراً قتل کر دئے جائیں گے۔ یا سسک سسک کر مرنے کے لئے عُمر بھر کے لئے زندان میں ڈال دئے جائیں گے۔ مگر نہیں۔ یُوسفؑ کی شان اور آپ کے اخلاق اس سے بہت بلند تھے۔ کہ وہ انتقام لیتے۔ اُنہوں نے اُٹھا کر گلے لگایا۔ اور کہا۔ مَیں نے تم کو معاف کیا۔ خدا بھی تُم کو مُعاف کرے۔ آج انتقام کا دِن نہیں۔ آج معافی کا دِن ہے۔ اس کے بعد سب بھائیوں کو عُمدہ عُمدہ پوشاکیں پہنائیں۔ اور اچھے اچھے کھانے کھلائے اور پھر بہت سا غلّہ دے کر گھر کی طرف رخصت کیا۔ اور باپ کی خدمت میں کہلا بھیجا۔ کہ آپ سب کُنبے سمیت یہاں تشریف لے آئیں۔ اس کے علاوہ آپ نے ایک قاصد کو جس کا نام بشیر تھا۔ اپنا کُرتہ دے کر کہا۔ کہ تُم یہ کُرتہ لے کر کنعان کی طرف ہوا ہو جاؤ۔ اور میرے باپ کو خوش خبری سُناؤ۔ میرا کُرتہ اُن کی آنکھوں پر لگانا۔ یقین ہے۔ خُدا از سرِ نو اُن کی آنکھیں روشن کر دے گا۔

حضرت یعقوبؑ اپنے مکان میں تشریف فرما تھے۔ ارد گرد آپ کے قبیلے کے لوگ موجود تھے۔ آپ نے یکایک فرمایا۔ کہ مُجھے یُوسف

Marfat.com

کی خوشبو آتی ہے۔ لوگ حیران ہوئے۔ کہ آپ کیا فرماتے ہیں۔ اتنے میں بشیر حضرت یُوسف ؑ کا کُرتہ لے کر آن پہنچا۔ اُس نے آتے ہی وُہ کُرتہ حضرت یعقوب ؑ کی آنکھوں پر لگایا۔ خدا کی قدرت سے آپ کی آنکھیں فوراً بینا ہوگئیں۔ اس کے بعد اُس نے حضرت یُوسف ؑ کا پیغام سنایا۔ اللہ اللہ اس وقت حضرت یعقوب ؑ کو جو خوشی ہوئی۔ اس کا پُورا پُورا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ فوراً کنعان میں یہ خبر پھیل گئی۔ اور گھر گھر خوشی کے نقارے اور شادیانے بجنے لگے۔ چند دِن کے بعد حضرت یعقوب ؑ کے دسوں بیٹے بھی آپہنچے۔ اور جو نذرانے یُوسف ؑ نے باپ کے لئے بھیجے تھے اُن کے آگے رکھے۔ پھر اپنی خطا کا اقرار کیا۔ اور یُوسف ؑ کے معاف کر دینے کا حال کہہ کر باپ سے بھی معافی چاہی۔ حضرت یعقوب ؑ نے اُن کو گلے سے لگا لیا۔ دُعائیں دیں۔ اور کہا۔ جاؤ۔ ہم نے تمہارا قصُور معاف کیا۔ اس پر انہوں نے عرض کی۔ کہ اے خُدا کے برگزیدہ پیغمبر! آپ ہمارے حق میں دُعا کریں۔ کہ خداوند کریم بھی ہمارے قصوروں سے چشم پوشی کرے۔ حضرت نے یہ عرض قبول کی۔ اور اسی وقت ان سب کی مغفرت کے لئے دُعا کی ٭

Marfat.com

حضرت یعقوبؑ مصر جاتے ہیں

اس کے بعد حضرت یعقوبؑ نے بیٹوں سے یُوسفؑ کا خط لے کر پڑھا۔ جس میں یوسفؑ نے اس بات پر اظہارِ افسوس کیا تھا۔ کہ وُہ خود باپ کی زیارت کو نہ آسکے۔ بلکہ منشائے ایزدی کے ماتحت والد کو مصر میں آنے کی تکلیف دی۔ آگے چل کر اپنی دولت و حشمت کا ذکر تھا۔ اور ان نعمتوں کی تفصیل تھی۔ جو کنعانیوں کو مصر پہنچ کر نصیب ہونے والی تھیں۔ اس کے علاوہ حضرت یعقوبؑ سے التجا کی گئی تھی۔ کہ جب وہ مصر میں آئیں۔ تو زاہدانہ اور فقیرانہ زندگی بسر نہ کریں۔ بلکہ شاہانہ شان و شوکت سے رہیں۔ تاکہ کوئی ہم چشم یُوسف کے خاندان پر حرف نہ رکھ سکے ؎

مال و دولت کا خیال پیغمبر نہیں کیا کرتے۔ اور نہ حضرت یعقوبؑ نے اس کی کچھ پروا کی۔ بلکہ جب ان کو معلوم ہُوا۔ کہ سالہا سال کا بچھڑا ہوُا محبوب مصر میں ملے گا۔ تو فوراً وہاں پہنچنے کے لئے بے چین ہو گئے۔ اور سارے قبیلے کو تیار ہونے کا حکم دیا۔ جب سب تیار ہو گئے۔ تو حضرت یعقوبؑ نامِ خدا لے کر ان سب کے ساتھ مصر کو روانہ ہوئے۔ اور منزلیں قطع کرتے ہوئے اپنے بیٹے کی حکومت کی سرحد

Marfat.com

ہیں داخل ہوگئے ۔

یوسفؑ نے اپنے والدِ بزرگوار کے استقبال کا انتظام بہت اہتمام سے کیا ۔ چنانچہ جب وُہ مصر کے نزدیک پہنچے ۔ اور صرف تین منزلیں باقی رہ گئیں ۔ تو مصر کے عمائد اور رؤساء آپ کے استقبال کے لئے آئے ۔ اور ہمراہ ہو لئے ۔ دُوسری منزل پر آپ کے دونوں پوتے یعنی حضرت یُوسف کے فرزند علماء و شیوخِ مصر کو ساتھ لے کر سلام کے لئے حاضر ہوئے ۔ حضرت یعقوبؑ اپنے پوتوں کو دیکھ کر نہایت مسرور ہوئے ۔ اور خدائے عزّوجل کا شکریہ ادا کیا ۔ جب شہر کے پاس پہنچے ۔ تو یُوسفؑ خود شاہانہ ٹھاٹھ اور امیرانہ شان و شوکت سے پیشوائی کو حاضر ہوئے ۔ اس وقت کی کیفیت قلمبند کرنا محال ہے ۔ جب باپ اور بیٹے کی آنکھیں چار ہوئیں ۔ یُوسفؑ کو دیکھتے ہی یعقوبؑ گھوڑے پر سے اُتر کر بیٹے کو گلے لگانے کے لئے دیوانہ وار دوڑے ۔ اُدھر سے یُوسفؑ بھی اُترے ۔ اور ساتھ ہی سب لوگ پیادہ پا ہوگئے ۔ باپ بیٹا گلے مل کر خوشی کا رونا روتے رہے ۔ اور اس قدر روئے کہ اُن کی گریہ وزاری نے سب ہمراہیوں کو بھی رُلا دیا ۔

شہر میں داخل ہوئے ۔ تو شاہِ مصر نے خود ان کا استقبال کیا ۔ کئی دِن تک خوشی کی نوبتیں بجتی رہیں ۔ اور دعوتیں ہوتی رہیں ۔ یوسفؑ

Marfat.com

نے باپ سے ملنے کی خوشی میں ہزاروں غلام آزاد کیئے۔ اور لاکھوں کا زر و جواہر تقسیم کیا۔ پھر اپنے بھائیوں کو علیحدہ علیحدہ محل بنوا دئے۔ اور خاندان کے ہر شخص کو علیٰ قدرِ مراتب انعام و اکرام دے کر سرفراز کیا۔ جس دِن سب کو انعام ملنے والا تھا۔ اُس دِن آپ نے ایک بڑا دربار منعقد کیا۔ خود تخت پر بیٹھے۔ اور اپنے والد اور والدہ کو بھی تخت پر بٹھایا۔ اس وقت سب بھائیوں نے اُن کو سجدہ کیا۔ کیونکہ اُن کی شریعت میں ایسا کرنا جائز تھا۔ اور اس طرح اُن کا وُہ خواب پُورا ہوُا۔

حضرت یعقوبؑ کی خواہش کے مطابق یوسفؑ نے ان کے لئے سرحدِ مصر کے قریب علاقہ جش میں رہنے کو مکان بنوا دیا۔ جہاں وہ ستّر سال تک عبادت کرتے رہے۔ جب یعقوبؑ بیمار ہوئے۔ اور اُن کے مرنے کا وقت قریب پہنچا۔ تب اُنہوں نے یوسفؑ کو بُلوا بھیجا۔ وہ اپنے دونوں بچّوں کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے بیٹے اور پوتوں کو برکت دی۔ اور یہ وصیّت کی۔ کہ میری لاش کو کنعان لے جاکر اپنے خاندان کے گورستان میں دفن کیا جائے۔ بیٹے اور پوتوں کو برکت دینے اور وصیّت کے بعد اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔

Marfat.com

یوسفؑ اپنے باپ کی نعش پر گر پڑے۔ اور اُن کے مُنہ کو چُوما۔ پھر اپنے طبیبوں کو حکم دیا۔ کہ ان کی نعش میں خوشبو بھریں۔ سو قاعدے کے مطابق خوشبو بھری گئی۔ اور ستّر دن ماتم کرنے کے بعد حضرت یُوسفؑ اور اُن کے بھائی فرعون سے اجازت لے کر نعش کو دفن کرنے کے لئے کنعان میں لے گئے۔ اور وہاں بڑے ماتم کے ساتھ اپنے خاندانی گورستان میں دفن کیا۔ اور مصر کو واپس آئے۔ حضرت یعقوبؑ کی ساری عمر ۱۴۷ برس کی ہوئی ؛

حضرت یعقوبؑ کے بعد کئی سال تک حضرت یُوسفؑ دُنیا میں رہے۔ آپ خوشی و خرمی سے زندگی بسر کر رہے تھے۔ کہ مصر کے فرعون ملک ریان کا انتقال ہوگیا ؛

اس کے بعد یوسفؑ کے زمانے میں یکے بعد دیگرے دو بادشاہ مصر کے تخت پر بیٹھے۔ مگر اُنہوں نے آپ کی قدر نہ کی۔ اور آپ کی باتوں پر کان نہ دھرا۔ اس لئے آپ سلطنت کے کام سے کنارہ کش ہوگئے۔ اور ۱۱۰ برس کی عُمر میں آپ کے وصال کا وقت قریب آ پہنچا۔ اس وقت آپ نے اپنے سب سے بڑے بھائی یہودا کو بنی اسرائیل کا سردار کیا۔ اور خود ۲۳۱۷ سنہ آفرینش میں جان بحق تسلیم کی۔ آپ کی نعش میں خوشبو بھری گئی۔ اور آپ کا تابوت مصر ہی میں رکھا گیا ؛

Marfat.com

حضرت ایوبؑ علیہ السلام

ولادت ۲۳۴۴ء - وفات ۲۴۸۴ء آفرینش

حضرت ایوبؑ حضرت عیص ابن اسحٰقؑ کی اولاد میں سے تھے اور حضرت لوطؑ کی بیٹی ان کی ماں تھی۔ آپ بڑے صالح، نیک عابد اور ملک شام کے باشندے تھے۔ اور آپ نے حضرت یوسفؑ کے فرزند افرائیم کی لڑکی بی بی رحمت سے شادی کی تھی۔ آپ بہت آسودہ حال اور صاحب اولاد تھے۔ آپ کے سات بیٹے تھے اور تین بیٹیاں۔ اور دمشق کے قریب بہت سے گاؤں ان کے قبضے میں تھے۔ علاوہ اس کے مویشیوں اور نوکروں چاکروں کی بھی ان کے پاس کثرت تھی۔ لیکن باوجودیکہ آپ کو دنیا کا عیش و آرام حاصل تھا۔ تاہم آپ ذرا بھی غرور نہ کرتے۔ کبھی خدا کی یاد سے غافل نہ ہوتے۔ اور جب تک کئی مسکینوں کو کھانا کھلا اور کپڑا پہنا نہ لیتے۔ اس وقت تک خود نہ کھانا کھاتے۔ اور نہ کپڑا پہنتے تھے بلکہ جوں جوں آپ کی دولت و ثروت میں ترقی ہوتی۔ آپ بیشتر

Marfat.com

سے زیادہ عبادتِ الٰہی میں سرگرمی سے مشغول ہوتے ٭

ایک دن شیطان نے اللہ تعالےٰ سے کہا۔ کہ ایوبؑ کی نکوکاری اور عبادت خالص تیری خوشی کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ اسے تُو نے دُنیا کی ہر نعمت عطا کر رکھی ہے۔ وہ کسی کا مُحتاج نہیں۔ اگر اسے یہ نعمتیں حاصل نہ ہوں تو وہ بالضرور ناشکرا ثابت ہو۔ اور کبھی عبادت نہ کرے + بارگاہِ الٰہی سے جواب ملا۔ کہ نہیں ایوب کی عبادت بالکل خلوصِ دل سے ہے۔ وہ زن و فرزند۔ مال و دولت۔ جاہ و جلال وغیرہ کے لئے عبادت نہیں کرتا۔ بلکہ محض اِس لئے کرتا ہے۔ کہ وُہ مجھے معبودِ حقیقی اور اپنے کو میرا بندہ جانتا اور میری بندگی کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ اگر اس سے مَیں اپنی تمام نعمتیں چھین بھی لُوں۔ تو بھی وہ ناشکرا ثابت نہ ہوگا۔ بلکہ بدستور میری عبادت کرتا رہے گا + پھر خدائے تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ اچھّا مَیں نے تجھے اس کی ہر ایک چیز پر اختیار دیا۔ صرف اس کی ذات پر اختیار نہیں دیا۔ تو ہر طرح اس کی آزمائش کر لے ٭

اب شیطان رُخصت ہوُا۔ کہ حضرت ایوّب کی آزمائش شروع کرے + ایک روز آپ حسبِ معمول عبادتِ الٰہی میں مشغول تھے کہ کسی نے آکر اطلاع دی۔ کہ جنگل میں لٹیروں کا ایک قافلہ آپ

Marfat.com

کے مال مویشی - بھیڑ - بکری وغیرہ پر آ کر گرا - یہ لوگ سب کچھ لوٹ کر لے گئے - اور نوکروں کو قتل کر گئے - کچھ بھی باقی نہیں رہا + آپ نے اس خبر کو سُن کر ذرا بھی پریشانی ظاہر نہ کی - اور صرف یہی کہا - کہ اللہ کی مرضی - اُسی نے دیا تھا - اُسی نے لے لیا + یہ کہہ کر آپ پھر عبادت میں مصروف ہو گئے +

اگلے دِن جب آپ اپنی روزمرّہ کی مطابق یادِ الٰہی مستغرق تھے - تو نوکر دوڑے ہوئے آئے - اور خبر دی - کہ آپ کے مکانات کو آگ لگ گئی - لحظہ بہ لحظہ ہر طرف شُعلے بڑھتے جا رہے ہیں - اور کوئی مکان بھی اس سے نہیں بچا - یہ سُن کر بھی آپ نے پروا نہ کی - اور پھر وہی کہا - کہ جس نے دیا تھا اسی نے لے لیا + اللہ کی مرضی + یہ کہہ کر پھر پوری دلجمعی سے حق تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہو گئے +

آگ کے حادثے کو زیادہ عرصہ نہیں گذرا تھا - کہ آپ کے بچوں کا اُستاد دوڑا دوڑا آیا - اور عرض کیا - کہ حضرت میں کسی کام کو باہر گیا تھا - آپ کے چاروں صاحبزادے اور تینوں صاحبزادیاں پڑھ رہی تھیں - جب میں واپس آیا - تو دیکھا کہ مکان گر پڑا ہے - اور ساتوں بچے دب گئے ہیں + بی بی رحمت نے جو سب بچوں کے

Marfat.com

ایک دم مرنے کی خبر سُنی - تو عنانِ تحمّل ہاتھ سے دے بیٹھیں - اور واویلا کرنے لگیں - مگر حضرت ایوبؑ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کے سوا کچھ نہ کہا - اور بی بی کو بھی صبر کرنے کا حُکم دیا ٭

اِس امتحان کے بعد اللہ تعالےٰ نے شیطان سے کہا - دیکھا تو نے میرے کامل اور صادق بندے کو - رُوئے زمین پر اس جیسا کوئی شخص نہیں ہے - اس پر کتنی مصیبت پڑی - مگر وُہ اپنی عبادت اور نکوکاری پر قائم رہا - شیطان نے جواب دیا - کہ اگر اس کے جسم کو تکلیف دی جائے - تو وُہ تیرے مُنّہ پر تجھے ملامت کرنے اور کُفر بکنے پر تیار ہو جائے گا - اللہ تعالےٰ نے فرمایا - تجھے اجازت ہے تو اس کے بدن کو بھی جو تکلیف دینی چاہتا ہے - دے - مگر اس کی جان نہ جانے پائے - شیطان کو یہ اجازت ملنا نئی سخت آزمائش کی تمہید تھی - چنانچہ انہی ایّام میں آپ کے پاؤں میں چھالا پڑا - جو عبادت کرنے میں ذرا سی رگڑ سے چھل گیا - اور زخم بن گیا - آپ کو عبادتِ الٰہی سے اتنی فرصت کہاں تھی - کہ علاج کر لیتے - بے پروائی کا نتیجہ یہ ہوا - کہ زخم کا گوشت سڑ گیا - اُس میں کیڑے پڑ گئے - اور گھاؤ بڑھتے بڑھتے جسم کے اَور تمام اعضاء تک پہنچ گیا - اور ہر زخم کا یہی حال تھا - کہ اس میں کیڑے پڑے ہوئے تھے ٭

Marfat.com

اٹھارہ برس تک آپ اس مرض میں مبتلا رہے۔ اس عرصے میں آپ کی یہ حالت ہوگئی۔ کہ اگر آپ کو ایک جگہ سے دُوسری جگہ لے جانا ہوتا۔ تو شاگرد ٹاٹ میں لپیٹ کر اٹھلتے۔ رفتہ رفتہ عام لوگ آپ سے نفرت کرنے لگے۔ اور اس خیال سے آپ سے الگ رہنے لگے۔ کہ یہ بیماری کہیں ان کو بھی نہ لگ جائے۔ یہ نفرت وعداوت اس درجہ بڑھی۔ کہ آخر اُن کے گاؤں کے لوگوں نے اُن کو اپنے ہاں سے نکال دیا۔ اور حضرت ایوبؑ کے شاگرد آپ کو دُوسرے گاؤں میں لے گئے۔ چند روز کے بعد دُوسرے گاؤں والوں نے بھی وہی سلوک کیا۔ اور اسی طرح آپ کے شاگرد آپ کو سات مختلف گاؤں میں لے گئے۔ مگر کسی گاؤں کے لوگوں نے آرام سے رہنے نہ دیا۔ آخر آپ کے شاگرد آپ کو دمشق اور رملہ کے درمیان ایک جنگل میں لے گئے۔ اور وہاں ایک درخت کے سائے میں لٹا دیا۔ شاگرد بھی کب تک صبر کرتے۔ چند دن کے بعد وُہ بھی آپ کو چھوڑ گئے۔ اور اب صرف آپ کی بیوی رحمت آپ کی خدمت کے لئے تن تنہا رہ گئیں۔

اگرچہ ایوبؑ اس حالت کو پہنچے۔ مگر اُنھوں نے اف تک نہ کی اور برابر خدا کی عبادت میں لیٹے ہی لیٹے مشغول رہے۔ اور ہمیشہ خدا سے دُعا مانگا کرتے۔ کہ اے خدا۔ تُو ہی ہمارا مالک ہے۔ تُو نے

Marfat.com

ہی سب کچھ دیا تھا - اور تو نے ہی لے لیا - اب وہ میری سرداری کہاں! مَیں تیرا عاجز بندہ ہُوں - تو مجھ پر رحم کر ٭

بی بی رحمت دن بھر آپ کی خدمت میں لگی رہتیں - خود محنت و مشقت کرتیں - اور جو کما کر لاتیں شوہر کو کھلاتیں ٭

ایک روز بی بی رحمت حسبِ معمول دن بھر کام کرنے کے بعد حضرت ایوبؑ کے لئے کھانا لئے آ رہی تھیں - کہ اُن کو راستے میں ایک کافر ملا - جس نے اُن کی پریشانی کا سبب پُوچھا ٭ آپ نے اپنے شوہر کی علالت اور اپنی مصیبت کا حال کہہ سنایا - اس شیطان صفت کافر نے کہا - میں آپ کو ایک دوا بتاتا ہُوں - آپ وُہ کریں - تو آپ کے شوہر ضرور اچھے ہو جائیں گے ٭ بی بی رحمت نے پُوچھا - وُہ کیا؟ تو اُس نے کہا - کہ آپ اپنے شوہر کو شراب پلائیں - اور سُور کا گوشت کھلائیں ٭ بی بی رحمت نے حضرت ایوبؑ کے پاس پہنچتے ہی سب حال کہہ سنایا - اور عرض کی کہ آپ ضرور یہ دوا استعمال کریں ٭ حضرت ایوبؑ ان ناپاک چیزوں کے نام سُن کر سخت ناراض ہوئے - اور بی بی رحمت سے فرمایا - کہ تو مجھے گنہگار کرنا چاہتی ہے میں اچھا ہو لُوں - تو تجھے سو دُرّے مارُوں گا ٭

اسی علالت کے زمانے میں سوداگروں کا ایک قافلہ حضرت

Marfat.com

ایوبؑ کے پاس سے گذرا - ان میں سے بعض نے بی بی رحمت سے پوچھا - یہ شخص کون ہے ؟ اُنہوں نے فرمایا - یہ میرے خاوند حضرت ایوبؑ خُدا کے پیغمبر اور نیک بندے ہیں ۔

قافلے میں سے ایک شریر بول اٹھا " واہ نیک کی بھی ایک ہی کہی - نیک ہوتے تو اِس مصیبت میں کیوں پڑتے ؟ خدا کسی کو بے گُناہ نہیں پکڑتا - اس شخص نے ضرور کوئی بھاری گناہ کیا ہوگا - کہ خدا نے اس پر اتنا عذاب نازل کیا ہے ۔ یہ سُن کر حضرت ایوبؑ کے دِل پر سخت صدمہ ہوُا - وہ زار زار روئے - اور کہنے لگے بے شک - خدا کے سوا کون جانتا ہے - کہ مَیں نے کون کون سے گُناہ کیے ہیں - اور ان میں سے کس گناہ کے عوض مجھے یہ سزا مل رہی ہے ۔ آپ یہ فرما ہی رہے تھے - کہ غیب سے آواز آئی - اے میرے بندے ایوبؑ ! یہ بلا نہیں - بلکہ رحمت ہے - تو آزمائش میں پُورا اُترا - دُکھ درد تکلیف میں تو مجھے نہیں بھُولا - اب مَیں تجھے انعام دوُں گا - زمین پر پاؤں مار ۔ حضرت ایوبؑ نے زمین پر پاؤں مارا - فوراً وہاں سے ایک چشمہ پھُوٹا - آواز آئی - اس میں نہاؤ ۔ حضرت ایوبؑ اس میں نہانے اُترے - جوُں ہی ڈُبکی لگا کر سر پانی سے باہر نکالا - ان کا جسم بالکل پاک وصاف تھا - اس میں مرض کا نام و نشان نہ تک

Marfat.com

باقی نہ تھا۔ بلکہ حسن و خوبصورتی آگے سے دس حصے بڑھ گئی تھی ۔

اُوپر سے ایک چادر گری۔ جسے حضرت نے اوڑھ لیا۔ اور آپ پاس ہی ایک پل پر بیٹھ کر خدا کی حمد کرنے لگے۔ وہ چشمہ آج تک موجود ہے۔ اور اب بھی لوگ بیماریوں کے علاج کے لئے دُور دُور سے اس میں نہانے آتے اور شفا پا کر جاتے ہیں ۔

جب حضرت ایوبؑ اچھے ہوئے۔ اس وقت بی بی رحمت پاس نہ تھیں۔ بلکہ وُہ حسب معمول شہر کو چلی گئی تھی۔ تاکہ محنت و مزدوری کر کے خاوند کے لئے کھانے کو لائیں۔ جب وُہ شام کو آئیں۔ تو حضرت ایوبؑ کو اُن کی جگہ نہ پاکر سخت حیران ہوئیں۔ وُہ ڈریں۔ کہ کہیں اُن کو کوئی بھیڑیا تو نہیں کھا گیا ہے۔ اِس لئے وہ بہت روئیں اور کہنے لگیں۔ ہائے افسوس۔ اتنی مدت جس کے لئے مصیبت اُٹھائی دُکھ سہا۔ رنج اُٹھایا۔ آخری وقت میں اس سے ملاقات بھی نہ ہوئی نہ اپنی کہی نہ اُن کی سُنی۔ اگر مجھے معلوم ہوتا۔ تو میں آج کبھی شہر کو نہ جاتی ۔

بی بی رحمت اس طرح واویلا کر رہی تھیں۔ کہ اُن کی آواز حضرت ایوبؑ کے کان میں پڑی۔ وہ فوراً ان کے پاس آئے۔ تاکہ اُن کو تسلی دیں۔ لیکن بی بی رحمت نے پہلی نظر میں ایوبؑ کو نہ پہچانا۔ اِس لئے

Marfat.com

حضرت ایوبؑ نے انجان بن کر بی بی سے پوچھا "کیوں بی آپ کیوں روتی ہیں"؟ بی بی رحمت نے جواب دیا۔ کہ میرے خاوند یہاں بیمار پڑے تھے۔ میں شہر کو گئی تھی۔ کہ اُن کے لئے کچھ کھانے کو لاؤں۔ آئی تو وُہ موجود نہیں۔ شاید ان کو کوئی بھیڑیا کھا گیا ہے۔ حضرت ایوبؑ نے پوچھا۔ آپ کے خاوند کی شکل وصورت کیا تھی؟ بی بی رحمت نے جواب دیا۔ "بس ہوبہو آپ کی شکل وصورت کے تھے۔ لیکن تھے بیمار اور اُن کے تمام بدن میں کیڑے پڑے ہوئے تھے۔ حضرت ایوبؑ نے فرمایا۔ بی بی مجھے پہچانو۔ بی بی رحمت نے جو پھر غور سے دیکھا۔ تو فوراً پہچان لیا۔ خوش ہو کر خدا کی رحمت کا حال پوچھا۔ حضرت ایوبؑ نے سارا حال کہہ سنایا۔ اور پانی کا چشمہ دکھایا۔ بی بی رحمت خدا کا شکر بجا لائیں۔ اور میاں بیوی خدا کی حمد کا گیت گاتے گھر کو واپس آئے۔

گھر آکر حضرت ایوبؑ نے چاہا۔ کہ بی بی کو سو دُرّے ماریں اور اپنی قسم جو اللہ کے حضور کھائی تھی پوری کریں۔ اسی وقت وحی نازل ہوئی۔ اور خدا کا حکم آیا۔ کہ دیکھ ایوبؑ! جب تیرے پاس مال ودولت۔ جاہ وحشمت۔ زروزیور تھا تو تیرے پاس ہزاروں لونڈی غلام تھے۔ سینکڑوں دوست احباب اور بیسیوں رشتہ دار

Marfat.com

تھے۔ لیکن جب تیری آزمائش کا وقت آیا۔ تو سب بھاگ گئے۔ اور
کسی نے تیرا ساتھ نہ دیا۔ لیکن تیری یہ بی بی صابر شاکر اور وفادار رہی
یہ سزا کی مستوجب نہیں۔ بلکہ سزاوارِ انعام ہے۔ تاہم تو سو سینکوں کی
ایک جھاڑو اُٹھا کر اُسے آہستہ سے مار کہ تیری قسم پوری ہو جائے ؎

حضرت ایوبؑ نے ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد دونوں میاں بیوی
آرام و خوشی سے رہنے لگے۔ خدا نے اُن کے صبر و استقلال سے خوش
ہو کر ان کو پہلے سے زیادہ اولاد دی۔ اور بیشتر سے زیادہ مال و منال
عطا کیا۔ اور گریۂ یعقوبی سے بڑھ کر صبر ایوبی مشہور ہو گیا ؎

حضرت ایوبؑ کی شریعت حضرت ابراہیمؑ کی شریعت کے مطابق
تھی۔ آپ نے ایک سو چالیس سال دُنیا کے رنج و راحت کے مزے
اُٹھائے۔ اور پھر سنہ ۲۴۸۴ آفرینش میں ہمیشہ کے لئے قبر میں آرام
کی نیند جا سوئے ؎

Marfat.com

بنی اسرائیل پر فرعون کا ظلم

حضرت یوسفؑ کے انتقال کے بعد بنی اسرائیل یعنی یعقوبؑ کی اولاد مصر میں ہی بستی رہی۔ اور خدا نے اپنے فضل و کرم سے اُن کے ہر کام میں برکت دی۔ چنانچہ وہ خوب بڑھی اور برومند ہوئی۔ اور مصر کی سرزمین ان سے معمور ہو گئی۔ مگر کچھ عرصے کے بعد وہ بادشاہ جو حضرت یوسفؑ پر مہربان تھا مر گیا۔ اور اس کی جگہ نیا بادشاہ تخت پر بیٹھا۔ تو وُہ بنی اسرائیل کی روز افزوں ترقی سے بہت گھبرایا۔ اور اس نے مصر کے سربرآوردہ لوگوں کو بلا کر اُنہیں بنی اسرائیل کی نوآبادی اور قوّت کی طرف متوجّہ کیا۔ اور کہا۔ کہ ہمیں ان کے بابت میں جلد کوئی دانشمندانہ طریق اختیار کرنا چاہیئے۔ ورنہ اگر یہ قوم اسی طرح قوّت پکڑتی گئی۔ تو ملک کے لئے سخت خطرے کا موجب ثابت ہو گی۔ غرض بادشاہ اور اُس کے وزیروں نے مشورہ کر کے بنی اسرائیل کا زور گھٹانے کیلئے کچھ قواعد تجویز کیے۔ جو لوگ اُن میں آسودہ حال تھے اُن پر خراج لگایا۔ اور خراج وصول کرنے والوں کو ہدایت کی۔ کہ وہ اُن پر سختی

Marfat.com

گیا گریں۔ نیز مصر میں جو سرکاری عمارتیں بنتی تھیں۔ اُن کی تعمیر کیلئے بنی اسرائیل کو اینٹ گارے کے کام پر لگانے کا حکم دیا۔ اور رفتہ رفتہ اہلِ مصر تمام خدمتی کام بنی اسرائیل سے لینے لگے۔ جس سے ان لوگوں کی زندگی بالکل تلخ ہو گئی۔ اسی پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ ان کی آبادی کو روکنے کے لئے مصر کی دائیوں کو یہ بے رحمی کا حکم دیا گیا۔ کہ عبرانی عورتوں کے جو بچہ پیدا ہو۔ اگر وہ لڑکا ہو۔ تو اسے فوراً مار دو۔ اور اگر لڑکی ہو تو خیر جینے دو۔ سب سے بڑی مصیبت یہ تھی۔ کہ مظلوم بنی اسرائیل مصر چھوڑ کر اپنے وطن جانا چاہتے تھے۔ تو مصر سے نکلنے کی اجازت نہیں ملتی تھی۔ ملک بھر میں کوئی بندۂ خدا ایسا نہ تھا۔ جو ان غریبوں کے حق میں ہمدردی رکھتا۔ اور کلمۂ خیر کہتا ۔

Marfat.com

موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوتے ہیں

ولادت سنہ ۲۴۴۳ - وفات سنہ ۲۵۵۳ آفرینش

ولید ابنِ مصعب نے جو اس زمانہ میں فرعون مصر تھا - بنی اسرائیل پر بہُت ظلم ڈھلئے - یہ نہایت بد عقیدہ شخص تھا - اس نے لوگوں سے پہلے تو بتوں کی پرستش کرائی - اس کے بعد خود خدائی کا دعویٰ کیا - اور لوگوں کو مجبور کیا - کہ وہ اسے سجدہ کریں + بنی اسرائیل خدا پرست قوم تھی - وہ ایسی کفر کی باتوں کو کب ماننے والے تھے + انھوں نے اس کی یہ بات ہرگز نہ مانی - اس کی خدائی سے انکار کیا - اور اپنے باپ دادا کی سچّی شریعت پر قائم رہے - اس کے بدلے میں فرعون نے انہیں بے انتہا سخت اذیّتیں دیں - ان سے پتھر ڈھوائے - انہیں اینٹ گارے کے کام پر لگایا - محل بنوائے - اور ہر طرح کا بیگار کا کام ان سے لیا +

کہتے ہیں - ایک رات اُس نے خواب میں دیکھا - کہ ایک پیر مرد سامنے کھڑا ہے - اس کے ہاتھ میں ایک بڑی ترازو ہے + دفعتہً اس

Marfat.com

بڈھے نے مصر کے نام بڑے بڑے امیروں کو ایک جگہ باندھ کر ایک پلڑے میں رکھ دیا۔ اور ایک بھیڑ کا بچہ دُوسرے پلڑے میں رکھا۔ اس کے بعد جو ترازو کو اٹھایا۔ تو بھیڑ کے بچے کا پلڑا ہی جھکتا رہا۔ اِس وحشت ناک خواب کے دیکھنے سے وہ نہایت پریشان اور بیقرار ہوا۔ صُبح کے وقت دربار میں اُس نے خواب بیان کیا۔ اور داناؤں سے تعبیر پُوچھی۔ بڑے بڑے معبّر اس کی تعبیر سے عاجز آ گئے۔ آخر بلعم بن باعور نے جو ایک زبردست نجومی تھا۔ عرض کی۔ کہ جہاں پناہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ بنی اسرائیل میں کوئی ایسا شخص پیدا ہوگا۔ جو اُن کو آزاد اور آپ کی سلطنت کو برباد کر دے گا۔ فرعون نے جب یہ سُنا۔ تو دائیوں کو حکم دیا۔ کہ بنی اسرائیل میں جتنے لڑکے پیدا ہوں۔ وُہ سب قتل کر دئے جائیں۔ پانچ سال تک اس حکم پر عمل رہا۔ اور اس ظالم سفّاک نے بنی اسرائیل کے ہزاروں بچّے قتل کرا دئے ؛

جب حضرت موسیٰؑ پیدا ہوئے۔ تو خدا نے اُن کی والدہ کی طرف وحی بھیجی۔ کہ تُو بے خوف بچّے کو دُودھ پلاتی رہ۔ اور اگر کسی طرح کا کھٹکا معلوم ہو۔ تو بچّے کو صندوق میں رکھ کر دریا میں بہا دینا۔ اور ذرا رنج دِل میں نہ لانا۔ کیونکہ ہم اس کو صحیح سالم تیرے پاس پہنچا دینگے ؛

دائی جو اُن کی ماں پر مقرّر تھی۔ اسے اس خوبصورت بچّے پر

Marfat.com

بہت پیار آیا - اور اس کی ماں سے کہا - اے بی بی غم نہ کر - مَیں اس لڑکے کو ظاہر نہ کروں گی - اور کہہ دُوں گی - کہ مری ہوئی لڑکی پیدا ہوئی تھی - مَیں نے اسے زمین میں دبا دیا ۔ لیکن خبردار اس بچّے کو تیرے رشتے دار اور ہمسائے بھی نہ دیکھنے پائیں ۔ غرض تین مہینے تک ماں نے اُسے چھپائے رکھا - لیکن اس سے زیادہ دیر تک نہ چھپا سکی آخر اس نے خُدا کے حکم کے مطابق ٹوکرے کی طرح سرکنڈوں کا ایک صندوق بنایا - اور اس پر رال وغیرہ لگائی - تاکہ پانی اس میں اثر نہ کرے - اور اس میں بچّے کو رکھا - پھر اس صندوق کو جھاؤ کے جھاڑ میں چُھپا کر دریائے نیل میں بہا دیا - اور خود کلیجے پر پتّھر رکھ کر واپس چلی آئی ۔

دل تو چاہتا تھا - کہ کلیجے کا ٹکڑا جب تک بہتا نظر آئے - اسے دیکھتی رہے - مگر ڈر لگتا تھا - کہ شاہی جاسوس اس پر شبہ کریں گے - ادھر مامتا چین سے بیٹھنے نہ دیتی تھی ۔ آخر بیٹی کو بھیجا - اور کہا - کہ تم اس کے پیچھے جاؤ - اور دیکھو کیا ہوتا ہے - مگر دُور دُور رہنا - کہ کوئی تم پر شُبہ نہ کرے - چنانچہ بچّہ بچارا دریا میں بہا جا رہا تھا - اور اس کی غم زدہ بہن کنارے کنارے اس کے پیچھے چلی جا رہی تھی ۔

Marfat.com

موسیٰ فرعون کے گھر میں

خدا کی قدرت دیکھو۔ فرعون کی بیٹی اپنی سہیلیوں سمیت دریا پر غسل کرنے آئی تھی۔ اُس نے دیکھا۔ کہ ایک صندوق بہتا آرہا ہے خواصوں کو بھیجا۔ کہ جاؤ وہ صندوق میرے پاس لے آؤ۔ وُہ لائیں کھولا۔ تو دیکھتی کیا ہیں۔ کہ ایک چاند سا خوبصورت بچہّ اس میں پڑا ہے۔ وُہ اسے دیکھ کر رونے لگا۔ اسے اس پر بہت رحم آیا۔ اور بولی۔ صوُرت شکل سے یہ کسی عبرانی عورت کا بچہّ معلوم ہوتا ہے۔ اتنے میں اس بچےّ کی بہن بھی انجان سی بن کر پاس آکھڑی ہوئی۔ اور فرعون کی بیٹی سے کہا۔ کہ کہئے تو مَیں عبرانی عورتوں میں سے اس بچےّ کو دُودھ پلانے کے لئے کوئی انا لے آؤں؟ فرعون کی بیٹی نے کہا۔ کہ ہاں جا۔ چنانچہ وُہ لڑکی گئی۔ اور اپنی ماں کو ہی بُلا لائی۔ اور فرعون نے ان کی ماں کو معقول تنخواہ پر انا مقرر کیا۔ بچہ اپنی ماں کا دُودھ بہت رغبت سے پینے لگا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت اور حکمت سے اس بچےّ کے دُشمنوں کے دِلوں میں اس کی محبت ڈال دی۔ اور انہیں کو اس کی پرورش کا ذمہّ دار کیا۔ فرعون کی بیٹی نے اس بچےّ کا نام موسیٰؑ رکھا۔ موسیٰؑ کے معنی

Marfat.com

ہیں "پانی سے نکالا ہوا"۔

موسیٰؑ ایک قبطی کو قتل کرتے ہیں

جب موسیٰؑ ذرا جوان ہوئے۔ تو وہ باہر پھرتے اور زمانے کے حالات دیکھتے۔ وہ اپنی قوم کے لوگوں کو مصیبت میں گرفتار دیکھ کر بہت کڑھتے۔ اور جہاں تک بن پڑتا اُن کی مدد کرتے۔ ایک دِن وہ شہر میں پھر رہے تھے۔ اُنہوں نے دیکھا۔ کہ ایک قبطی یعنی مصری نے ایک اسرائیلی جوان کو پکڑ رکھا ہے۔ اور اُسے مار رہا ہے۔ مُوسیٰؑ کو نہایت غصہ آیا۔ اُنہوں نے اس مصری کو ایسا گھونسا مارا۔ کہ وہ مر گیا۔ موسیٰؑ کو اس کے مرجانے کا بہت افسوس ہُوا۔ اور اُنہوں نے خدا سے دُعا کی۔ کہ اے میرے پروردگار مَیں نے اپنے اُوپر بڑا ظلم کیا۔ تُو میرا گناہ معاف فرما۔ اللہ تعالےٰ نے اُن کا گناہ معاف فرمایا۔

دُوسرے دِن جب موسیٰؑ باہر گئے۔ تو اُنہوں نے دیکھا۔ کہ دو اسرائیلی آپس میں لڑ رہے ہیں۔ موسیٰؑ نے اس کو جو اُن میں ناحق پر تھا۔ کہا کہ تو کیوں اپنے بھائی کو مارتا ہے۔ یہ سُن کر اُس نے کہا۔ کہ تُو ہمارا کوئی حاکم یا منصف ہے۔ کہ ہمارے معاملوں میں دخل دیتا ہے۔ کیا تُو چاہتا ہے۔ کہ کل والے مصری کی طرح مجھے بھی مار ڈالے؟

Marfat.com

تب موسیٰؑ نے جانا - کہ میرا راز فاش ہو گیا - اس لئے وُہ فرعون کے پاس نہ گئے۔ اتنے میں کسی خیر خواہ نے آن کر موسیٰؑ کو خبر دی - کہ فرعون کے درباری تیرے مار ڈالنے کی فکر میں ہیں - اپنی خیر چاہتا ہے - تو یہاں سے بھاگ جا - تاکہ کسی آفت میں گرفتار نہ ہو جائے ؛

موسیٰؑ مدین میں

حضرت موسیٰؑ یہ سُن کر ڈرے - اور بے سرو سامان اکیلے بے یار وبے مددگار شہر سے نکل بھاگے - اور خدا سے دُعا کی - کہ اے پروردگار مجھے اس ظالم قوم سے بچائیو۔ اس کے بعد موسیٰؑ وہاں سے بھاگ کر مدین میں گئے - اور ایک کنویں کے پاس جا بیٹھے۔ اس زمانے میں مدین میں شعیبؑ نام ایک بزرگ رہتے تھے - ان کی سات بیٹیاں تھیں - ان میں سے دو لڑکیاں کنویں پر اپنی بکریوں کو روکے کھڑی تھیں - اور چرواہے اپنے مویشیوں کو پانی پلا رہے تھے۔ موسیٰؑ نے اُن کی مدد کی - اور اُٹھ کر بہت سے ڈول پانی کے نکالے - اور جو کچھ بھر کر اُن کی بکریوں کو پانی پلایا۔ موسیٰؑ دن بھر کے تھکے ماندے بھوکے پیاسے تھے - ایک سایہ دار درخت کے نیچے جا بیٹھے - اور اللہ سے دُعا کی کہ اے میرے پروردگار - میں سخت حاجت مند ہوں - تو اپنے خوانِ

Marfat.com

کرم سے کوئی نعمت بھیج۔ وہ لڑکیاں جب گھر پہنچیں۔ تو باپ نے پُوچھا کہ آج تم سویرے کس طرح واپس آئیں؟ وہ بولیں۔ کہ آج ایک پردیسی جوان کنویں پر آیا۔ اس نے ہماری بکریوں کو پانی پلایا۔ شعیب نے کہا۔ کہ وہ آدمی کہاں ہے۔ تم اسے کیوں چھوڑ آئیں؟ اسے بُلا لاؤ۔ کہ یہاں آکر روٹی کھائے۔ شعیب کی بڑی بیٹی صفورہ موسیٰؑ کے پاس شرماتی ہوئی گئیں۔ اور انہیں اپنے باپ کے پاس لے آئیں۔ شعیب نے موسیٰؑ سے ان کا حال پُوچھا۔ موسیٰؑ نے سارا معاملہ مصر کا سُنا دیا۔ شعیب نے اُن کی بہت خاطر داری کی۔ اپنے پاس رکھا اور اپنی بیٹی صفورہ کا نکاح ان کے ساتھ کر دیا۔ مہر یہ قرار پایا۔ کہ موسیٰؑ آٹھ برس تک شعیب کی بکریاں چرایا کریں۔ چنانچہ موسیٰؑ اپنے اقرار سے بُہت زیادہ شعیب کے پاس ٹھہرے۔ اور ان کی بکریاں چراتے رہے۔

آخر اپنی بیوی صفورہ کو وہاں سے لے کر چلے۔ جاڑے کا موسم تھا۔ راستے میں ایک دن دُھواں دھار بادل نمودار ہُوا۔ اور سردی بھی شدت سے پڑی۔ حضرت موسیٰؑ رستہ بھُول گئے۔ آخر انہیں طور سینا کے پہاڑ کی طرف ایک روشنی سی نظر آئی۔ اُنہوں نے بیوی سے کہا۔ کہ وہ آگ دکھائی دیتی ہے۔ تم یہاں ٹھہرو تو مَیں

Marfat.com

آگ لاؤں۔ تاکہ تم تاپو۔ وہاں ضرور کوئی آدمی بھی ہوگا۔ اس سے رستہ بھی پُوچھوں گا۔ یہ کہہ کر موسیٰؑ اس کی طرف گئے۔ دیکھا کہ ایک شعلہ میدان کے دائیں طرف روشن ہے۔ چاہا کہ لاٹھی بڑھا کر اس سے آگ لیں۔ اتنے میں ایک آواز آئی۔ کہ اے موسیٰؑ یہ آگ نہیں ہے۔ مَیں ہُوں تیرا اور سب کا پروردگار! موسیٰ کا دِل ہیبت سے دھڑکنے لگا۔ پھر بھی جی مضبوط کیا۔ اور لاٹھی ٹیک کر کھڑے ہو گئے۔ جنابِ باری سے ارشاد ہُوا۔ کہ اے موسیٰؑ۔ اپنی جُوتیاں پاؤں سے اُتار ڈال۔ کیونکہ جہاں تو کھڑا ہے۔ وہ طویٰ کا پاک میدان ہے۔ موسیٰؑ نے جھٹ جُوتیاں اُتار ڈالیں۔ اور مؤدب کھڑے ہو گئے۔ آواز آئی۔ اے موسیٰؑ تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟ موسیٰؑ نے کہا۔ یہ میری لاٹھی ہے۔ اس پر مَیں ٹیک لگاتا ہُوں۔ بکریوں کے لئے پتّے جھاڑتا ہُوں۔ اور اس سے اَور بھی بُہت سے کام لیتا ہوں۔ فرمایا اسے پھینک دے۔ جُوں ہی موسیٰؑ نے اسے زمین پر پھینکا۔ وُہ لاٹھی ایک خوف ناک اژدھا بن کر ہر طرف حرکت کرنے لگی۔ موسیٰؑ ڈرے۔ حکم ہُوا خوف نہ کر۔ آگے بڑھ کر اسے پکڑ لے۔ یہ پھر ویسی ہی ہو جائے گی۔ موسیٰؑ نے سنبھل کر اُسے پکڑ لیا۔ وہ پھر لاٹھی کی لاٹھی ہو گئی ؂

Marfat.com

پھر ارشاد ہوا۔ اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر باہر نکال۔ موسےٰؑ نے اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر باہر نکالا۔ تو وہ آفتاب سے بھی زیادہ روشن تھا۔

جب یہ دو معجزے مرحمت ہو چکے۔ تو ارشاد ہوا۔ کہ تو فرعون کے پاس جاکر اُسے ہدایت کر۔ کہ وہ دینِ حق اختیار کرے۔ اور بنی اسرائیل پر ظلم کرنا چھوڑ دے۔ اور انہیں اپنے وطن جانے کی اجازت دے۔ حضرت موسیٰؑ نے درخواست کی۔ الٰہی اس امر میں میرا بڑا بھائی ہارونؑ میرا شریک ہو۔ کیونکہ میری زبان میں لُکنت ہے۔ اور وُہ مجھ سے زیادہ خوش بیان ہے۔ اور ہاں تجھ کو معلوم ہے۔ کہ میرے ہاتھ سے ایک قبطی کا خون ہو چکا ہے۔ اس لئے یہ بھی خوف ہے۔ کہ اس کے بدلے مجھے پکڑ کر نہ مار ڈالیں۔ خدا نے فرمایا نہیں ایسا نہیں ہوگا۔ تو کچھ خوف نہ کر۔ ہم تیرے ساتھ ہیں۔ پھر خدا نے ہارون کو حکم دیا۔ کہ تو بیابان میں جاکر موسیٰؑ سے ملاقات کر۔ وہ گیا۔ اور موسیٰؑ سے ملا۔ اور اُنہوں نے خدا سے ہمکلام ہونے اور معجزوں کا سب حال سُنایا۔

Marfat.com

حضرت موسیٰ فرعون کے دربار میں

اس کے بعد حضرت موسیٰ اور ہارونؑ مصر کو گئے۔ اور بنی اسرائیل کے بزرگوں کو ایک جگہ جمع کیا۔ اور ہارونؑ نے انہیں خدا سے ہمکلام ہونے اور معجزے عطا فرمانے کا قصّہ سنایا۔ چنانچہ موسیٰؑ نے ان کی آنکھوں کے سامنے وہ معجزے دکھائے۔ تب وہ لوگ ایمان لائے + اس کے بعد موسیٰؑ اور ہارون فرعون کے دربار میں گئے۔ اور موسٰےؑ نے فرعون سے کہا۔ کہ خدا نے مجھے تیرے پاس اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے۔ تیرے لئے بہتر یہ ہے۔ کہ تو خدا کی عبودیت کا اقرار کرے۔ بنی اسرائیل سے جو اینٹیں بنوانے کا کام لیتا ہے۔ ان پر یہ ظلم کرنا چھوڑ دے۔ اور اُنہیں میرے ساتھ اپنے وطن کو جانے دے + فرعون ان کی باتیں سُن کر ہنسا۔ اور کہنے لگا۔ کہ تو وہی نہیں۔ جو ہمارے پاس بجائے فرزند کے رہا۔ اور ہم نے ہی تجھے پالا۔ اور تجھے یاد ہوگا۔ کہ تُو نے ایک بے گناہ قبطی کو مار ڈالا تھا۔ اور ہم نے تجھے کچھ نہ کہا۔ اب ہمیں سے تُو باتیں بنانے آیا ہے! موسٰےؑ نے کہا کہ قتل کا گُناہ مجھ سے بھُول میں سرزد ہوُا۔ اور مَیں اسی کے ڈر سے آپ کے ہاں سے بھاگ گیا۔ اور جو احسان آپ مجھے جتاتے

Marfat.com

ہیں تو وُہ یہی احسان ہے۔ کہ میری قوم کو آپ نے اپنی غلامی میں ڈال رکھا ہے ؛ فرعون نے کہا۔ تُو مجھے کس خدا کی عبادت کرنے کو کہتا ہے۔ میں نہیں جانتا وُہ کون ہے۔ نہ مَیں نے کبھی اس کی آواز سُنی مَیں بنی اسرائیل کو ہرگز نہیں جانے دُوں گا۔ اور تم میرے سوا کسی اَور خدا کو مانو گے۔ تو مَیں تمہیں قید کر دوں گا ؛ موسیٰؑ نے کہا۔ اگر مَیں آپ کو خدا کی طرف سے نشانیاں دکھاؤں تو بھی ؟ فرعون نے کہا۔ اگر تو خدا کا سچّا رسول ہے۔ تو کوئی معجزہ دکھا ؛ حضرت موسیٰؑ نے اپنی لاٹھی ہاتھ سے پھینکی۔ تو وُہ ایک خوفناک اژدھا بن گیا ؛ فرعون ڈر گیا۔ اور کہا۔ کہ اگر تم اس بلا کو دفع کر دو گے۔ تو مَیں ایمان لے آؤں گا ؛ موسیٰؑ نے لپک کر اس اژدہا کو پکڑ لیا۔ وُہ پھر لاٹھی کی لاٹھی ہو گئی ؛

اس کے بعد موسیٰؑ نے اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر باہر نکالا۔ اس کی روشنی سے سب کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں۔ پھر ہاتھ گریبان میں ڈالا۔ تو ہاتھ پھر اصلی حالت پر آگیا ؛ فرعون نے اپنے وزیر ہامان سے پُوچھا۔ کہ بولو اب کیا کرنا چاہیئے ؟ اس نے کہا۔ کہ آج تک لوگ تجھے خداوند مانتے ہیں۔ اب آئندہ اگر تو کسی کو اپنا خدا مانے گا۔ تو سخت ذِلت کی بات ہو گی ؛ موسیٰؑ تو کہیں سے جادُو

Marfat.com

سیکھ کر آیا ہے۔ تمام مُلک کے جادوگروں کو بلا کر اس سے مقابلہ کرا دیا جائے۔ بس اس سے فیصلہ ہو جائیگا ؎

فرعون نے دُوسرے دن جادوگروں کو بلا کر انہیں حکم دیا۔ کہ تم ایسا جادو بناؤ۔ جو موسیٰؑ اور اس کے خدا سے نہ بن سکے۔ اگر تم اس پر غالب آ گئے۔ تو تمہیں بہت سا انعام و اکرام دیا جائے گا۔ جادوگروں نے طلسم بنانے شروع کر دئیے۔ اور ایک مقرّرہ دن سب ایک میدان میں جمع ہوئے۔ موسیٰؑ بھی آئے۔ جادوگروں نے اپنی رسّیاں اور لاٹھیاں میدان میں چھوڑ دیں۔ وہ تمام سانپ بن گئے۔ اوّل تو موسیٰؑ کچھ سہمے۔ مگر باری تعالےٰ سے ارشاد ہوا۔ کہ خوف نہ کر۔ اپنی لاٹھی پھینک دے۔ جُوں ہی موسیٰؑ نے اپنی لاٹھی زمین پر پھینکی۔ وہ ایک خوں خوار اژدہا بن گیا۔ اور جتنے سانپ جادوگروں نے بنائے تھے سب کو نگل گیا ؎

جب جادُوگروں نے یہ دیکھا۔ تو سجدے میں گر پڑے۔ اور کہا کہ ہم موسیٰؑ اور اس کے خدا پر ایمان لائے۔ یہ کام جادو کا نہیں ہے یہ جادو کے کاموں سے اعلےٰ اور زبردست ہے ؎

جب فرعون نے یہ دیکھا۔ کہ موسیٰؑ تمام جادُوگروں پر غالب آئے۔ اور جادُوگر اُن کے خدا پر ایمان لے آئے ہیں۔ تو وہ نہایت

Marfat.com

غضب ناک ہوا۔ اور بولا۔ کہ تم بغیر میری اجازت کے موسٰیؑ پر ایمان لائے۔ میں تمہیں سخت عذاب میں مبتلا کروں گا۔ جادوگروں نے جواب دیا۔ کہ ہم نے جو کچھ دیکھا ہے اس پر ایمان لائے ہیں۔ اور یقیناً ہم تجھے اپنے خالق سے زیادہ نہیں سمجھ سکتے۔

حضرت موسٰیؑ نے فرعون سے کہا۔ کہ تو بنی اسرائیل کو مصر سے نکل جانے دے۔ مگر اُس نے نہایت سختی سے انکار کیا۔ اس پر حضرت موسٰیؑ نے خدا سے دُعا مانگی۔ کہ الٰہی اب اس کا ظلم انتہا تک پہنچا۔ اب اس پر عذاب نازل فرما۔

خدائے قہار نے ایک نہایت عظیم طوفان مصر میں برپا کیا۔ آندھی۔ بارش اور اولوں سے فصلیں تباہ ہوگئیں۔ دریائے نیل چڑھ آیا۔ باغات۔ مکان اور کھیت برباد ہوگئے۔ تب تو فرعون بہت گھبرایا۔ اور اس نے موسٰیؑ کو بلا کر کہا۔ کہ یہ طوفان کی بلا اپنے خدا سے کہہ کر دُور کراؤ۔ یہ بلا دُور ہوگئی۔ تو میں ایمان لے آؤں گا۔ اور بنی اسرائیل کو مصر سے نکل جانے کی اجازت بھی دے دوں گا۔ موسٰیؑ نے دُعا کی۔ طوفان دُور ہوا۔ اور سبزی اور زراعت بہت ہوئی۔ مگر فرعون اپنے قول سے پھر گیا۔ اور بنی اسرائیل کو نہ جانے دیا۔ نہ وہ خدا پر ایمان لایا۔ تب اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس

Marfat.com

سرزمین پر بہت سی ٹڈیاں بھیجیں۔ جو مصر کی تمام کھیتی باڑی کا ستیاناس کر گئیں۔ فرعون اور اُس کے سرداروں نے موسیٰؑ سے پھر کہا۔ کہ اگر اب کے تو یہ عذاب دُور کرا دے۔ تو ہم ضرور ہی ایمان لے آئیں گے۔ موسیٰ نے دُعا کی۔ ٹڈیاں دُور ہو گئیں۔ مگر فرعون کا دل ویسا ہی سخت رہا۔ اور وُہ ایمان نہ لایا۔ نہ اُس نے بنی اسرائیل کو جانے کی اجازت دی۔

پھر خدا نے ایک عذاب ان پر یہ بھیجا۔ کہ ان کے ملک میں بے شمار مینڈک پیدا کر دئیے۔ یہاں تک کہ فرش پر۔ چارپائیوں پر۔ بستروں میں۔ کھانے کے برتنوں میں۔ تنوروں میں۔ شاہی دفتروں میں اندر باہر سب جگہ مینڈک ہی مینڈک جمع تھے۔ اور ان کے تعفن سے دماغ پھٹے جاتے تھے۔ پھر فرعون نے موسیٰؑ سے کہا۔ کہ تم ہمارے حال پر رحم کرو۔ ہم اس دفعہ ضرور بنی اسرائیل کو تمہارے سپرد کر دیں گے۔ مگر دولتِ ایمان ان کی قسمت میں نہ تھی۔ مینڈکوں کے دُور ہونے پر بھی ان کے ویسے ہی دل سیاہ رہے۔

اس کے بعد خداوندِ تعالٰے نے جُوئیں اس کثرت سے مصر میں پیدا کیں۔ کہ اَور تو اور خود فرعون کے گھر میں۔ اس کے اور اس کی بیویوں اور بچّوں کے سروں اور کپڑوں میں ہزارہا جُوئیں پیدا ہو گئیں۔

Marfat.com

تھوڑی ہی دیر میں سارا مصر اس گندے اور تکلیف دہ عذاب سے گھبرا کر چیخ اُٹھا۔ اور سب نے جمع ہوکر موسیٰؑ سے فریاد کی۔ کہ ہمیں اس بلا سے بچا لے۔ تو ہم ضرور ہی تجھ پر اور تیرے زبردست خدا پر ایمان لے آئیں گے۔ مگر پھر وہی ہوا۔ کہ ادھر جوئیں دُور ہوئیں۔ ادھر وُہ منکر ہو گئے۔ اور فرعون بھی بدستور سیاہ دل رہا ؞

اس کے بعد خدا نے خون کی بارش کی۔ اور جتنا پانی ندیوں نالوں۔ کنوؤں۔ دریاؤں میں تھا سب خون ہو گیا۔ تمام مچھلیاں اور دوسرے آبی جانور مر گئے۔ اور مصریوں کو پینے کے لئے ایک قطرہ پانی میسّر نہ آیا۔ جب پیاسے مرنے لگے۔ تو نہایت درد سے چلّائے۔ کہ اے موسیٰؑ اپنے خدا کے واسطے ہم پر رحم کر۔ یہ عذاب دُور ہو جائے تو ہم ضرور ایمان بھی لے آئیں گے۔ اور بنی اسرائیل کو بھی تیرے سپرد کر دیں گے۔ موسیٰؑ نے دُعا کی۔ عذاب دور ہوا۔ مگر فرعون نہ مانا۔ یہی کہے گیا۔ کہ موسیٰؑ بڑا جادُوگر ہے ؞

عبُورِ بحرِ قلزم

(سنہ ۲۵۱۳ آفرینش)

آخر خداوندِ تعالیٰ نے فرعون کے کفر اور اس کی سرکشی سے

Marfat.com

ناراض ہو کر اس پر اور اس کے تمام ملک پر ایک ایسی بلا بھیجی جس سے وہ اور اس کی سب رعایا چیخ اٹھی۔ یعنی یوں ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ آدھی رات کو مصر کی سرزمین میں سارے پلوٹھے فرعون کے پلوٹھے سے لے کر غریب غربا کے پلوٹھوں تک ہلاک کر دئیے۔ اور تمام ملک میں ماتم برپا ہو گیا۔ کوئی گھر نہ تھا۔ جس سے رونے کی آواز نہ آتی ہو۔ تب فرعون نے نہایت مضطرب ہو کر موسیٰؑ اور ہارونؑ کو رات ہی کو بلایا۔ اور کہا۔ کہ تم فوراً میرے ملک سے نکل جاؤ۔ اور اپنی قوم کو بھی اپنے ساتھ لے جاؤ۔ اور جیسا تم چاہتے ہو جنگل میں جا کر اپنے خدا کی عبادت کرو۔ اور اپنے گلے گائے بیل سب کچھ لے کر یہاں سے چلتے بنو۔

مصر کے بادشاہ اور وہاں کے لوگوں نے ان کو اپنے ملک سے نکالنے کی اس قدر جلدی کی۔ کہ انہیں راتوں رات چلنا پڑا۔ بنی اسرائیل کی تعداد بچوں کے علاوہ قریب چھ لاکھ آدمیوں کے تھی۔ اور مال مویشی کی بھیڑ بھاڑ الگ۔ چلنے سے پہلے موسیٰؑ نے یوسفؑ کی ہڈیاں بھی قبر کھود کر نکال لیں۔ اور بنی اسرائیل نے صف باندھے ہوئے زمین مصر سے نکل کر بحرِ قلزم کے کنارے بیابان کی طرف رخ کیا۔

فرعون نے دینے کو تو اجازت دے دی۔ مگر جب بنی اسرائیل چلے گئے۔ تو وہ اپنی اجازت دینے پر پھر پشیمان ہوا۔ اور بہت جلد اپنا ارادہ بدل کر چھ سَو گاڑیاں جُتوا کر بڑے بڑے سرداروں کے ساتھ بنی اسرائیل کو روکنے کے لئے چلا۔ اور آخر چند گھنٹوں میں اُن کو جا لیا۔ غریب اسرائیلیوں نے جب اپنے پیچھے فرعون کا لشکر آتے دیکھا۔ تو وُہ بے انتہا گھبرائے۔ اور خدا کے آگے بڑی عاجزی سے گڑگڑائے۔ اللہ تعالےٰ نے جو ہر عاجز مصیبت زدہ کی فریاد کو سُننے والا ہے۔ موسیٰؑ کو وحی بھیجی۔ کہ تُو کیوں روکتا ہے۔ بنی اسرائیل سے کہہ کہ وُہ بڑھے چلیں۔ تُو اپنا ہاتھ بڑھا۔ اور سمندر پر عصا مار۔ حضرت موسیٰؑ نے ایسا ہی کیا۔ عصا کے لگتے ہی دریا پھٹ کر دو حصے ہو گیا۔ دائیں بائیں پانی دیواروں کی طرح کھڑا تھا۔ اور نیچے زمین سُوکھی تھی۔ بنی اسرائیل اس میں سے آسانی کے ساتھ گُزر کر پار ہو گئے۔

جب فرعون سمندر کے کنارے پہنچا۔ کیا دیکھتا ہے۔ کہ بنی اسرائیل سمندر کو عبور کر چکے ہیں۔ اور پانی میں خشک راستہ بنا ہوا ہے۔ اس نے بھی اپنا گھوڑا اور سب گاڑیاں گھوڑے سمندر میں ڈال دئے۔ اور سارے لشکر کو اس میں دھکیل دیا۔ ان کا سمندر میں داخل

Marfat.com

ہونا تھا۔ کہ دونوں طرف کا پانی فوراً باہم مل گیا۔ اور وہ سب جہنمی فوراً غرق ہوکر ہلاک ہوگئے۔ موسیٰؑ اور بنی اسرائیل نے اپنے دشمنوں سے نجات پاکر خدائے تعالےٰ کی حمد و ثنا کا گیت گایا۔ حضرت موسیٰؑ کی بہن مریم اور سب عورتوں نے دف بجایا۔ اور دشمن کی ہلاکت کی خوب خوشی منائی۔

اس کے بعد بنی اسرائیل موسیٰؑ کے ساتھ ساتھ چلے۔ جب کچھ دن گذر گئے۔ اور بنی اسرائیل کے پاس جتنا زادِ راہ تھا خرچ ہوگیا۔ تو اُنہوں نے موسیٰؑ سے کہا۔ کہ ہم بھوکے مرتے ہیں۔ اس سے تو بہتر تھا۔ کہ اپنے گھروں میں مرجاتے۔ تو ہمیں خواہ مخواہ بیابان میں خراب و خستہ کرنے کو لایا۔ اپنے خدا سے عرض کر۔ کہ وُہ ہمیں کھانے کو دے۔

حضرت موسیٰؑ نے دُعا کی۔ خداوندِ تعالےٰ نے بنی اسرائیل پر اس طرح کھانے اُتارنے شروع کئے۔ کہ رات کے وقت دھنیے کے سے دانے برف سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھے درختوں کے پتوں اور ان کے تمام فرش پر برستے۔ اور تیسرے پہر کے وقت بٹیر کی قسم کے پرندے اُترتے۔ پہلی چیز کا نام اُنہوں نے من رکھا۔ اور پرندوں کو سلویٰ کہا۔ یہ غیبی خوانِ نعمت اُن پر ہر روز اُترا کرتا تھا۔

Marfat.com

آخر وُہ سفر کرتے کرتے ایک ایسی جگہ جا پہنچے جہاں پانی نہ تھا + بنی اسرائیل نے پھر موسیٰؑ کے پاس فریاد کی + اُنھوں نے جناب الٰہی میں عرض کی۔ ارشاد ہوا۔ کہ اپنا عصا چٹان پر مارو + جُوں ہی حضرت نے اپنی لاٹھی چٹان پر ماری۔ وہاں سے بارہ چشمے صاف اور میٹھے پانی کے جاری ہوئے۔ اور پیاسے بنی اسرائیل پانی پی کر خداوند تعالےٰ کا شکر بجا لائے ؂

جلوۂ طور

سنہ ۲۵۱۳ آفرینش

اسی طرح چلتے چلتے بنی اسرائیل کوہِ سینا کے میدان میں آئے۔ اور پہاڑ کے سامنے خیمے نصب کئے۔ خداوند تعالےٰ نے موسیٰؑ کو پہاڑ پر بلایا۔ موسیٰؑ پہاڑ پر گئے۔ اور جب اُنھوں نے خدا کی باتیں اپنے کانوں سے بلا واسطہ سُنیں۔ ذوق و شوق دیدار نے غلبہ کیا۔ اور نہایت عاجزی سے عرض کی۔ کہ یا الٰہی مجھے اپنا دیدار دکھا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ تو مجھے نہ دیکھ سکے گا۔ لیکن پہاڑ کی طرف دیکھ۔ شاید تو کچھ دیکھ سکے + جُوں ہی موسیٰؑ نے پہاڑ کی طرف نگاہ کی۔ جناب باری کے جلال نے پہاڑ پر جلوہ کیا۔ پہاڑ ریزہ

Marfat.com

ریزہ ہوگیا۔ اور موسٰی جلوۂ حُسنِ خداوندی کی تاب نہ لاکر بے ہوش گر پڑے + جب ہوش آیا۔ تو موسیٰؑ نے عرض کی۔ کہ تُو پاک ذات ہے۔ مَیں اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہُوں۔ اور مَیں سب سے پہلے تیری ذات بے چُون وچرا پر ایمان لانے والا ہُوں ⁂

خداوندِ تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ ہم نے تم کو نبوّت اور اپنے کلام سے برگزیدہ کیا ہے + اب ہم تجھے شریعت اور کتاب دیتے ہیں۔ تاکہ تُو شکر کرے + حضرت موسیٰؑ نے عرض کی۔ کہ میری قوم کے آدمی جب تک اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیں گے۔ کہ شریعت خدا کی طرف سے ملی ہے۔ وہ مجھ پر ایمان نہ لائیں گے۔ مجھے اجازت ہو کہ ہیں ان میں سے چند آدمی یہاں لے آؤں ⁂

اجازت ملنے پر حضرت موسیٰؑ نے آکر بنی اسرائیل میں سے سَتّر آدمی منتخب کئے۔ اور اپنے ساتھ لے کر صُبح کو پھر پہاڑ پر حاضر ہوئے اسی وقت بادل گرجے۔ بجلیاں چمکیں۔ اور پہاڑ پر گھٹا اُمڈی۔ اور قرنا کی آواز بلند ہوئی۔ سب لوگ پہاڑ کے نیچے کھڑے ڈر رہے تھے۔ تمام کوہِ سینا پر اوپر نیچے دُھواں تھا۔ اور پہاڑ ہل رہا تھا۔ اور خدا کے نُور کا شعلہ روشن تھا۔ بجلی کی چمک اور بادل کی گرج سُنکر وُہ ستّر کے ستّر آدمی بے ہوش ہوگئے + موسیٰؑ یہ دیکھ کہ نہایت سراسیمہ

Marfat.com

ہوئے۔ اُنھوں نے کہا۔ کہ اب میں بنی اسرائیل کو کیا مُنہ دکھاؤں گا۔ اور میری رسالت کا کون قائل ہو گا۔ یہ گواہ تو یہیں تلپٹ ہو گئے۔ مگر حضرت موسیٰؑ کی دُعا سے وُہ ستّر آدمی جلد ہوش میں آ گئے ۔

اس کے بعد خداوند تعالےٰ نے موسیٰؑ کو دو لوحیں یعنی تختیاں دیں۔ جن پر احکام توریت لکھے ہوئے تھے۔ اور ساتھ ہی یہ حکم ہوا کہ جا کر اپنی قوم کو سنبھال۔ کہ وہ تو بالکل گئی گذری ہوئی۔ اس کو سیدھے رستے پر چلا ۔

جب موسےٰؑ شریعت لے کر نیچے اُترے۔ تو دیکھتے کیا ہیں کہ تمام بنی اسرائیل ایک سونے کے بچھڑے کی پُوجا کر رہے ہیں غصّے سے بے اختیار ہو گئے۔ اور حضرت ہارونؑ کو جا پکڑا۔ اور فرمایا۔ کہ میں اپنی قوم کو تمہارے سپرد کر گیا تھا۔ اب یہ کیا فتنہ کھڑا کیا ہے۔ کہ یہ لوگ خدا کو بھُول کر بچھڑے کو پُوجتے ہیں؟ ہارونؑ نے کہا۔ کہ یہ میری غلطی نہیں۔ سامری ایک سُنار ہے۔ اس نے یہ بچھڑا بنایا ہے۔ میں عذابِ الٰہی سے اس قوم کو بہت ڈراتا رہا۔ مگر یہ راہِ راست پر نہ آئے۔ آخر موسیٰؑ نے اس بچھڑے کو جلا کر دریا میں پھینک دیا۔ اور اپنی قوم کو خداوند جل وعلا کے احکام سے رُوشناس کرایا ۔

Marfat.com

بنی اسرائیل مدت تک من اور سلویٰ کھاتے رہے۔ اور چشموں کا سرد پانی پیتے رہے۔ مگر خدا کا شکر کرنے کے بجائے انہوں نے موسیٰؑ سے کہا۔ کہ ایک ہی چیز کھاتے کھاتے ہم اُکتا گئے ہیں۔ تم دُعا کرو۔ کہ اللہ تعالےٰ ہمیں مسور کی دال لہسن اور سبزیاں دے۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ ناشکری سخت ناپسند ہوئی۔ اور چالیس برس تک اُنہیں بیابان میں سرگرداں رکھا۔

موسیٰؑ اور قارُون

بنی اسرائیل میں ایک شخص نہایت دولتمند اور بخیل تھا۔ اس کا نام قارون تھا۔ وہ اپنے غلاموں لونڈیوں اور تمام اہلکاروں سمیت بڑی آرائش کے ساتھ اپنا مرصع تاج سر پر رکھ کر نکلا کرتا تھا۔ لکھا ہے۔ کہ اُس کے پاس چالیس خزانے دولت سے معمور تھے۔ حضرت موسیٰؑ نے اس سے کہا۔ کہ تُو اپنے مال میں سے حساب کر کے اللہ کے نام کی زکوٰۃ دے۔ قارون نے کہا۔ کہ خدا اس کے بدلے میں مجھے کیا دے گا؟ موسیٰؑ نے فرمایا۔ جنت۔ ہمیشہ کی زندگی اور اپنا فضل۔ اس مردُود نے کہا۔ کہ مجھے ان چیزوں کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس پر حضرت موسیٰؑ نے دُعا کی۔ خدا کی مرضی سے زمین پھٹی۔ اور قارُون

Marfat.com

سنہ ۲۵۴۸ آفرینش میں مع اپنے خزانوں اور مال و دولت کے زمین میں دھنس گیا ۔

موسیٰ اور ایک مردِ صالح

ایک دن حضرت موسیٰؑ نے خداوندِ تعالےٰ سے عرض کی۔ یا الٰہی کیا اس وقت دُنیا میں کوئی ایسا بندہ ہے۔ جو تیری درگاہ میں مجھ سے بھی زیادہ مقرب ہو؟

خدائے تعالےٰ نے ارشاد فرمایا۔ ہاں ہمارا ایک بندہ نہایت متقی اور برگزیدہ ہے۔ اگر تو اسے ملنا چاہے تو مجمع البحرین پر جا۔ حضرت موسیٰؑ گئے۔ تو ایک شخص سے ملاقات ہوئی۔ اُس سے موسیٰؑ نے کہا۔ کہ آپ مجھے اجازت دیں گے۔ کہ میں آپ کے ہم رکاب ہُوں۔ تاکہ آپ کی صُحبت سے کچھ فیض حاصل کروں؟ اس نے کہا کہ میرا کام باطنی ہے۔ تم اسے سمجھ نہ سکو گے۔ اور بے سمجھی سے اعتراض کرو گے۔ نہ تم سے میرے ساتھ صبر ہو سکے گا۔ البتہ ایک شرط سے تمہیں ساتھ رکھ سکتا ہُوں۔ اور وُہ شرط یہ ہے۔ کہ جو کام مَیں کروں۔ اس میں دخل نہ دینا۔ موسیٰؑ نے کہا۔ بہت اچھا۔ مَیں آپ کے کسی کام میں دخل نہ دُوں گا۔ غرض موسیٰؑ ساتھ ہوئے۔ اور کچھ

Marfat.com

آگے چل کر اس کے ساتھ ایک کشتی میں سوار ہوئے + اس نیک مرد نے کشتی میں بیٹھتے ہی کشتی کا ایک تختہ توڑ کر دریا میں پھینک دیا۔ موسیٰؑ کو غصہ آیا۔ اُنھوں نے پُوچھا۔ کہ ہیں! یہ کیا کیا۔ کیا تم لوگوں کو غرق کرنا چاہتے ہو؟ اس شخص نے کہا۔ کہ میں نے تم سے کہہ نہیں دیا تھا۔ کہ میرے قول و فعل میں دخل نہ دینا؟ خبردار۔ آئندہ میرے کام میں بالکل چُون و چرا نہ کرنا۔

موسیٰؑ خاموش ہو گئے۔ کشتی سے اُتر کر شہر میں جا رہے تھے ایک نہایت خوب صُورت لڑکا راستے میں کھیل رہا تھا + اس شخص نے لڑکے کو پکڑا۔ اور اُس کی گردن پر چُھری پھیر دی + اب تو موسیٰؑ سے نہ رہا گیا + فرمایا۔ اے بندۂ خُدا! ایسی بے رحمی! اس بے گُناہ نے تیرا کیا قصور کیا تھا جو اسے قتل کر دیا؟ یہ سُن کر وہ پیر مرد پھر سخت برافروختہ ہُوا۔ اور کہا۔ کہ اے موسیٰؑ۔ اب تُم جاؤ۔ میرے ساتھ تمہارا گُذارہ نہیں + مَیں نے تم سے کہہ دیا تھا۔ کہ تم میرے کاموں میں دخل نہ دینا۔ مگر تم باز نہ آئے۔ اِس لئے اب رُخصت ہو جاؤ + موسیٰؑ نے نہایت لجاجت سے کہا۔ کہ اچھّا آئندہ مَیں کچھ نہیں کہوں گا۔ اگر کہوں۔ تو تمہیں اختیار ہو گا۔ کہ مجھے علیحدہ کر دو۔

Marfat.com

غرض وُہ پھر آگے چلے۔ ایک جگہ شام ہوگئی۔ دونوں کو بھوک لگ رہی تھی۔ مگر کھانے کو کچھ موجود نہ تھا۔ ایک گاؤں میں گذرے اور وہاں کے لوگوں سے کھانا مانگا۔ مگر کسی نے انہیں کھانا نہ دیا۔ اتنے میں اُنہوں نے ایک دیوار دیکھی جو آگے کو جھکی ہوئی تھی۔ وُہ شخص فوراً مٹی سان کر اس کے بنانے میں مشغول ہوگیا۔ اور دیوار کو مرمت کر کے بالکل درست کر دیا۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا۔ ارے میاں! کیا مصیبت پڑی ہے۔ لوگوں کے گھر بناتے پھرتے ہو۔ اگر کچھ مزدوری کے پیسے مل جاتے۔ تو خیر ایک بات بھی تھی۔ بلا سے کھانا تو مل جاتا۔ مگر یہ مفت بنانا کیا معنی رکھتا ہے؟ اس نیک مرد نے کہا۔ کہ اب تم خدا کے لئے الگ ہو جاؤ۔ تمہارا مشرب اور ہے۔ ہمارا مذہب اور۔ ہم تم دونوں ایک جگہ رہ ہی نہیں سکتے۔ تم نے اپنا آخری عہد بھی توڑ ڈالا۔ اب ہم تم میں رخصت کی ٹھہرے تو بہتر ہے۔ سُن اے موسیٰؑ۔ وُہ کشتی جو میں نے توڑی تھی۔ اس کے مالک غریب اور ایماندار ہیں۔ اور بادشاہ اس ملک کا ظالم اور ناانصاف ہے۔ وہ تمام اچھی اچھی کشتیاں چھین لیتا ہے۔ اس لئے میں نے اس کشتی کو عیب دار کر دیا۔ کہ وُہ ظالم کشتی کو ناقص سمجھ کر نہ چھینے۔ دُوسرے وہ جو لڑکا تھا۔ اس کے ماں باپ صالح اور

Marfat.com

نیک تھے۔ اس لڑکے کی نشانیوں سے یہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ یہ مُوذی اور بدراہ ہوگا۔ اور اپنے ماں باپ کو بہت ایذا دے گا + میں ڈرا کہ مبادا اس کے ماں باپ بھی اس کے گناہوں کے وبال میں گرفتار ہوں۔ تیسرے وُہ جو دیوار تھی۔ اس کے نیچے دو یتیموں کا مال دفن ہے۔ دیوار گرنے کو تھی۔ اگر وہ اب گر جاتی۔ تو لوگ خزانہ لوٹ کھسوٹ کر لے جاتے۔ اب میں نے وُہ دیوار بنا دی ہے۔ یتیموں کے جوان ہونے تک نہیں گرے گی + جب وُہ بالغ ہوں گے۔ اپنا دفینہ خود سنبھال لیں گے + اے موسیٰؑ۔ تُم نے سمجھا تھا۔ کہ مجھ سے زیادہ عالم برگزیدہ نہیں۔ یہ خیال غلط ہے۔ خداوند تعالےٰ نے ایک کو ایک سے زیادہ مرتبہ بخشا ہے۔ یہ کہا۔ اور وہ پیر مرد غائب ہو گئے +

اکثر کتابوں میں اس مردِ صالح کا نام خضر علیہ السّلام لکھا ہے۔ مگر قرآنِ مجید میں نام نہیں آیا +

عوج بِن عنق

سنہ ۲۵۴۹۔ آفرینش

حق تعالےٰ نے موسےٰؑ کی قوم سے یہ وعدہ کیا تھا۔ کہ سرزمینِ شام اور کنعان کا مُلک تم کو دُوں گا + چنانچہ اب حکم ہُوا۔ کہ اس کے لئے

Marfat.com

تم شام میں خدا کے دُشمنوں سے جہاد کرو۔ اس لئے وہ سب بنی اسرائیل کو لے کر کنعان کی طرف گئے۔ اور پہلے نقیبوں کو شام کے اطراف میں بھیجا۔ تاکہ جباروں کا احوال دریافت کریں۔ جو اس ملک میں بستے تھے۔ نقیبوں نے جن میں حضرت یوشع اور کالوت بھی تھے۔ جب وہاں کے حالات دریافت کئے۔ تو عجب بے ہُودہ باتیں سُنیں مثلاً سُنا۔ کہ وُہ قوم بے انتہا دراز قد ہے۔ ان کا سردار عوج بن عنق اتنا دراز قد ہے۔ کہ سمندر کا پانی ان کے ٹخنوں تک آتا ہے۔ وُہ پانی میں سے مچھلی پکڑ کر ہاتھ آفتاب تک بڑھاتا ہے۔ اور پھر اس سے مچھلی بھُون کر کھاتا ہے۔ بعضوں نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ موسےٰ نے جو نقیب دریافت حال کے لئے بھیجے تھے۔ ان سب کو اس نے پکڑ کر اپنے آزار کے نیفے میں رکھ لیا۔ اور گھر جا کر اپنی جورو سے کہا۔ یہ چیونٹے مجھ سے لڑنے آئے ہیں۔ اس کی جورو نے کہا۔ اِن بیچاروں کو چھوڑ دے۔ ان کے مارنے سے کیا فائدہ ہوگا؟

غرض نقیبوں نے اسی قسم کی عجیب و غریب بیہودہ باتیں آکر سنائیں۔ اس پر بھی حضرت یُوشع اور حضرت کالُوت نے حضرت موسےٰ کو اطمینان دلایا۔ کہ کچھ پروا نہیں۔ ہم ان جباروں سے لڑیں گے۔

Marfat.com

چنانچہ حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل کو لے کر آگے بڑھے۔ اور جس قوم نے انہیں روکا۔ اسے نیست و نابود کر ڈالا۔ جبارین اور عموری اور عوج بن عنق کی قوم غرض سب کو مار کے ان کی سرزمینوں کو اپنے قبضے میں کر لیا۔ اور یوں فتح کا ڈنکا بجاتے موآب کے میدانوں میں نہر یردن کے مشرقی کنارے شہر اریحا کے مقابل جا ڈیرے ڈالے۔

بلعام بن باعور

ان دنوں موآبیوں کا بادشاہ بالق تھا۔ وہ اس ٹڈی دل لشکر کو دیکھ کر بہت گھبرایا۔ اس کی قوم میں ایک نہایت مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔ جن کا نام بلعام بن باعور تھا۔ بالق نے اپنے قاصد ان کی طرف بھیجے۔ اور التجا کی۔ کہ وہ خدا کے آگے میرے حق میں دعا کریں۔ تاکہ یہ بلا جو مصر سے ہمارے مُلک پر آئی ہے دفع ہو۔ مگر اللہ تعالےٰ نے بلعام بن باعور پہ خواب میں ظاہر ہو کر منع فرمایا۔ کہ بنی اسرائیل کے حق میں بد دُعا نہ کرے۔ چنانچہ بلعام بن باعور نے صبح کو یہی جواب کہلا بھیجا۔ مگر بالق نے دوبارہ اپنے بڑے بڑے امیر بلعام بن باعور کی خدمت میں بھیجے۔ کہ وہ آئیں اور اس کے لئے دعا کریں۔ آخر بلعام بن باعور اپنی گدھی پر زین

Marfat.com

کس کر سوار ہوئے۔ اور بالق سے ملنے چلے۔ راہ میں جب کہ وہ تنگ گلی سے گذر رہے تھے۔ تو ایک فرشتہ تلوار کھینچے گدھی کے سامنے نمودار ہوا۔ گدھی اسے دیکھ کر رُک گئی۔ بلعام بن باعور نے جسے وہ فرشتہ دکھائی نہ دیا۔ گدھی کو مارا۔ کہ وُہ آگے بڑھے۔ مگر وہ ذرا نہ سرکی۔ جب اُس نے اس بے زبان کو زیادہ مارا۔ تو اللہ نے اس کی زبان کھولی۔ اور وُہ بولی۔ کہ اے بلعام بن باعور میں نے تیرا کیا کیا ہے۔ کہ تو مجھے یوں بے دردی سے مارتا ہے اس وقت اللہ نے بلعام بن باعور کی آنکھیں کھولیں۔ اور اُس نے بھی فرشتے کو تلوار کھینچے دیکھا۔ تب بلعام بن باعور اُترا۔ اپنا سر جھکایا۔ اور فرشتوں کے قدموں پر اوندھا گر پڑا۔ فرشتے نے کہا۔ کہ تو نے اس جانور کو تین بار کیوں مارا۔ اور اگر یہ نہ رکتی۔ تو میں اس تلوار سے تیرا کام تمام کرتا۔ بلعام نے بہت عاجزی سے جواب دیا۔ کہ مجھ سے گناہ ہُوا۔ اور عرض کی۔ کہ اگر تو میرے ادھر جانے سے ناخوش ہے۔ تو میں لوٹ جاؤں۔ فرشتے نے کہا۔ نہیں۔ اب تو تو ان آدمیوں کے ساتھ جا۔ مگر بنی اسرائیل کے لیئے بد دُعا نہ کرنا۔ سو ایسا ہی ہوا۔ کہ جب بلعام بن باعور بالق کے پاس پہنچا۔ تو اُس نے بد دعا کرنے سے انکار کر دیا۔ اور کہا۔ میں اس کو کس طرح

Marfat.com

بددُعا کروں۔ جس کو خُدا نے بددُعا نہیں کی۔ بالق نے ہر چند منّت اور خوشامد کی۔ اور طرح طرح کے لالچ دیئے۔ مگر بلعام بن باعور نے ایک نہ سُنی بلکہ بددُعا کرنے کی بجائے اُس نے بنی اسرائیل کو برکت دی۔ آخر بالق کو ناخوش چھوڑ کر اس کی مجلس سے اُٹھ آیا۔ اور اپنے گھر کی راہ لی۔

حضرت موسیٰؑ نے جس طرح اَور قوموں کو فتح کیا تھا۔ موآبیوں کو بھی زیر کیا۔ تب خداوندِ تعالےٰ موسےٰؑ سے کہا۔ کہ نون کے بیٹے یوشع کو لے۔ وہ ایک شخص ہے۔ جس میں رُوح ہے۔ اُس پر اپنا ہاتھ رکھ۔ اور جماعت کے حضور اس کے لئے وصیّت کر۔ اور اپنی عزّت میں سے کچھ اس کے اوپر ڈال دے۔ تاکہ بنی اسرائیل کی ساری جماعت اس کی فرماں برداری کرے۔ سو موسیٰؑ نے ایسا ہی کیا۔ اور یوشع حضرت موسیٰؑ کا جانشین مقرر ہوُا۔

جب زمانۂ وفات بہت قریب آیا۔ تو موسیٰؑ موآب کے میدانوں سے نیبو پہاڑ کی چوٹی پر چڑھے۔ جو اریحا کے سامنے ہے۔ جہاں سے یردن پار سارا کنعان دکھائی دیتا تھا۔ خدائے تعالےٰ نے انہیں فرمایا۔ کہ یہ وُہ سرزمین ہے۔ جس کی بابت مَیں نے ابراہیمؑ۔ اسحٰقؑ اور یعقوبؑ سے وعدہ کیا تھا۔ کہ مَیں تیری نسل کو دُوں گا۔ سو تُو تو یردن پار نہ

Marfat.com

جاسکا۔ لیکن یہ مُلک بنی اسرائیل کے قبضے میں آئے گا ۔

اس کے تھوڑے دِنوں بعد حضرت موسٰی علیہ السلام نے ۱۲۰ برس کی عمر میں سنہ ۲۵۵۳ آفرینش میں وفات پائی ۔

حاشیہ۔ حضرت موسٰی علیہ السّلام نے اپنی وفات سے چند روز پہلے فرمایا۔ جیساکہ توریت کی کتاب استثنا میں لکھا ہے۔ خداوند تیرا خدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے تیرے ہی بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کرے گا۔ تم اس کی طرف کان دھریو۔ چند سطریں آگے چل کر خدا نے فرمایا۔ مَیں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا۔ اور اپنا کلام اس کے مُنہ میں ڈالوں گا۔ اور جو کچھ میں اسے فرماؤں گا۔ وہ سب ان سے کہے گا۔

یہ بشارت نہایت صاف اور واضح طور پر خاتم النبیین محمد مصطفٰے صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ذاتِ بابرکات میں پوری ہوئی۔ کیونکہ بنی اسرائیل کے بھائی صرف بنی اسمٰعیل تھے۔ اور بنی اسمٰعیل میں ایسا پیغمبر جو حضرت موسٰی علیہ السّلام کی مانند ہو بجز آں حضرت صلعم اَور کوئی نہیں گذرا۔ شریعتِ موسوی کے احکام غسل وطہارت۔ نماز روزہ۔ حلال وحرام۔ نکاح اور طلاق۔ ممانعتِ سود۔ نیز ختنہ اور جہاد کے احکام اور جُرموں کی سزائیں سب اسلامی احکام کی مانند ہیں۔ جیسا کہ آگے چل کر معلوم ہوگا۔ پس جو عظیم الشان نبی بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے موسٰیؑ کی مانند برپا ہونے والا تھا۔ وہ محمد مصطفٰے صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلّم تھے ۔

Marfat.com

شریعتِ مُوسوی کا کچھ بیان

شریعتِ موسوی میں ظاہری رسُوم مثلاً قربانی نذر نیاز اور غسل و طہارت کی بہت تاکید کی تھی۔ جس کا ہم مختصر سا حال یہاں لکھتے ہیں۔

خیمۂ عبادت

حضرت موسیٰؑ نے عبادت کیلئے ایک بُہت بڑا خیمہ بنوایا تھا۔ جو تیس ہاتھ لمبا۔ دس ہاتھ چوڑا۔ اور دس ہی ہاتھ اُونچا تھا۔ اس کے سہارے کے لئے چاروں طرف شطیم کی لکڑی کے تختے کھڑے کئے جاتے تھے۔ جن کو آپس میں جوڑنے کے لئے کانٹے اور کُنڈے لگے ہوئے تھے۔ ان کو ملانے سے وہ پورا مکان بن جاتا تھا۔ ان تختوں کے پائے چاندی کے تھے۔ اور کانٹے اور کُنڈے سونے کے۔ اور تمام تختوں پر بھی سونا منڈھا ہوُا تھا۔

خیمے کے یہ تختے اندر یا باہر بالکل نظر نہ آتے تھے۔ بلکہ پردوں سے چھپے رہتے تھے۔ چنانچہ اندر کی طرف آسمانی۔ قرمزی اور ارغوانی رنگ کے باریک کتان کے پردے آویزاں تھے۔ جن پر بڑی کاریگری اور ہنرمندی سے کروبی فرشتوں کی تصویریں منقش تھیں۔ خیمے کے باہر کی طرف اُونی پردے ٹنگے ہوئے تھے۔ جن کے اوپر

Marfat.com

سُرخ بزی کا غلاف تھا۔ اور اس غلاف کے اوپر موٹے چمڑے کا ایک بڑا گھٹا ٹوپ گرد و غبار سے بچانے کے لئے پڑا رہتا تھا۔

اس خیمے کے دو حصّے تھے۔ بڑا حصّہ تو عبادت گاہِ عام تھا۔ اس میں تین چیزیں رکھی گئی تھیں۔ ایک میز جو سونے سے منڈھی ہوئی تھی۔ اور سونے ہی کا اس کا کلس تھا۔ اس میز پر چند برتن۔ سرپوش۔ پیالے اور چمچے رکھے تھے۔ جو سب خالص کندن کے بنے ہوئے تھے۔ اس میز پر تبرّک کی بارہ روٹیاں رکھی رہتی تھیں۔ جنہیں حضرت ہارونؑ کے سوا اور کوئی نہیں چھو سکتا تھا۔

اس میز کے سامنے ایک سونے کا نہایت خوبصورت شمعدان تھا۔ جس کی چھ شاخیں تھیں۔ ہر ایک شاخ میں بادام کی صُورت کے تین تین پیالے اور سیب اور سوسن کے پھُول بنے ہوئے تھے۔ یہ سب سونے کے تھے۔ اور اس پر سونے ہی کے سات چراغ جلتے تھے۔ چونکہ خیمے کے اندر کوئی روشن دان نہ تھا۔ اس لئے اِس میں کسی راہ سے سورج کی روشنی نہیں آئی تھی۔ اور وہ خیمہ ان چراغوں کی روشنی سے ہی جن میں زیتون کا تیل جلتا تھا۔ منوّر رہتا تھا۔

خیمے کے اس حصّے میں تیسری چیز سونے کی ایک چھوٹی سی

Marfat.com

قربان گاہ تھی۔ جو ایک ہاتھ مربع تھی۔ اس کی چھت اور اس کے سینگ سونے کے تھے۔ اور اس پر سونے ہی کا کلس تھا۔ اس قربانگاہ پر خوشبوؤں کا خالص بخور جو بڑی حکمت سے تیار کیا گیا تھا۔ جلایا جاتا تھا۔

خیمے کے اس حصے میں سے ایک پردہ اُٹھا کر دوسرے چھوٹے حصے میں جاتے تھے۔ جس کا نام حظیرۃ القدس تھا۔ گویا یہ خداوند جل شانہٗ کے جلال کا خاص مسکن تھا۔ اس مقدس ترین جگہ میں حضرت ہارون کے سوا یا اُن کی اجازت کے بغیر کوئی داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ اور اگر کوئی ہو جاتا۔ تو اس کے لئے موت کے سوا اَور کوئی سزا نہ تھی۔ اس مقامِ قدس میں صندوقِ شہادت رکھا ہوا تھا۔ جسے قرآن مجید میں تابوتِ سکینہ کہا گیا ہے۔ یہ ڈھائی ہاتھ لمبا ڈیڑھ ہاتھ چوڑا اور اتنا ہی اُونچا نہایت گراں بہا لکڑی کا بنا ہوا تھا۔ یہ صندوق بھی خالص سونے سے منڈھا ہوا تھا۔ اور اس میں وُہ الواحِ توریت جو حضرت موسیٰؑ پر نازل ہوئی تھیں رکھی تھیں۔ ایک مرتبان میں منّ کا نمونہ تھا۔ جو بنی اسرائیل کی غذا کے لئے خدا نے نازل کیا تھا۔ حضرت موسیٰؑ کا عصا بھی اسی صندوق میں بطور تبرکات محفوظ تھا۔

اسی صندوق کے ڈھکنے پر ایک اور نہایت متبرک و مقدس چیز تھی۔ جسے مقامِ رحمت کہتے تھے۔ صندوقِ شہادت پر دونوں طرف سونے کے دو کروبی فرشتے آمنے سامنے بنے ہوئے تھے۔ دونوں نے مقامِ رحمت پر اپنے پَر پھیلا رکھے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی معرفت بنی اسرائیل سے جو عہد لیا تھا۔ وہ عہد نامہ اسی مقامِ رحمت میں رکھا تھا ٭

خیمے کے باہر کافی میدان صحن کے لئے چھوڑ کر کتان کی قناتوں کا ایک بڑا احاطہ تھا۔ جو سو ہاتھ لمبا اور پچاس ہاتھ چوڑا تھا۔ جب ڈیوڑھی کے دروازے سے اس صحن میں داخل ہوتے تھے۔ تو سب سے پہلی چیز جس پر نظر پڑتی تھی وُہ پیتل کا حوض تھا۔ آگے بڑھنے سے پہلے اس حوض میں وضو کرنا پڑتا تھا ٭

قربان گاہ

جب وضو کر کے آگے بڑھتے تھے۔ تو قربان گاہ آتی تھی۔ یہ اس قربانگاہ کے علاوہ تھی۔ جو خیمۂ عبادت کے اندر تھی۔ جس کا ذکر اُوپر گذرا۔ اندر والی قربان گاہ سونے کی تھی۔ اور باہر والی پیتل کی۔ اس کے کونوں پہ پیتل کے سینگ تھے۔ اس کے پیالے۔ سیخیں۔ آتشدان۔ سب سامان پیتل کا تھا۔ عام لوگوں کو خیمے کے اندر جانے کی اجازت نہ تھی۔ لیکن

Marfat.com

اس قربان گاہ تک سب لوگ آتے تھے۔ اور اس مذبح پر قربانیاں اور نذریں چڑھاتے تھے۔ یہ پیتل کی قربان گاہ بنی اسرائیل کی عبادت کے سامان میں سب چیزوں سے زیادہ کار آمد تھی۔ وہ بغیر اس کے کوئی کام نہیں کر سکتے تھے۔ روزمرہ کی بندگی اور عیدوں کے وقت کی عبادت بھی بدوں قربان گاہ کے جائز نہ تھی۔ یہ ایسی جگہ خیال کی جاتی تھی۔ جہاں شکستہ حال گنہگار آدمی کی خدائے پاک سے گویا ملاقات ہوتی تھی۔ جہاں گرے ہوئے آدمی بحال کئے جاتے تھے اور خداوند کریم کی برکت اور رحمت سے معافی حاصل کرتے تھے۔

قربانی قربانی کے جانور جو اکثر بیل یا بکرے ہوتے تھے۔ ان کے لئے یہ ضروری شرط تھی۔ کہ وہ بے عیب ہوں۔ اندھا لنگڑا۔ دُبلا جانور قربانی کے قابل نہ سمجھا جاتا تھا۔ جب قربانی کا جانور مذبح پر لایا جاتا تھا۔ تو اس کا سینگ قربان گاہ کے سینگ سے باندھ دیا جاتا تھا۔ اور گنہگار بندہ اپنے گناہوں کا اقرار کر کے اپنا ہاتھ قربانی کے سر پر رکھتا تھا۔ تب وہ جانور ذبح کیا جاتا تھا۔ اس قربانی کے گوشت کو عبادت کرانے والے لوگ کھاتے تھے۔ جو کاہن کہلاتے تھے۔ اور اس کا کچھ حصہ حضرت ہارون کو بھی ملتا تھا۔

احکامِ عشرہ توریت میں جو خداوند تعالےٰ نے دس احکام حضرت

موسیٰ پر نازل فرمائے۔ ان کا بیان توریت میں اس طرح آیا ہے:۔

۱۔ خداوند تیرا جو تجھے مصر سے اور غلامی کے گھر سے نکال لایا۔ مَیں ہُوں۔ میرے حضور تیرے لئے کوئی دوسرا معبود نہ ہو۔ تُو اپنے لئے کوئی مورت یا کسی چیز کی صورت جو اوپر آسمان پر اور نیچے زمین پر یا پانی میں ہے مت بنا۔ تو اُن بُتوں کے آگے اپنے تئیں مت جُھکا۔ اور نہ ان کی عبادت کر۔ کیونکہ میں خداوند تیرا خدا غیور خدا ہوں ⁂

۲۔ تو خداوند اپنے خدا کا نام بے فائدہ مت لے ⁂

۳۔ تو سبت کا دن پاک رکھنے کے لئے یاد کر۔ چھ دن تک تو محنت کر کے اپنے سارے کام کاج کر۔ ساتواں دن خداوند تیرے خدا کا سبت ہے۔ اس میں کچھ کام نہ کر ⁂

۴۔ تو اپنے ماں باپ کی عزت کر تاکہ تیری عُمر دراز ہو ⁂

۵۔ تو خون مت کر ⁂

۶۔ تو بدکاری سے باز رہ ⁂

۷۔ تو چوری مت کر ⁂

۸۔ تو اپنے پڑوسی پر جھوٹی گواہی مت دے ⁂

۹۔ تو اپنے پڑوسی کے گھر کا لالچ مت کر ⁂

Marfat.com

۱۰- تو اپنے پڑوسی کی جورو کے ناموس کا خیال رکھ ۔

طریقِ طہارت

موسیٰؑ کی شریعت میں طہارت کی سخت تاکید تھی۔ اور ذرا ذرا سی بات سے آدمی ناپاک متصوّر ہوتا تھا۔ اور تب اسے شرعی طریق سے طہارت کرنی پڑتی تھی۔ وہ شرعی طریق یہ تھا۔ کہ ایک بے عیب، بے داغ لال گائے ذبح کی جاتی تھی۔ اور اس کا گوشت پوست سب کچھ جلا دیا جاتا تھا۔ پھر اس کی راکھ ایک کورے برتن میں جمع کی جاتی تھی۔ اور بہت سے پانی میں گھولی جاتی تھی۔ یہ پانی طہارت کے بہت سے موقعوں پر کام میں آتا تھا۔ یعنی جب کوئی شخص کسی حکمِ شرعی تعمیل نہ کرنے کی وجہ سے نجس ہو جاتا تھا۔ تو کاہن زُوفا کی ایک ٹہنی لے کر اس آبِ طہارت میں بھگو کر خطاکار کے بدن پر چھڑکتا تھا۔ اس سے وُہ پاک ہو جاتا تھا۔ اگر کسی گھر میں کوئی مر جاتا تھا۔ تو سب آدمی جو اس گھر میں رہتے تھے۔ ناپاک ہو جاتے تھے۔ اور ان کی یہ نجاست سات دن سے پہلے دُور نہیں ہو سکتی تھی۔ اور یہ ناپاک لوگ اگر کسی اور شخص کو ہاتھ لگا دیتے۔ یا کسی چیز کو چھُوتے۔ تو وُہ ناپاکی اوروں کو بھی لگ جاتی تھی۔ جب عورت کے ہاں بچّہ پیدا ہوتا تھا۔ تو وہ ۶۶ دن تک ناپاک رہتی تھی۔ اس کے علاوہ جب اَور موقع

Marfat.com

پر عورت کو ناپاکی لاحق ہوتی۔ تو جس چیز یا جس آدمی کو اس کا ہاتھ لگ جاتا تھا۔ وہ بھی ناپاک ہو جاتا تھا۔ کوئی ناپاکی ایک دن رہتی تھی۔ کوئی تین دن۔ کوئی سات دن۔ جب وہ میعاد ختم ہو جاتی تھی تو کاہن اس کے بدن پر گائے کی راکھ کا پانی زوفے کی ٹہنی سے چھڑکتا تھا۔ تب وہ شخص پاک ہوتا تھا۔

سزائیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں سزائیں بہت سخت تھیں۔ مثلاً کلمۂ کفر کے لئے تو خیر سزائے موت معقول سہی۔ لیکن ماں باپ کی بے ادبی کرنے اور اُن کے ساتھ گستاخی سے پیش آنے کی سزا بھی یہ تھی۔ کہ ایسے شخص کو سنگسار کر کے مار دیا جائے۔ چوری کرنے والے بھی بعض صورتوں میں سنگسار کئے جاتے تھے۔

حلال و حرام کھانے پینے میں حلال و حرام کی تمیز توریت میں اسی طرح تھی جس طرح قرآن مجید میں ہے۔ چنانچہ خون۔ مردار اور سؤر کے علاوہ جن کو شریعت اسلامی نے حرام قرار دیا۔ توریت میں خرگوش۔ اونٹ۔ بگلا اور ہُدہُد کا کھانا بھی حرام قرار دیا گیا تھا۔ اور اپنی قوم کے آدمیوں سے سُود لینا بھی ناجائز تھا۔ اور بچے کے ختنے کرنے کا بہت تاکیدی حکم تھا۔

Marfat.com

حضرت یُوشع بن نُون علیہ السّلام

حضرت موسیٰؑ کی وفات کے بعد یوشع نبی ان کے جانشین ہوئے۔ اور خدا کے حکم سے قوم بنی اسرائیل کو کنعان کی طرف آگے لے کر بڑھے۔ بڑے بڑے پیشوایانِ دین تابوتِ سکینہ اُٹھائے قوم کے آگے آگے چلتے تھے۔ اور اس کی برکت سے اپنے دشمنوں پر فتح و نصرت پاتے تھے۔ اس طرح بڑھتے اور فتح پاتے وہ دریائے یردن کے کنارے پہنچے۔ حاملانِ تابوتِ سکینہ کا دریا میں قدم رکھنا تھا۔ کہ اُوپر کا پانی اوپر ہی تھما رہ گیا۔ اور نیچے کا پانی بہ کر خشک رستہ بن گیا۔ جس میں سے بنی اسرائیل بڑی آسانی سے گذر گئے۔ جب وہ پار ہو گئے۔ تو دریا پھر اصلی حال پر آ گیا۔ اب بنی اسرائیل نے اَور آگے بڑھ کر شہر اریحا کے سامنے قیام کیا۔ اور اگلے روز کہ عید فسح کا مبارک دِن تھا۔ عبورِ دریا اور تہوار دونوں کی دوہری عید منائی۔

اریحا بہت آباد و وسیع شہر تھا۔ اس کے گرداگرد بڑی مضبوط فصیل تھی۔ حضرت یوشعؑ نے حکم دیا۔ کہ چھ روز تک بنی اسرائیل اس شہر کے گرد ہر روز ایک چکّر لگائیں۔ اور تابوتِ سکینہ ساتھ رکھیں۔

Marfat.com

ساتویں روز سات چکر لگائیں۔ اور جب انہیں حکم دیا جائے۔ وہ ایک زور کا نعرہ لگائیں۔ کہ شہر فتح ہوا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اور نعرہ لگاتے ہی اریحا کی فصیل دھڑام سے نیچے آپڑی۔ اور بنی اسرائیل نے شہر میں داخل ہوکر اس پر اپنا قبضہ جما لیا۔

حضرت یُوشع موسیٰ علیہ السّلام کے بعد سات برس زندہ رہے اور اُنہوں نے تمام کنعان رفتہ رفتہ اسی طرح فتح کر لیا۔ اور اللہ تعالےٰ نے جو وعدہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کیا تھا۔ کہ مَیں کنعان کا ملک تُجھے اور تیرے بعد تیری نسل کو ہمیشہ کے لئے دُوں گا۔ وُہ اب پُورا ہوا۔ اور کنعان کا تمام ملک بنی اسرائیل کی بارہ قوموں (اسباط) میں جو حضرت یعقوبؑ کے بارہ بیٹوں کی اولاد تھی۔ تقسیم ہوا۔ اور ہر قوم نے اپنا اپنا تسلّط اس پر جما لیا۔ حضرت یُوشع نے ۲۵۶۱ آفرینش میں انتقال کیا۔

Marfat.com

قاضیوں کا عہد

(سنہ ۲۵۷۸ آفرینش سے سنہ ۲۹۰۹ تک)

اللہ تعالےٰ نے جو نعمتیں بنی اسرائیل پر نازل کیں۔ اور جیسا سرسبز و شاداب ملک اُن کو عطا فرمایا۔ اس کی جتنی بھی شکرگذاری وہ کرتے تھوڑی تھی۔ مگر یہ بہت ہی بے عقل اور ناشکری قوم تھی۔ اور اپنے بددین ہمسایوں کے اثر سے بہت جلد گمراہ ہو جاتی تھی۔ چنانچہ سرزمینِ کنعان میں داخل ہوئے کچھ بہت مدّت نہیں گزری تھی۔ کہ یہ قوم پھر بُت پرستی کے گڑھے میں گری۔ اللہ نے اس گناہ کی پاداش میں انہیں پھر اُن کے دشمنوں کے ہاتھ میں ڈال دیا۔ چنانچہ ایک زمانہ ان پر ایسا گزرا۔ کہ مدیانی قوم نے انہیں بہت ستانا شروع کیا۔ جس وقت بنی اسرائیل کچھ بوتے۔ مدیانی اور عمالیقی ہمسائے اپنے مویشی اور خیموں سمیت ٹڈی دَل کی مانند ان پر چڑھ آتے۔ اور ان کی تمام سرزمین کو چر جاتے۔ اور جاتے وقت اُن کے مال مویشی بھی لُوٹ لے جاتے۔ ان مصیبتوں سے سخت لاچار ہو کر بنی اسرائیل خدا کے آگے روئے۔ اور بہت عاجزی سے گڑگڑائے۔ خدا نے ان کی فریاد سُنی۔ اور

Marfat.com

۲۷۴۲ سنہ آفرینش میں اپنے ایک نیک بندے کے پاس جس کا نام جدعون تھا۔ فرشتہ بھیجا۔ اس نے آکر کہا: "اے پہلوان۔ خداوند تیرے ساتھ ہے"۔ جدعون نے جواب دیا۔ کہ اے میرے مالک اگر خداوند ہمارے ساتھ ہے تو ہم پر یہ سب حادثے کیوں پڑے۔ اور اس کی سب قدرتیں جو ہمارے باپ دادوں نے ہم سے بیان کیں کہاں گئیں، خداوند نے ہم کو چھوڑ دیا۔ اور دشمنوں کے قبضے میں کر دیا۔ تب خداوند نے فرمایا۔ کہ "میں تیرے ساتھ ہوں گا۔ اور تو مدیانیوں کو مار لے گا"۔

جدعون نے کہا۔ تو مجھے کوئی نشان دکھا۔ جس سے میں جانوں کہ مجھ سے تو ہی بولتا ہے۔ اور میں تیرے لئے ہدیہ لاتا ہوں۔ اور جب تک میں آؤں۔ تو یہاں سے قدم نہ اٹھائیو۔ سو اس نے کہا۔ اچھا جب تک تو پھر آئے گا میں ٹھہرا رہوں گا۔ تب جدعون گیا: اور اس نے ایک بکری کا بچہ اور سیر بھر آٹے کی روٹیاں تیار کیں۔ اور گوشت کا شوربا ایک کٹورے میں بھر کر لے آیا۔ خدا کے فرشتے نے اس سے کہا۔ کہ یہ سب لے جا کے اس چٹان پر رکھ دے۔ سو اس نے ویسا ہی کیا۔ تب خدا کی قدرت سے پتھر میں سے آگ نکلی۔ اور سب گوشت اور روٹیوں کو کھا گئی۔ یہ کہہ کے خداوند کا

Marfat.com

فرشتہ اس کی نظر سے غائب ہوگیا ۔

اس رات خدا کے حکم سے جدعون نے اپنے باپ کا بُت خانہ ڈھایا۔ اس پر اس کی ساری قوم اس کی دشمن ہوگئی۔ اور اس کے قتل کے درپے ہوئی۔ مگر اتنے میں مدیانی اور عمالیقی دشمنوں کا ٹڈی دل ان پر چڑھ آیا۔ اور سب لوگ لڑائی کی تیاری میں لگ گئے۔ چنانچہ جدعون اپنی قوم کے تیس ہزار جوان اپنے ساتھ لے کر ان کے مقابلے کے لئے نکلا۔ اس پر خداوند نے جدعون سے کہا۔ کہ مَیں تجھے مدد دُوں گا۔ پھر اتنے آدمیوں کی کیا ضرورت؟ تب جدعون نے منادی کرادی۔ کہ جس شخص کو کسی قسم کا خوف ہو۔ وُہ اپنے گھر لَوٹ جائے۔ چنانچہ بائیس ہزار جوان واپس چلے گئے۔ اور صرف دس ہزار جدعون کے ساتھ رہ گئے۔ خدا نے فرمایا۔ کہ اتنے لوگ بھی بہت زیادہ ہیں۔ تو انہیں نہر تک لے جا۔ اور وہاں جاکر حُکم دے۔ کہ جو لوگ نہر میں چپڑ چپڑ کر کے تھوڑا سا پانی چاٹ لیں گے وہی میرے ساتھ رہیں گے۔ اور جو ہاتھ سے پانی پئیں گے۔ وہ واپس بھیج دیئے جائیں گے۔ چنانچہ جب نہر آئی۔ تو لوگ سفر کی گرمی سے بیتاب ہو رہے تھے۔ بے اختیار پانی پر گر مے۔ اور خُوب پیٹ بھر بھر کر پانی پیا۔ مگر تھوڑے سے ایسے نیک بندے

Marfat.com

بھی نکلے۔ جنہوں نے جدعون نبی کے حکم کے بموجب چاٹ کر تھوڑا سا پانی پیا۔ چنانچہ ایسے آدمی گنتی میں صرف تین سَو تھے۔ سو خدا کے نبی صرف انہیں تین سَو آدمیوں کو لے کر آگے بڑھے۔ اگرچہ مدیانیوں اور عمالیقیوں کے لشکر سمندر کی ریت کی مانند اَن گنت تھا۔ مگر جدعون کو وعدۂ خداوندی پر بھروسا تھا۔ انہوں نے حکم دیا۔ کہ ہر شخص اپنے ہاتھ میں ایک نرسنگھا رکھے۔ اور جب میں نرسنگھا پھونکوں۔ تو تُم بھی اپنے نرسنگھے پھُونکو۔ اور للکار کر کہو۔ کہ یہودا اور جدعون کی تلوار۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جب جدعون نبی نے نرسنگھا پھُونکا۔ سب نے پھُونکا۔ اور للکار کر کہا۔ کہ یہودا اور جدعون کی تلوار۔

نرسنگوں کا پھُونکنا تھا۔ کہ دشمن کے لشکر پر دہشت چھا گئی۔ اور ان میں فوراً بھاگڑ پڑ گئی۔ بنی اسرائیل کے جوانوں نے اُن کا پیچھا کیا۔ اور اُن کے دو سرداروں کو پکڑ لیا۔ اور اُن کے سر کاٹ کر جدعون کے پاس لائے۔ اور اُن کے بہت سے علاقے پر قبضہ کر لیا۔

خداوندِ تعالےٰ کی ان مہربانیوں پر بھی بنی اسرائیل بدی سے باز نہ آئے۔ اُن کا یہ حال تھا۔ کہ جب ان پر کوئی مصیبت آتی۔ تو توبہ کرتے اور بارگاہ خداوندی کا دروازہ کھٹکھٹاتے۔ اور جب وہ

Marfat.com

مصیبت دُور ہو جاتی۔ تو پھر شیطانی راہ پر چلنے لگتے۔ غرض چار سو برس تک اس بدنصیب قوم کا یہی حال رہا۔ ان چار صدیوں میں سولہ قاضی ان کی ہدایت کے لئے اُٹھے۔ جن میں سے صمصون عالی اور شموئیل بہت ہی مشہور اور برگزیدہ ہوئے ہیں۔

صمصُون

صمصون اپنی شہ زوری میں بہت مشہور تھے۔ ایک موقع پر اُنھوں نے صرف اپنے ہاتھ سے ایک خونخوار شیر کے تکّے تکّے کر دئیے۔ ایک اور موقع پر ایسا ہوا۔ کہ اُن کے ہاتھ میں بجائے کسی ہتھیار کے صرف ایک مرے ہوئے گدھے کے جبڑے کی ہڈی تھی اسی سے انہوں نے چار ہزار آدمیوں کا صفایا کر ڈالا۔ ایک دفعہ ایسا اتّفاق ہوا۔ کہ وہ کہیں جنگل میں پڑے سوتے تھے۔ کہ فلسطینی دُشمنوں نے انہیں آپکڑا۔ اور سات رسّوں سے انہیں جکڑ کر باندھ دیا۔ لیکن جب یہ شیر مرد اُٹھے۔ تو ایک انگڑائی میں ہی وُہ رسّے یُوں ٹُوٹے۔ گویا کچّا سُوت تھا۔

ان کی ساری عمر فلسطینیوں کے ساتھ معرکہ آرائی میں گذری۔ آخر ایک دفعہ وُہ بے طرح دُشمنوں کے نرغے میں آگئے۔ اور ان

Marfat.com

بے دردوں نے ان کی آنکھیں نکال ڈالیں۔ اس کے بعد ان ناخدا ترسوں نے اپنی فتح کی خوشی کا ایک جشن منایا۔ اور اس اندھے نیک مرد کو اپنے روبرو بلایا۔ کہ اس سے تمسخر اور دل لگی کا کام لیں۔ بچارے تھکے ماندے اور غمگین اس مکان کے ایک ستون سے پیٹھ لگائے کھڑے تھے۔ اللہ کے فضل سے طاقتِ جواں مردی نے عود کیا۔ اس مکان کے ستون کو ایک ایسا دھکا دیا۔ کہ وہ عمارت دھم سے نیچے آپڑی۔ اور وہ خود اور تین ہزار اُن کے دشمن سب دب کر مر گئے۔ یہ واقعہ ۲۸۸۳ سنہ آفرینش میں وقوع میں آیا۔

بی بی راعوث

(سنہ ۲۶۸۲ - ۲۶۹۲ آفرینش)

قاضیوں کے عہد میں ایک دفعہ سخت کال پڑا۔ بیت اللحم کا ایک باشندہ اپنی جورو اور دو بچوں کو لے کر مواب کے ملک کی طرف نکل گیا۔ اس شخص کا نام علی ملک تھا۔ اور اس کی بیوی کا نام نعومی تھا۔ اس کے بیٹوں نے مواب کی عورتوں سے ہی شادیاں کر لیں۔ تھوڑے عرصے کے بعد علی ملک اور اس کے دونوں بیٹے مر گئے۔ اور نعومی مغموم و محزون روتی دھوتی اپنے وطن کو واپس چلی۔ اس کی دونوں

Marfat.com

بہوؤں نے بھی اس کے ہمراہ چلنے کا قصد کیا۔ بلکہ ساتھ چل بھی پڑیں لیکن نعومی نے ان دونوں کو روکا۔ اور سمجھایا۔ کہ بیٹیو تم مجھ بدنصیب کے ساتھ آکر کیا لوگی؟ بہتر ہے۔ کہ تم اپنے گھر چلی جاؤ۔ اور خدا کی مرضی پر شاکر رہو۔ اور مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔ ایک نے تو خیر واپس جانا منظور کر لیا۔ مگر دُوسری جس کا نام راعوث تھا۔ نعومی سے جُدا نہ ہوئی۔ بلکہ اس کے ساتھ بیت اللحم کو آئی۔

یہ زمانہ فصل کاٹنے کا تھا۔ اور راعوث چونکہ بہُت غریب عورت تھی۔ کھیتوں میں بالیں چُننے جایا کرتی تھی۔ خدا کا کرنا یُوں ہوُا۔ کہ وُہ ایک دفعہ ایک دولت مند زمیندار کے کھیت میں گئی۔ اس کا نام بوعز تھا۔ اور یہ علی ملک کے رشتہ داروں میں سے تھا۔ جب وُہ کھیت میں آیا۔ اور اس نوجوان بیوہ کی وفاداری کا قصّہ سُنا۔ تو اُسے اس پر بہت رحم آیا۔ اُس نے اپنے آدمیوں سے کہا۔ کہ تم پولیاں اُٹھاتے وقت جان بوجھ کر کچھ بالیں گراتے جاؤ۔ کہ یہ غریب بی بی بغیر شرم کے وہ بالیں اُٹھائے اور اپنا گذارہ کرے۔ اس بی بی کے نیک اخلاق نے بوعز پر اتنا اثر کیا۔ کہ آخر اس نے اس عورت سے شادی کر لی۔ اور تھوڑے دِنوں کے بعد خُدا نے انہیں ایک بیٹا دیا۔ جس کا نام اُنہوں نے عبید رکھا۔ بڑے ہو کر عبید کے ہاں ایک

Marfat.com

بیٹا پیدا ہوا۔ جس کا نام یسی تھا۔ یہ یسی بہت ہی معمولی حیثیت کا آدمی تھا۔ مگر کسے معلوم تھا۔ کہ اس کی قسمت میں کیسی بیش بہا نعمت و دولت اللہ نے لکھی ہے۔ اس کو اللہ نے ایک لڑکا عطا کیا۔ مگر کیسا لڑکا؟ وہ جو داؤد کہلایا۔ اور جس میں نبوت اور سلطنت دونوں صفتیں جمع ہوئیں۔

Marfat.com

حضرت شمویلؑ

(ولادت ۲۸۳۳ - وفات ۲۹۴۴ - آفرینش)

جس زمانے میں عالیؔ بنی اسرائیل کا قاضی تھا۔ کوہستان افرائیم میں ایک نیک مرد القناؔ اور اس کی بیوی حنّاؔ رہتے تھے۔ حنّا کے کوئی اولاد نہ تھی۔ اس سے وہ بہت غمگین رہتی تھی۔ شہر شیلو میں ان دنوں خداوند کا ہیکل (عبادت گاہ) تھا۔ یہ ایک روز وہاں آئی اور بہت رو رو کر خدا کی جناب میں یوں دُعا کی۔ کہ اے خداوند۔ اے بے شمار خلقت کے مالک۔ اگر تو اپنی خدائی کا صدقہ مجھے ایک جیتا جاگتا بیٹا عنایت کرے۔ تو میں اسے تیرے نام پر نذر کروں گی۔ خدائے تعالےٰ نے اس کی دُعا سن لی۔ اور اسے سنہ ۲۸۳۳ آفرینش میں ایک بیٹا عنایت کیا۔ جس کا نام شمویل رکھا گیا۔ جس کے معنی ہیں "سُن لیا اللہ نے"۔ جب یہ بچّہ تین سال کا ہُوا۔ تو اس کی ماں اسے شیلو کے ہیکل میں عالی کے پاس لائی۔ اور جس طرح منّت مانی تھی۔ اسے اللہ کے نام نذر چڑھایا۔ تب سے یہ بچّہ ہیکل میں ہی پرورش پاتا تھا۔

Marfat.com

جب یہ بچہ جوان ہُوا۔ تو ایک روز جب کہ وہ اور عالی دونوں ہیکل میں سوئے ہوئے تھے۔ حضرت جبرئیلؑ نے آواز دی۔ شموئیل شموئیل! شموئیل یہ سمجھ کر شاید عالی نے بلایا ہے۔ عالی کے پاس گئے۔ مگر اُنہوں نے کہا۔ میں نے تمہیں نہیں بلایا ہے۔ وہ جا کر لیٹ گئے۔ مگر اُن کے ساتھ تین دفعہ اسی طرح ہُوا۔ تب عالی نے سمجھ لیا کہ یہ فرشتے کی آواز ہے۔ اس نے شموئیل سے کہا۔ کہ یہ فرشتہ ہے اور اگر وہ اب کے پھر آواز دے۔ تو تم سنو وُہ کیا کہتا ہے۔ شموئیل نے کہا۔ اچھا ؂

اگلے دن شموئیل نے بتایا۔ کہ خدائے تعالےٰ نے یہ فرمایا ہے کہ عالی کے دونوں بیٹے بہت بدکردار ہیں۔ میں اُن کو سزا دُوں گا۔ اور ان کے باپ کو بھی سزا دُوں گا۔ کیونکہ اس نے ان کو تنبیہ نہیں کی ؂

تھوڑے عرصے کے بعد بنی اسرائیل اور اسرائیلیوں کے درمیان لڑائی ہوگئی۔ جس میں تیس ہزار بنی اسرائیل قتل ہوئے۔ عالی کے بیٹے بھی انہیں میں تھے۔ بنی اسرائیل تابوت سکینہ بھی لڑائی میں لے گئے۔ فلسطینیوں نے وُہ بھی چھین لیا۔ جب عالی نے یہ خبر سُنی۔ تو اسے اس قدر صدمہ پہنچا۔ کہ وُہ مارے غم کے کرسی پر

Marfat.com

سے نیچے آپڑا۔ اور گرتے ہی اس کی گردن ٹوٹ گئی۔ اور وہ فوراً مرگیا۔ اور خدا کا وعدہ پورا ہوا ٭

فلسطینی تابوت کو اپنے دیوتا جون کے مندر میں لے گئے لیکن تابوت کی بے ادبی کرنے کی وجہ سے خدائے تعالےٰ نے فلسطینیوں پر بہت مصیبتیں ڈالیں۔ ان کا دیوتا سرنگوں ہو کر گر پڑا۔ ان کے کھیتوں کو چوہوں نے کھا لیا۔ ان کی بستیوں میں وبا پھیل گئی ٭ غرض فلسطینیوں پر اتنی مصیبتیں آئیں۔ کہ انہوں نے ہار جھک مار کر تابوت بنی اسرائیل کے پاس واپس بھیج دیا ٭

عالی اور اُس کے بیٹوں کے مرجانے کے بعد شموئیل بنی اسرائیل کے قاضی ہو گئے۔ اُنہوں نے سب لوگوں کو جمع کیا۔ اور اُن کو اُن کی بدکرداریوں سے آگاہ کیا۔ اور کہا۔ کہ اگر تم خدائے تعالےٰ کے آگے توبہ کرو۔ اور آئندہ اپنی زندگی سدھارو۔ تو وہ تمہارے قصور معاف فرمائے گا۔ اور فلسطینیوں کے عذاب سے تمہیں نجات دے گا ٭ لوگوں نے اُن کی نصیحت کو گوشِ دل سے سُنا۔ اللہ تعالیٰ کے آگے توبہ کی۔ اور روزہ رکھا۔ اور بُتوں کو اپنے گھروں سے نکال کر باہر پھینک دیا۔ تب خدائے تعالےٰ نے انہیں فلسطینیوں پر فتح دی۔ اور مدتوں تک بنی اسرائیل امن چین میں رہے ٭

Marfat.com

طالوت بادشاہ

جب شموئیل نبی بوڑھے ہو گئے۔ تو انہوں نے اپنے بیٹوں کو بنی اسرائیل پر قاضی مقرر کر دیا۔ مگر اس کے بیٹے اللہ کی راہ پر نہیں چلتے تھے۔ اس لئے لوگوں نے حضرت شموئیل سے کہا۔ کہ آپ ہم پر ایک بادشاہ مقرر کر دیں + انہوں نے بن یامین کی اولاد میں سے ایک شخص کو جو اپنی تمام قوم میں ایک سجیلا جوان اور قدآور تنومند مرد تھا اس کام کے لئے پسند کیا + اس کا نام طالوت تھا۔ شموئیل نے ۹۰۵ سنہ میں اس پر بادشاہ بنانے کی رسم ادا کی۔ چنانچہ اُن کی دُعا سے خدا کا فضل اُن کے شامل حال ہوا۔ اور انہیں اپنے دشمنوں پر پوری فتح حاصل ہوئی + لیکن ان سے ایک بڑی غلطی ہوئی۔ خدائے تعالےٰ نے انہیں حکم دیا تھا۔ کہ عمالقہ کو قتل کرے۔ اور ان میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑے۔ مگر وُہ اپنی فتح کے گھمنڈ اور خوشی کے نشے میں ان کے سب سے اچھے گلوں کو چھوڑ گئے۔ اور لڑائی سے واپس آ کر اپنی فتح کی خوشی منانے کے لئے خوبصورت محرابدار دروازے بنائے۔ اس غلطی کی وجہ سے ان سے تخت جاتا رہا۔ اور ان کے بیٹے بھی اس سے محروم کئے گئے۔

Marfat.com

حضرت داؤد علیہ السّلام

ولادت ۲۹۱۹ سنہ - وفات ۲۹۸۹ سنہ آفرینش

خدا کے حکم سے شمویل نبی بیت اللحم میں یسی کے مکان کو گئے۔ جب وہ وہاں پہنچے۔ تو یسی کا سب سے چھوٹا لڑکا داؤد گھر پر نہ تھا۔ وہ اپنے باپ کا گلہ لے کر جنگل کو گیا ہؤا تھا۔ حضرت شمویل نے داؤد کو بلوا بھیجا۔ اور تیل کی کپّی لے کر اُن کے سر پر تیل کا مسح کیا۔ جس کا یہ اثر ہؤا۔ کہ روح پاک طالوت سے جُدا ہوگئی۔ اور حضرت داؤد پر آگئی۔ طالوت بادشاہ اب اداس رہنے لگا۔ اور اسے مالیخولیا سا ہوگیا۔ ایسے موقعوں پر داؤد آتے۔ اور بادشاہ کے غمزدہ دل کو اپنے سرود کے نغماتِ شیریں سے خوش کرتے۔ جس سے طالوت تسکین پاتا۔ اس طرح حضرت داؤد کی رسائی بادشاہ تک ہوگئی + رفتہ رفتہ طالوت نے ان کو زِرہ بردار بنا لیا + مگر اسے ابھی تک یہ خبر نہ ہوئی۔ کہ شمویل نبی نے انہیں بادشاہ بنانے کی رسم مسح ادا کردی ہے ÷

انہیں دنوں بنی اسرائیل اور فلسطینیوں میں لڑائی چھوٹ پڑی

Marfat.com

ایک پہاڑی پر ان کا لشکر تھا۔ اور سامنے دُوسری پر اُن کا۔ درمیان میں ایک وادی تھی۔ فلسطینیوں کے لشکر سے ایک دیو ہیکل جوان جالوت نکل کر آیا۔ وہ بڑا قدآور تھا۔ اس کا قد چھ ہاتھ اور ایک بالشت تھا۔ اُس نے سر پر آہنی خود پہن رکھا تھا۔ اور بڑی بھاری زرہ بکتر لگا رکھی تھی ؛

جالوت نے نکل کر للکارا۔ کہ کوئی میرے جوڑ کا ہے۔ تو سامنے آئے۔ چالیس روز تک برابر ہر روز جالوت نکلتا۔ اور نعرہ لگا کر چلا جاتا۔ کسی میں اتنی ہمّت نہ تھی۔ کہ اس کے سامنے آتا۔ طالوت اس حالت سے بہت شرمندہ اور بنی اسرائیل خوف زدہ ہو رہے تھے۔ حضرت داؤدؑ نے بھی یہ تمام قصّہ اور جالوت کی شیخی کی باتیں سُنیں۔ ان کا نو خون اُبلنے لگا۔ وہ طالوت کے پاس آکر بولے۔ کہ اس فلسطینی دیو سے مَیں لڑوں گا۔ پہلے تو طالوت نے انہیں بھیجنا پسند نہ کیا۔ لیکن حضرت داؤدؑ کے بار بار اصرار سے مان گیا۔ چنانچہ اس نے خود انہیں اپنی شاہی زرہ بکتر پہنائی۔ مگر انہیں اس کے پہننے کی عادت نہ تھی۔ انہوں نے راستے میں سے صرف پانچ صاف چکنے پتھر اُٹھا لیئے۔ اور اپنا گوپیا لے کر جالوت کی طرف بڑھے۔ جالوت نے انہیں یوں آتا دیکھ کر بہت حقیر جانا۔ اور بولا کہ کیا

Marfat.com

اس نے مجھے کتا سمجھا ہے۔ کہ مارنے کے لئے پتھر لے کر آرہا ہے مگر حضرت داؤد اس سے ذرا بھی نہ ڈرے۔ حفاظتِ خداوندی ان کی مددگار تھی۔ اور توفیقِ الٰہی شاملِ حال۔ اب دونوں جوان آمنے سامنے آئے۔ حضرت داؤد نے ایک پتھر چھانٹ کر گوپیے میں رکھا۔ اور اسے پھرا کر ایسا نشانہ لگایا۔ کہ وہ پتھر جالوت کی پیشانی پر لگا۔ اور وہ بھنا کر دھڑام سے اوندھے مُنّہ زمین پر گرا۔ حضرت داؤد جھٹ لپکے۔ اور تلوار میان سے کھینچ کر اس کافر کا سرتن سے جُدا کیا۔

جب فلسطینیوں نے دیکھا۔ کہ ان کا بہادر سردار مارا گیا۔ ان کا دل چھوٹ گیا۔ بنی اسرائیل نے فتح کے نعروں سے ان کا تعاقب کیا۔ اور بہت سامالِ غنیمت لُوٹ لائے۔

حضرت داؤد۔ یوناثن اور طالُوت

جب طالوت بادشاہ کا لشکر فلسطینیوں پر فتح پاکر خوشی کے شادیانے بجاتا دارالخلافہ کو واپس آیا۔ تو آس پاس کے شہروں سے بنی اسرائیل کی عورتیں خوشی کا نظارہ دیکھنے آئیں۔ انہوں نے ایک گیت گایا! جس میں یہ فقرہ تھا۔ کہ طالوت نے ہزاروں کا کھیت کیا۔ پر داؤد نے

داؤدؑ۔ تُونے دس ہزار کا کیا۔ طالوت نے جب یہ گیت سُنا۔ تو اُسے بہت غصّہ آیا۔ ایک دن اس نے مارے حسد کے یہ چاہا۔ کہ اپنے نیزے سے داؤدؑ کا کام تمام کر دے۔ مگر انہیں اللہ نے بال بال بچالیا۔

اس کے بعد طالوت نے داؤدؑ سے کہا۔ کہ میں اپنی بیٹی کی شادی تم سے کرنا چاہتا ہوں۔ مگر اس کا مہر یہ ہوگا۔ کہ تم فلسطینیوں کی سَو کھالیں لاؤ۔ طالوت نے یہ تجویز اس خیال سے کی تھی۔ کہ فلسطینی اس کا کام تمام کر دیں گے۔ مگر بہادر داؤدؑ نے فلسطینیوں پر چڑھائی کر کے اُن کے دو سَو آدمی قتل کر ڈالے۔ اور ان کی کھالیں گن کر بادشاہ کے آگے ڈھیر کر دیں۔ تب تو بادشاہ کو لاچار ہو کر اپنی بیٹی کی شادی حضرت داؤدؑ سے کرنی پڑی۔ مگر اب طالوت حضرت داؤدؑ کا جانی دشمن بن گیا۔ وہ اس بات سے بہت جلتا تھا۔ کہ حضرت داؤدؑ کی شہرت اور ہر دل عزیزی روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔

ایک عجیب بات یہ تھی۔ کہ بادشاہ کو جس قدر حضرت داؤدؑ سے نفرت اور عداوت تھی۔ بادشاہ کے بیٹے یوناتن کو حضرت داؤدؑ سے محبت والفت تھی۔ ان میں ہمیشہ کے لئے مہر و وفا کے عہد و پیمان ہوتے۔ موقع ملتا تو شہزادہ اپنے باپ سے حضرت داؤدؑ کی تعریف

Marfat.com

کرتا۔ اور جو شجاعت اُنہوں نے فلسطینیوں کے مقابلے میں دکھائی تھی اس کی داستانیں سنایا کرتا۔ بارے ان سفارشوں سے بادشاہ کا غصّہ کچھ دھیما ہؤا ۔

آخر حضرت داؤدؑ نے فلسطینیوں پر چوتھی دفعہ فتح پائی۔ اس سے بدظن بادشاہ کے دِل میں حسد کا شعلہ از سرِ نو بھڑک اُٹھا۔ اور وہ پھر ان کے قتل پر کمر بستہ ہؤا۔ مگر اللہ ان کا حافظ و ناصر تھا۔ وہ پھر بچ گئے۔ شہزادے نے پھر سفارش کی۔ مگر اس دفعہ بادشاہ کا غصّہ اس قدر حد سے زیادہ بڑھا۔ کہ وُہ خود اپنے بیٹے کے قتل پر ہی آمادہ ہو گیا۔ شہزادے نے یہ حالت دیکھ کر اپنے دوست کو سب حال سے آگاہ کیا۔ اور یہ صلاح دی۔ کہ خیر اسی میں ہے۔ کہ اب تم یہاں سے بھاگ جاؤ۔ چنانچہ اشکبار ہو کر اپنے دوست کو رخصت کیا۔ اور کہا۔ کہ ہم میں جو عہد مہر و محبّت ہؤا ہے۔ اُسے بھُول نہ جانا۔ یاد رکھنا۔ ہمیں تم بھُول نہ جانا جانی ۔

حضرت داؤد کا عالی حوصلہ سلوک طالوت سے

کچھ دنوں حضرت داؤد کی زندگی سخت خطرے میں رہی۔ مگر انہیں ذرا خوف نہ تھا۔ کیونکہ وہ خدائے تعالےٰ کی مدد پر پورا بھروسہ رکھتے تھے۔

Marfat.com

اور اللہ کی ذات پر بھروسہ رکھنے والے کسی سے نہیں ڈرتے۔ ایک دن طالوت نے تین ہزار آدمیوں کی جمعیت کے ساتھ داؤد کا پیچھا کیا۔ طالوت تکان سے چور ہو رہا تھا۔ اسے جنگل میں ایک غار مل گیا۔ اتفاق کی بات حضرت داؤد اور ان کے ہمراہی بھی اسی غار میں چھپے ہوئے تھے۔ وُہ ایک دم میں طالوت کا کچومر نکال دیتے۔ مگر حضرت داؤدؑ کی عالی حوصلگی سے یہ امر بہت بعید تھا۔ انہوں نے اپنے آدمیوں کو روکا۔ صرف اتنی بات پر بس کی۔ کہ طالوت کے عبائے شاہی کا تھوڑا سا کنارہ کاٹ لیا۔

اسی طرح ایک اَور دفعہ طالوت نے صحرائے ہنخیلہ میں داؤدؑ کا تعاقب کیا۔ ایسا اتفاق ہُوا۔ کہ رات کا سنسان وقت تھا۔ ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ طالوت اور اس کا سپہ سالار اور ہمراہی اپنے لشکر میں سوئے پڑے تھے۔ پہرے داروں کی بھی آنکھ لگ گئی۔ حضرت داؤد اُن کے خیمے میں اچانک جا گھُسے۔ ان کے ایک رفیق کے ہاتھ میں ایک نیزہ تھا۔ وہ چاہتا تھا۔ کہ طالوت کے سینے میں بھونک دے۔ لیکن حضرت داؤد نے روکا۔ کہ خبردار! مگر داؤد نے بادشاہ کے سرہانے سے ہتھیار اُٹھائے۔ اور باہر جاکر اُنہوں نے شور مچایا۔ تو طالوت جاگ اٹھا۔ کیا دیکھتا ہے۔ کہ داؤدؑ اس کے

Marfat.com

سب ہتھیار اُٹھالے گئے۔ جب اسے معلوم ہوا۔ کہ میری جان بالکل داؤد کے ہاتھ میں ہے۔ اور اُنہوں نے کس مردانگی سے دوبارہ اس کی جان بخشی کی۔ تب وہ اپنی ناشائستہ حرکات پر بہت نادم ہوا۔ اور فوج لے کر سخت شرمندگی کے ساتھ واپس گیا؛

اب آخری دفعہ فلسطینیوں اور بنی اسرائیل میں پھر جنگ چھڑ گئی اور طالوت بڑے لاؤ لشکر کے ساتھ مقابلے کو نکلا۔ مگر مقابلہ ہوتے اسے ایسا زخم کاری آیا۔ کہ جانبر ہونے کی امید نہ رہی۔ اور اس خوف سے کہ کہیں دشمن کے ہاتھ نہ پڑوں اپنے ہاتھ سے اپنا کام تمام کر کے دُنیا سے رخصت ہوا۔ اور اس کا بیٹا بھی اسی لڑائی میں مقتول ہوا۔ بادشاہ کی اس حرام موت سے حضرت داؤدؑ نے اپنے جانی دُشمن سے ہمیشہ کے لئے نجات پائی۔ مگر ان نیک دل نبیؑ نے ذرا بھی کسی خوشی کا اظہار نہ کیا۔ وہ بادشاہ کی صرف نیکیوں اور خوبیوں کا ذکر کیا کرتے تھے۔ اور بُری باتوں کا کچھ اشارہ نہ کرتے تھے۔ بلکہ جب حضرت داؤد کو اپنے دوست کے مارے جانے کی خبر ملی۔ تو وہ اس کے غم میں پھُوٹ پھُوٹ کر روئے۔ اور اسے بھائی کہہ کر یاد کرتے تھے۔ اور اس کی اور اپنی محبت کی مثال میں یہ کہا کرتے تھے۔ کہ ہم دونوں میں ایسی محبت تھی۔ جیسی ماں اور بچے میں ہوا

Marfat.com

کرتی ہے۔

حضرت داؤدؑ بادشاہ ہوگئے

بادشاہ اور شہزادے کی موت سے حضرت داؤدؑ کے لئے تخت شاہی کا راستہ صاف ہوگیا۔ اور ۲۹۶۸ھ آفرینش میں وہ بلا روک ٹوک بنی اسرائیل کے بادشاہ قرار پائے۔ انہوں نے یروشلم کو اپنا مسکن قرار دیا۔ اور افواج کی کثرت اور فتوحات کی شہرت سے تمام اقوام میں عزت و ناموری حاصل کی۔ ان کے بارہ سردار لشکر تھے۔ ہر ایک کے ماتحت چوبیس ہزار فوج تھی۔ اور سب کا امیر لشکر ابنیر تھا۔

حضرت داؤدؑ کو بادشاہ ہو کر بہت سی لڑائیاں پیش آئیں۔ اور انہوں نے یکے بعد دیگرے اقوام فلسطین سے مواب۔ شام۔ حجر اور عمونیوں کو تسخیر کیا۔ آپ کی فتوحات سے یروشلم میں بہت زرو جواہر اور مال غنیمت آیا۔ اور اپنی سلطنت کی حدود کو مصر سے دریائے فرات تک بڑھایا۔ کیا بلحاظ خوبیٔ قوانین۔ اور کیا بلحاظ تسخیر ممالک حضرت داؤدؑ کا عہد بنی اسرائیل کی تاریخ میں نہایت شاندار تھا۔

حضرت داؤدؑ نے انصاف گستری کے لئے عدالتیں قائم کرنے کی طرف بہت توجہ کی۔ بڑے ہوشمند لوگوں کو اپنا مشیر مقرر کیا۔

Marfat.com

اور دیانت دار لوگوں کو حاکم بنایا۔ خزانہ اور اراضیِ شاہی پر بڑے متدین لوگ تعینات کیے۔ اور تمام سلطنت کا بہت اچھا انتظام کیا۔

حضرت داؤد کے کاموں میں سب سے بڑی بات وحدانیتِ باری تعالےٰ کی تلقین و ہدایت کا کام تھا۔ اُنہوں نے کوہِ صیہون پر جو یروشلم کے قریب تھا۔ حسبِ سنّتِ موسوی ایک نہایت عالیشان خیمہ بنوایا۔ تاکہ تابوتِ سکینہ اس میں رکھا جائے۔ چنانچہ جب وُہ تیار ہو گیا۔ تو وُہ مقدّس صندوق بڑے تزک و احتشام سے وہاں پہنچایا گیا۔ اس کے جلوس میں تمام شہزادے ارغوانی لباس پہنے ہوئے ہمراہ تھے۔ اور بزرگانِ دین نہایت بیش قیمت جُبّوں میں ملبوس اور تین ہزار سپاہ مسلّح جلو میں تھی۔ اور خلقت کا تو کچھ شمار نہ تھا۔ جو لوگ تابوت کے آگے اور اس کے چاروں طرف تھے۔ وہ نفیریاں اور بربط بجا رہے تھے۔ اور جھانج اور بگل بھی بجتے جاتے تھے۔ حضرت داؤدؑ خود سب بزرگانِ دین سے آگے آگے بربط نوازی کرتے جاتے تھے ہر قدم پہ ایک بیل اور ایک بچھڑا خداوند کے نام پاک پر ذبح ہوتا جاتا تھا۔

اس کے بعد حضرت داؤدؑ نے بزرگانِ دین کو چوبیس جماعتوں میں تقسیم کیا۔ ہر جماعت باری باری عبادتِ الٰہی کے فرائض انجام دیتی

Marfat.com

تھی۔ خاندان لاوی میں سے چار سو خوش الحان لوگ منتخب کئے گئے تھے۔ جن کا فرض یہ تھا۔ کہ ہر روز اللہ تعالےٰ کی حمد گائیں۔ اور اس کے ساتھ آلاتِ موسیقی بھی کام میں لائیں ؟

شہزادہ بغاوت کرتا ہے

تقدیر کی بات حضرت داؤدؑ سے ایک بہت بُرا کام ہو گیا۔ ان کا ایک سردارِ لشکر اُریا نام تھا۔ اس کی بیوی نہایت حسین تھی۔ اتفاق سے حضرت داؤدؑ نے کہیں اُسے دیکھ لیا۔ اور تھوڑے دنوں کے بعد اُریا کو لڑائی میں بھیج دیا۔ جہاں اس بیچارے نے اپنے آقا کے نام پر جان قربان کر کے سُرخروئی حاصل کی۔ تو حضرت داؤدؑ نے اس کی بیوہ سے نکاح کر لیا۔ ایک نیک مرد نے نڈر ہو کر حضرت داؤد کو ان کی اس غلطی پر سخت ملامت کی۔ تب داؤد نے بارگاہ الٰہی میں بہت تضرع اور ابتہال کے ساتھ اپنے قصور کی معافی مانگی۔ اور اللہ تعالےٰ نے ان کی عاجزی و کمزوری معاف فرمائی۔ لیکن بطورِ سزا وہ چند ابتلاؤں میں ڈالے گئے ؟

ان میں سب سے سخت ترین ابتلا اپنے پیارے بیٹے کی بغاوت تھی۔ ابسلوم ان کا بیٹا نہایت خوبصورت نوجوان تھا۔ تمام

Marfat.com

بنی اسرائیل میں کوئی ایسا سجیلا جوان نہ تھا۔ وہ لوگوں میں بہت ہردل عزیز تھا۔ ابسلوم نے طاقت حاصل کر کے سرکشی اختیار کی۔ چونکہ لوگ اس سے محبت رکھتے تھے۔ بہت آدمی اس کے طرفدار بن گئے۔ حضرت داؤدؑ گھبرا کر یروشلم کو چھوڑ کر چلے گئے۔ اور برہنہ پا و برہنہ سر کوہِ زیتون کو اس پریشانی میں گئے۔ کہ تمام راستہ آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ راہ میں انہیں طالوت کے خاندان کا ایک آدمی ملا۔ خیال تھا۔ کہ اس مصیبت میں شاید کچھ ہمدردی کرے لیکن اس بے درد نے ان پر پتھر پھینکے۔ اور خونی آدمی کہہ کر ان پر لعنتیں کیں۔ حضرت داؤدؑ کے ایک آدمی نے چاہا۔ کہ اُسے قتل کر ڈالے۔ مگر داؤدؑ نے منع کیا۔ اور کہا۔ کیا عجب ہے خدا اس کی لعنت کو میرے حق میں موجبِ برکت کر دے۔

ابسلوم نے دریائے یردن تک اپنے باپ کا تعاقب کیا۔ مگر جب مقابلہ ہؤا۔ تو ابسلوم کو شکست ہوئی۔ اور بہت بُرا انجام ہؤا۔ یعنی وُہ خچرّ پر سوار ایک درخت کے نیچے سے گذرا۔ جس کی شاخیں بہت نیچے جھکی ہوئی تھیں۔ بدنصیب جوان کے لمبے لمبے بال درخت کی شاخ میں اُلجھ گئے۔ خچرّ نیچے سے گذر گیا۔ اور ابسلوم اس درخت میں لٹکتا رہ گیا۔ جب بادشاہ کے ایک سردارِ لشکر کو یہ

Marfat.com

معلوم ہوا۔ تو وہ وہاں بھاگا گیا۔ اور ابسلوم کے کلیجے میں تین برچھیاں بھونک دیں۔ اور پھر اس کی لاش ایک گہرے غار میں ڈھکیل کر اس کے اوپر بہت سے پتّھر ڈال دیئے ؂

جب حضرت داؤدؑ کو اپنے بیٹے کی موت کی خبر پہنچی۔ تو اُن کو بے انتہا صدمہ ہُوا۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ اور کہتے تھے میرے بچّے ابسلوم۔ کاش تیرے بدلے میں مرجاتا۔ ہائے ابسلوم۔ میرے بچّے ابسلوم! اس واقعہ کے بعد داؤدؑ یروشلم کو واپس آگئے۔ اور بہت لوگ ان سے ملنے آئے ؂

حضرت داؤدؑ کے آخری ایّام

حضرت داؤدؑ نے تیس برس کی عُمر سے ستّر برس کی عُمر تک سلطنت کی۔ اور اب اپنا اخیر وقت دیکھ کر انہوں نے اعیان و سرداران سلطنت و عمائد قوم کو جمع کیا۔ اور ان سے کہا۔ کہ میرا دلی ارادہ یہ تھا۔ کہ خداوند تعالےٰ کی عبادت کے لیئے بجائے خیمے کے ایک ہیکل یعنی بیت المقدس بناؤں۔ چنانچہ اس کے لیئے چاندی سونا۔ لوہا۔ پیتل۔ لکڑی۔ پتّھر سب سامان جمع کیا۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے مُجھ ظالم گنہگار کے ہاتھ سے جس نے اس قدر خون ریزیاں

Marfat.com

کیں۔ یہ مقدس کام کروانا پسند نہ فرمایا۔ انشاء اللہ میرا بیٹا سلیمان میرے بعد اس نیک کام کو انجام تک پہنچائے گا۔ چنانچہ حضرت داؤدؑ نے اپنے بیٹے کو ہیکل کی تعمیر کے باب میں ذرا ذرا سی بات کی ہدایات دیں۔ اور سمجھایا۔ کہ اس کام کو بہت ضروری جاننا۔ کیونکہ یہ آدمی کے رہنے کا گھر نہیں ہے۔ بلکہ بیت اللہ یعنی خدائے پاک کا گھر ہوگا۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے بیٹے سلیمان کو نیکی اور خدا پرستی کے طریق پر استقامت رکھنے کی تاکید فرمائی۔ پھر سنہ ۳۰۰۸ آفرینش میں آپ کا انتقال ہوگیا۔ اور کوہِ صیہون پر آپ مدفون ہوئے۔

حضرت داؤدؑ کو منجملہ اور اوصاف کے اللہ تعالےٰ نے ایسی خوش آوازی عنایت فرمائی تھی۔ کہ جس وقت وہ کلامِ الٰہی کی تلاوت کرتے تھے۔ تو وحوش وطیور تک پر بھی اس کا اثر ہوتا تھا۔

آپ زِرہ بنانے کا کام بھی جانتے تھے۔ اور باوجود ثروت سلطنت کے کہ بحر وبر کے مالک تھے۔ اسی کام کی اُجرت سے اپنا گذارہ کرتے تھے۔

جس طرح حضرت موسیٰؑ نے وحیِ الٰہی کی مدد سے توریت لکھی۔ اسی طرح حضرت داؤدؑ نے اسی وحیِ خداوندی کے چشمے سے

Marfat.com

فیضیاب ہوکر کتاب زبورؔ لکھی۔ یہ کتاب نہایت دلگداز اور مؤثّر دُعاؤں اور مناجاتوں کا مجموعہ ہے۔ جس کے پڑھنے سے حلاوتِ ایمان اور رقّتِ قلب حاصل ہوتی ہے ؂

Marfat.com

حضرت سلیمان علیہ السّلام

(تخت نشینی ۲۹۸۹ء - وفات ۳۰۲۹ء آفرینش)

حضرت داؤدؑ کے بعد ان کے بیٹے سلیمان تخت نشین ہوئے۔ انہیں بھی باپ کی طرح سلطنت اور نبوّت دونوں چیزیں حاصل تھیں۔ خدا نے اُنہیں اس قدر وسیع سلطنت اور اتنا اقتدار عطا فرمایا تھا۔ کہ شاید ہی کسی کو نصیب ہوا ہو۔ انسان تو خیر محکوم تھے ہی۔ چرند پرند اور تمام جانور یہاں تک کہ ہوا تک کو اُن کا فرماں بردار کیا۔ اسی سبب سے وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ بآسانی چلے جاتے تھے۔

بیت المقدس تعمیر کرنے کی تجویز حضرت داؤدؑ کی تھی۔ لیکن اس تجویز کو عمل میں لانے والے حضرت سلیمان علیہ السلام تھے۔ آپ نے دُوسرے ملکوں سے سنگ تراش اور بڑے اعلےٰ درجے کے صنّاع بُلائے۔ اور بڑی عالیشان عمارت بنوائی۔ جس کی چھت اور دیواروں پر صنوبر کے تختے جڑے گئے۔ اور انہیں آبدار کندن سے منڈھا ہوا تھا۔

Marfat.com

اور ان پر کھجور کے درختوں اور کروبی فرشتوں کی تصویریں کندہ تھیں۔ انہوں نے سبز۔ سفید اور زرد پتھروں سے بیت المقدس کی مسجد کی چاردیواری بنائی۔ اور مسجد کی چھت میں چاندی۔ سونا۔ موتی۔ لعل ہیرے۔ یاقوت۔ فیروزے اور اَور طرح طرح کے بیش قیمت جواہرات جڑوائے۔ جن کی چمک سے وہ عبادت خانہ رات میں بھی دن کی طرح روشن رہتا تھا۔

حضرت سلیمانؑ کا تخت بھی عجائباتِ عالم میں سے تھا۔ رُوئے زمین پر ایسا تخت کہیں نہ تھا۔ یہ تمام نہایت خوشنما ہاتھی دانت کا بنا ہوا تھا۔ اس پر خالص کندن سے کام کر کے اسے زرنگار بنایا تھا۔ اس کی تکیہ گاہ اور سامنے کی رو کار گول تھیں۔ دائیں بائیں دونوں طرف سہارے کے لئے دو بازو تھے۔ اور دونوں طرف ان کے برابر برابر شیر ببر بنا کر کھڑے کئے تھے۔ اس تخت پر چھ سیڑھیاں چڑھ کر پہنچتے۔ اور ان سیڑھیوں کے دونوں طرف چھ چھ شیر کھڑے تھے۔ غرض اس کی صنعت و حکمت دیکھنے والے کو حیرت میں ڈالتی تھی۔

حضرت سلیمان اپنے نعمت خانے سے کچھ نہ کھاتے تھے۔ خدا کے حکم سے زنبیلیں سیتے تھے۔ اور انہیں بیچ کر اپنے ہاتھ سے

Marfat.com

جَو کا آٹا پیس کر روٹی پکا کے ہر شام بیت المقدس میں جاتے ۔ اور روزہ دار غریب درویشوں کو ساتھ بٹھا کر کھاتے ۔ اور خدا کا شکر ادا کرتے ۔ کہ تو نے مجھے ایسا بنایا ۔ کہ بادشاہوں میں بادشاہ ہوں ۔ درویشوں میں درویش ہوں ۔ اور پیغمبروں میں پیغمبر ؛

ایک دن حضرت سلیمانؑ کا تخت ایسی جگہ زمین پر اُترا ۔ جہاں چیونٹیوں کی بستی تھی ؛ ایک چیونٹی نے کہا ۔ کہ اے چیونٹیو ! اپنے سُوراخوں میں گھس جاؤ ۔ کہ سلیمانؑ کا لشکر آتا ہے ۔ ایسا نہ ہو ۔ اس کے لشکر کے گھوڑے تم کو کُچل ڈالیں ؛ سلیمانؑ نے اس سے پُوچھا ۔ کہ تم کون ہو ۔ اور کیا کہتی ہو ؟ اس چیونٹی نے کہا ۔ کہ مَیں چیونٹیوں کی ملکہ ہوں ۔ مَیں چاہتی ہوں ۔ کہ میری رعیّت آرام سے رہے ۔ ان کی غم خواری مجھ پر واجب ہے ۔ اس لئے مَیں نے اُن کو کہہ دیا ۔ کہ حضرت سلیمانؑ کا لشکر آتا ہے ۔ ایسا نہ ہو ۔ تم بے خبری میں کچلی جاؤ ۔ اس کے بعد اس چیونٹی نے حضرت سلیمانؑ سے مختلف نصیحت کی باتیں کہیں ۔ کہ اپنی رعیت کی نگہبانی کرو ۔ عدل و انصاف سے کام لو ۔ آپ کو خدا نے نبوّت اور سلطنت دی ہے ۔ اس کا شکر بجا لاؤ ؛ سلیمانؑ اس کی ان باتوں سے بہت خوش ہوئے ۔ اور جب اُنہوں نے وہاں سے جانا چاہا ۔ تو چیونٹی نے بڑی عاجزی سے عرض کی

Marfat.com

کہ حضرت اپنے لشکر سمیت آج یہیں کھانا کھائیں۔ سلیمانؑ نے ازراہ غریب نوازی منظور کیا۔ چیونٹی بچاری کی کیا بساط؟ ایک ران ٹڈی کی لاکر سامنے رکھ دی۔ سلیمانؑ مسکرائے۔ مگر اللہ غریبوں کے مال میں برکت دیتا ہے۔ کہ حضرت سلیمانؑ اور اُن کا لشکر اسی ٹڈی کی ران سے سیر ہو گئے۔

ایک دن فوج کا جائزہ لیتے ہوئے سلیمانؑ نے ہُدہُد کو نہ پایا۔ غیر حاضری کا سبب دریافت کیا۔ اتنے میں ہُدہُد بھی آپہنچا۔ اور اس نے عرض کیا۔ کہ مَیں شہر سبا سے آرہا ہوں۔ میں نے وہاں کی ملکہ کو دیکھا۔ جس کا نام بلقیس ہے۔ اس کا تخت لعل و جواہر کا ہے۔ وُہ اپنے ملک پر بہت دانائی سے حکومت کرتی ہے۔ لیکن اس کا دین درست نہیں۔ وُہ سورج کی پُوجا کرتی ہے۔ اور اس کی قوم بھی آفتاب پرست ہے۔ اس نے ابھی تک نکاح بھی نہیں کیا۔

حضرت سلیمانؑ نے فرمایا۔ کہ میں تمہارے اس بیان کی تصدیق کرانا چاہتا ہوں۔ لو مَیں یہ خط لکھتا ہُوں۔ تم فوراً جاؤ۔ اور یہ خط اس کو پہنچاؤ۔ اور اس کا جواب لاؤ۔ یہ کہہ کر آپ نے خط لکھا۔ اور لفافے میں بند کیا۔ اور اس پر مُہر لگا کر ہُدہُد کے حوالے کیا۔ ہُدہُد خط لے کر بلقیس کے شہر میں پہنچا۔ بلقیس نے خط لے کر بڑے شوق

Marfat.com

سے کھولا۔ اور پڑھا۔ اور جب اُسے سلیمانؑ کی سلطنت اور نبوّت کا حال معلوم ہوُا۔ تو اس نے ان سے رابطہ، اتحّاد پیدا کرنا چاہا۔ چنانچہ گراں بہا تحائف اپنے ایلچیوں کے ہاتھ آپ کی خدمت میں بھیجے۔ جب ملکۂ سبا کے ایلچی حضرت سلیمانؑ کے پایہ تخت میں پہنچے۔ تو وہاں کی شان وشوکت کے آگے اپنی ملکہ کی سلطنت اُنہیں ہیچ نظر آئی ؛

حضرت سلیمانؑ کے پاس بلقیس کے تحائف پہنچے۔ تو جواب میں اُنہوں نے بھی نہایت نادر اور قیمتی چیزیں ملکہ بلقیس کو بھیجیں جنہیں دیکھ کر ملکہ نہایت خوش ہوئی۔ اور اُس نے ارادہ کیا۔ کہ مَیں خود حضرت سلیمانؑ کے پاس جاؤں۔ چنانچہ سفر کا پورا پورا انتظام کرکے سات سَو کنیزوں کا ایک لشکرِ عظیم بنایا۔ تاکہ اپنے ہمراہ لے جاکر اپنی شوکت کا اظہار کرے ؛

خبر دینے والوں نے سلیمانؑ کو خبر پہنچائی۔ کہ ملکہ سبا بلقیس حضرت کے دیدار کے لئے حاضر ہوتی ہے۔ حضرت سلیمانؑ نے اس کی عقل کا امتحان کرنا چاہا۔ اُنہوں نے اپنی تخت گاہ کے سامنے ایک حوض بنوایا۔ جس میں شفاف پانی بھرا۔ مچھلیاں اور مُرغابیاں بناکر اس میں چھوڑیں۔ اور اس کی سطح کے اوپر ایک مضبوط فرش شیشے کا ایسا عُمدہ اور صاف بنوایا۔ کہ باہر سے پانی ہی نظر آتا تھا۔ شیشے کا

Marfat.com

فرش معلوم نہ ہوتا تھا۔

تھوڑے دنوں میں دار الخلافے میں بلقیس کی آمد کی دھوم دھام ہوئی۔ حضرت سلیمانؑ کے اُمراء و وزراء نے استقبال کیا۔ اور اسے حضرت سلیمانؑ کے ایوانِ خاص کی طرف لے چلے۔ جب وہ تخت گاہ کے سامنے آئی۔ اس کی نظر حوض پر پڑی۔ وہ سمجھی کہ یہاں پانی ہے اُس نے اپنے پائنچے اُٹھائے۔ کہ پانی میں چلے۔ سلیمان نے اسے پُکار کر کہا۔ کہ یہ شیشے کا فرش ہے پانی نہیں۔ بلقیس اس طرح دھوکا کھانے پر سخت شرمندہ ہوئی۔ حضرت سلیمانؑ نے اسے نہایت عزّت و تکریم سے بٹھایا۔ حضرت سلیمانؑ کے کاریگروں نے بلقیس کو ایک اَور دھوکا دینا چاہا۔ وہ اس کے ڈیرے سے اس کا تخت اُٹھا لائے اور اس میں ایسا ردّ و بدل کر دیا۔ کہ بالکل اَور ہی قسم کا تخت بن گیا کوئی نہیں کہہ سکتا تھا۔ کہ یہ وہ تخت ہے۔ مگر بلقیس دیکھتے ہی بول اُٹھی۔ کہ یہ تو میرا ہی تخت ہے۔ یہ یہاں کس طرح آ گیا۔

غرض عقل و دانش کی اس قسم کی آزمائشوں کے بعد حضرت سلیمانؑ بلقیس کو اپنے نکاح میں لائے۔ بلقیس آپ کے معجزات دیکھ ایمان لا ہی چکی تھی۔ اب نبی کی بیوی ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ وہ سلیمان کو اس قدر عزیز ہوئی۔ کہ اُنہوں نے اپنی سات سَو بیویاں پہلے

Marfat.com

شرف دیا۔ اور ایک علیحدہ مکان عالی شان اس کے رہنے کے لئے بنوایا ؛

فہم و فراست کی حکایتیں

حضرت سلیمانؑ کے فہم و فراست کی بہت سی حکایتیں مشہور ہیں اُن میں سے ایک یہ ہے :۔

مُردہ بچّے کا قصّہ سلیمانؑ کے پاس دو عورتیں آئیں۔ ایک عورت نے فریاد کی۔ حضور! ہم دونوں ایک ہی مکان میں رہتی ہیں۔ اتفاقاً ہم دونوں کے ایک ہی رات بچّے پیدا ہوئے تھے۔ چند روز بعد اس عورت کا بچّہ مرگیا۔ رات کا وقت تھا۔ مَیں سوئی ہوئی تھی۔ اس نے جیتا جاگتا بچّہ میری چارپائی پر سے اُٹھا لیا۔ اور مُردہ بچّہ میرے ساتھ لٹا دیا۔ صبح کے وقت جب مَیں اٹھی۔ مَیں نے بہت غور سے دیکھا۔ تو معلوم ہُوا۔ یہ میرا بیٹا نہیں ہے۔ مَیں نے اس سے کہا۔ کہ وہ زندہ بچّہ میرا ہے۔ اور مُردہ تیرا۔ اس نے مجھے ہزار ہزار بے نقط سُنائیں۔ کہ بچّہ تو مرگیا ہے۔ اپنے اور دُوسرے بچّوں کی نسبت خواہ مخواہ بُرے لفظ مُنہ سے نکالتی ہے۔ میں اس لئے دربار میں حاضر ہوئی ہوں۔ کہ حضور دادرسی فرمائیں

اور مجھ مظلوم کا انصاف کریں ؂

حضرت سلیمانؑ نے غور کیا۔ اور سوچنے کے بعد حکم دیا۔ کہ اس زندہ بچے کو بیچ میں سے چیر کر برابر دو ٹکڑے کردو۔ ایک حصہ ایک عورت لے جائے۔ اور دوسرا دوسری کو دے دیا جائے؂ اِس حکم کے سننے سے دربار میں سناٹا چھا گیا۔ امیر وزیر حیران تھے۔ کہ یہ کیا انصاف ہے۔ اتنے میں وہ عورت جس کا بچہ تھا چلاّ اُٹھی۔ حضور اسے قتل نہ کیجئے۔ اور اسی عورت کو دے دیجئے میں اس کی دعوے دار نہیں ہوں ؂

یہ سُن کر حضرت سلیمانؑ نے بچہ لے کر اس عورت کے حوالے کیا۔ جو چلائی تھی۔ اور کہا۔ کہ بچہ تیرا ہے۔ تو اسے لے جا۔ اگر تیرا نہ ہوتا۔ تو تُو اس کے قتل ہونے کے حکم پر اس درد سے نہ چلاّتی ؂

بکریوں کا قصّہ

اسی طرح ایک دفعہ دو شخص آپس میں جھگڑتے ہوئے آپ کے والدِ ماجد یعنی حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں آئے۔ ان میں سے ایک نے کہا۔ کہ اس شخص کی بکریوں نے میرا تمام کھیت چر لیا۔ بکری والے کے پاس سوائے بکریوں کے اَور کچھ نہ تھا۔

Marfat.com

جس سے کھیت کا نقصان پورا کرتا۔ اور کھیت کا نقصان بکریوں کی قیمت سے زیادہ تھا۔ اس لئے حضرت داؤدؑ نے یہ حکم دیا۔ کہ بکری والے کی تمام بکریاں کھیت والے کو دی جائیں۔

بیچارہ بکریوں والا روتا ہوا آپ کی عدالت سے باہر نکلا۔ حضرت سلیمانؑ اُس زمانے میں ابھی بچے ہی تھے۔ آپ نے اس سے رونے کا سبب پوچھا۔ اور جب سب حال سن لیا۔ تو والدِ بزرگوار کی خدمت میں آ کر عرض کی۔ کہ آپ نے ٹھیک انصاف نہیں کیا۔ اس غریب بکریوں والے پر ظلم ہوا ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے پوچھا۔ تمہاری رائے میں اس کا انصاف کس طرح ہونا چاہئے تھا؟ آپ نے فرمایا۔ کہ بکریاں بیشک کھیت والے کے حوالے کی جائیں۔ اور وہ ان کا دودھ لیتا رہے۔ بکریوں والے کو حکم دیا جائے۔ کہ وہ کھیت کو پانی دے دے کر اسے پھر پہلی طرح سر سبز کر دے۔ جب کھیت پہلی حالت پر آ جائے تو وہ کھیت کھیت والے کو دے دیا جائے۔ اور بکریاں بکری والے کو واپس کر دی جائیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس فیصلے کو پسند فرمایا۔ اور اپنا حکم منسوخ کر کے اسی طرح حکم صادر فرمایا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے چالیس سال کی بے نظیر سلطنت کے

Marfat.com

بعد ۹۷۵ سال قبل از مسیحؑ انتقال کیا۔ اور اپنے والدِ ماجد کی قبر کے پاس جا سوئے ؂

بنی اسرائیل متفرّق ہو گئے

(سنہ ۳۰۲۹-۳۲۸۳ آفرینش)

حضرت سلیمانؑ کے انتقال کے بعد ملک شام میں بنی اسرائیل کی سلطنت کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ حضرت سلیمانؑ کے بیٹے کے ماتحت بنی اسرائیل کی بارہ قوموں میں سے صرف دو قومیں یہودا اور بن یامین رہ گئیں۔ جو سلطنت یہودا کے نام سے یروشلم سے وابستہ رہیں۔ باقی دس قوموں نے ایک جُدا سلطنت اسرائیل کے نام سے قائم کی۔ اور سامرہ اس کا دار الخلافہ قرار پایا۔ سلاطین اسرائیل ڈھائی سو سال تک حکمران رہے۔ اس زمانے میں لوگوں نے توریت کے احکام پر عمل کرنا بالکل چھوڑ دیا تھا۔ اور سخت گمراہی اور بُت پرستی میں ڈوب گئے تھے۔ ان کی ہدایت و اصلاح کے لئے اور نیز ان لوگوں کو سزا دینے کے لئے اللہ تعالےٰ نے وقتاً فوقتاً ان میں انبیاء مبعوث کئے۔ جن میں سب سے اوّل حضرت الیاسؑ ہیں ؂

Marfat.com

حضرت الیاسؑ

نبوّت سنہ ۳۰۹۴ آفرینش۔

آسمان پر گئے سنہ ۳۱۰۸ آفرینش

جب حضرت الیاسؑ نبی ہو کر آئے۔ اُس وقت اسرائیل پر احاب حکمران تھا۔ اس بادشاہ نے نالائقیوں اور بدکرداریوں میں اپنے مُلک کے سب بادشاہوں کو مات کر دیا تھا۔ اُس نے ایک بُت پرست عورت سے جا کر نکاح کیا۔ اور شہر سامرہ میں جا کر بعلؔ بُت کو پُوجا۔ اور اس کے آگے سجدہ کیا۔ اور اپنی بیوی کے کہنے سے اُس کے لئے ایک عالیشان بُت خانہ بنوایا۔ تاکہ لوگ بیت المقدّس کی بجائے سامرہ میں بعل کی عبادت کے لئے جایا کریں۔ اس عبادت خانے میں ساڑھے چار سو پجاری دن رات بعل کی پُوجا میں مشغول رہتے تھے۔ اسی پر بس نہیں کیا۔ بلکہ اس نے خدا پرستوں کو چُن چُن کر قتل کروایا۔ جب بادشاہ کا یہ حال ہو۔ تو رعیّت کا تو کیا ٹھکانا ہے؟ تمام مُلک میں گناہ اور بدکاری کا بازار گرم تھا۔ تب اللہ تعالےٰ نے حضرت الیاسؑ کو نبی بنا کر بھیجا۔ اور اُنہوں نے

Marfat.com

جا بجا پھر خدائے واحد کی عبادت کے لئے وعظ و تلقین کرنا شروع کیا۔ مگر بادشاہ اور لوگوں پر ان کی وعظ و نصیحت کا کچھ اثر نہ ہوُا + جب احاب نے اپنی بدکرداریوں سے خدا کو اس قدر ناخوش کیا۔ تو حضرت الیاسؑ کو اللہ تعالےٰ نے حکم کیا۔ کہ احاب کو جاکر سمجھائیے۔ کہ تمہارے گناہوں کے سبب تم پر خشک سالی کا عذاب نازل کیا جائے گا۔ اور جب تک تم توبہ نہ کروگے بارش نہ ہوگی +

احاب حضرت الیاسؑ کی اس بات سے سخت ناراض ہوُا۔ اور چاہا۔ کہ ان کو قتل کردے۔ مگر خدائے تعالےٰ نے اُنہیں اس کے بدارادے سے خبردار کردیا۔ وہ پہاڑوں میں چلے گئے۔ اور ایک نالے کے کنارے چھُپے رہے۔ جہاں خدا کی قدرت سے کوّے انہیں روٹی لاکر کھلاتے تھے +

کچھ عرصے کے بعد حضرت الیاسؑ ایک اَور شہر میں چلے گئے۔ اور ایک بُڑھیا کے پاس جاکر رہے۔ اس بُڑھیا نے اُنہیں کھانے کو دیا۔ اس سے اس کے گھر میں باوجود قحط سالی کے بہت برکت اور خوشحالی ہوئی +

ساڑھے تین سال تک اس بدکار قوم پر پانی کی ایک بُوند تک نہ پڑی۔ پھر بھی وُہ لوگ اپنی شرارتوں سے باز نہ آئے + تب خدا کے

Marfat.com

حکم سے حضرت الیاسؑ احاب کے پاس پھر گئے۔ اور کہا۔ کہ اے بادشاہ! تو اپنے ساڑھے چار سو پجاریوں کو جو بعل کی پوجا میں لگے رہتے ہیں بلا۔ وہ اور سب بنی اسرائیل کارمل پہاڑ پر جمع ہوں۔ اور قدرتِ حق کا تماشا دیکھیں۔ یعنی دو بیل منگائے جائیں۔ ان میں سے ایک بیل کو وہ پجاری پسند کریں۔ اور ایک میرے لئے رہنے دیں۔ وُہ اپنے بیل کو ذبح کر کے بعل کے لئے قربانی چڑھانے کے واسطے لکڑیاں چنیں۔ مگر اُن کے نیچے آگ نہ رکھی جائے۔ مَیں بھی اسی طرح لکڑیاں چُن کر اپنا بیل ذبح کروں گا۔ اور اس کا گوشت خدائے واحد کے نام پر قربانی چڑھانے کو لکڑیوں پر رکھوں گا۔ اس کے نیچے بھی آگ نہ ہوگی۔ جب یہ سب تیار ہو جائے۔ تو یہ اپنے معبود بعل سے التجا کریں۔ اور مَیں اپنے خدائے واحد برحق سے دُعا کروں گا۔ جس کا معبود آگ سے جواب دے۔ وہی سچا۔

تمام بنی اسرائیل نے اس بات کو خوشی سے پسند کیا۔ اور جس طرح حضرت الیاسؑ نے کہا تھا۔ دونوں طرف لکڑیاں چُنی گئیں۔ اور اپنے اپنے مذبح پر قربانیاں چڑھائی گئیں۔ صبح سے دوپہر تک وُہ سب پجاری بڑی التجاؤں کے ساتھ بعل کو بُلاتے رہے۔ مگر وُہ گونگا بہرا۔ اندھا بُت بھلا کیا جواب دیتا۔ حضرت الیاسؑ ہنستے تھے۔

Marfat.com

اور کہتے تھے - چیخ چیخ کر بلاؤ- بعل صاحب شاید سوتے ہونگے - وہ بہت چلّائے- مگر ان کا بعل نہ جاگا ۔

اب حضرت الیاسؑ کی باری آئی- اُنہوں نے اپنے مذبح کے گرد ایک نالی کھود دی- اسے پانی سے بھر دیا- اور پانی کے کئی گھڑے لکڑیوں پر بھی ڈالے- پھر اللہ سے التجا کی۔ کہ اے خدائے برحق! ان گمراہوں کو اپنی قدرت کا کرشمہ دکھا ۔ حضرت الیاسؑ بڑے تضرع سے جناب باری تعالےٰ کے آگے دست بدعا تھے- کہ آسمان سے آگ اُتری ۔ جو قربانی اور لکڑیوں کو بھسم کر گئی- نالی کے پانی تک کا نشان باقی نہ چھوڑا ۔ تب تو وہ لوگ خدا کے آگے سربسجود ہوئے- اور بے اختیار پکار اُٹھے- خدا ہی معبود برحق ہے- وہی سچا خدا ہے۔ بعل کے بدبخت پجاری پھر بھی ایمان نہ لائے- آخر وہ قتل کئے گئے ۔ ان کا قتل ہونا- اور لوگوں کا ایمان لانا تھا- کہ بادل آیا- اور باران رحمت موسلا دھار برسنا شروع ہُوا- اتنا برسا- کہ جل تھل بھر گئے ۔

مگر بادشاہ کی ملکہ نہایت خبیث اور سیاہ باطن عورت تھی- وہ بادشاہ کو کسی طرح سیدھے رستے پر نہ چلنے دیتی تھی- چنانچہ اس نے ایک اَور بڑا بھاری گناہ کیا- بادشاہ کے محل کے پاس ایک غریب

Marfat.com

ہمسائے کا باغ تھا۔ بادشاہ کو گوارا نہ تھا۔ کہ اس شخص کا باغ بادشاہ کے محل سے ملا ہوا ہو۔ بادشاہ نے اسے خریدنا چاہا۔ مگر اس ہمسائے نے اپنے باپ دادا کی جائداد کو چھوڑنا پسند نہ کیا۔ اس سے بادشاہ بہت غمگین ہوا + جب ملکہ کو یہ حال معلوم ہوا۔ تو اس شریر عورت نے چند جھوٹے گواہ بنا کر ہمسایہ پر کفر اور بغاوت کا الزام لگایا۔ اور ان جرموں میں اس بے گناہ کو قتل کروا دیا + تب اللہ کے حکم سے الیاسؑ بادشاہ کے پاس گئے۔ اور کہا کہ اے بادشاہ۔ تو نے جو بے انصافی اور بدی کا کام کیا ہے۔ اس کا بدلہ تجھے یہ ملے گا۔ کہ کتے تیرا خون چاٹیں گے۔ اور کتے ہی تیری ملکہ کا گوشت کھائینگے + حضرت الیاسؑ کا فرمودہ لفظ بہ لفظ پورا ہوا + حاب کو لڑائی میں مہلک زخم لگا۔ اور اس کا خون زمین پر گرا۔ اور جب اسے اٹھا کر لے گئے۔ تو اس خون کو کتوں نے چاٹا + بادشاہ اس زخم سے جانبر نہ ہوا۔ اور تھوڑے عرصے کے بعد ملکہ دوسرے بادشاہ کے حکم سے محل کے اوپر سے گرائی گئی۔ اور گھوڑوں کے پاؤں میں روندی گئی۔ اور جب لوگ اس کی لاش لینے آئے۔ تو دیکھا۔ کہ کتوں نے اسے چیر پھاڑ کر برابر کر دیا تھا۔ صرف کھوپری اور ہتھیلیاں پڑی تھیں +

حضرت الیاسؑ ایک روز کھیت میں سے گذرے۔ جہاں ایک

Marfat.com

شخص اپنے کھیت میں ہل چلا رہا تھا۔ اس شخص کا نام **الیسع** تھا۔ وہ آپکو دیکھ کر آپ کے قدموں میں گر پڑا۔ اور آپ کے ساتھ ہو لیا۔ آپ نے فرمایا۔ تُو جا۔ میرے ساتھ کیوں آتا ہے؟ وہ پلٹا۔ پھر اپنا بیل لایا۔ اور اور اُسے ذبح کیا۔ اور اپنا ہل جلا کر اس کا گوشت پکایا۔ اور خدا کی راہ میں لوگوں کو کھلایا۔ حضرت الیاسؑ اس کی خلوص نیت اور حق پرستی سے بہت خوش ہوئے۔ پھر وہ آپ کا خادم بن کر آپ کے ساتھ رہا۔ اور برکاتِ نبوت سے ہمیشہ فیضیاب ہوتا رہا۔

جب حضرت الیاسؑ کے دُنیا سے اُٹھنے کا وقت قریب آیا۔ تو وہ چاہتے تھے۔ کہ الیسع کو پہلے ہی رُخصت کر دیں۔ مگر وُہ ایک دم کو علیحدہ نہ ہوتے تھے۔ آخر وہ دونوں چلتے چلتے دریائے یردن کے کنارے پہنچے۔ حضرت الیاسؑ نے اپنی چادر لے کر دریا پہ ماری۔ دریا پھٹ گیا۔ اور خشک راستہ نکل آیا۔ اور حضرت الیاسؑ اور الیسع اُس خشک راستے سے عبور کر گئے۔ پار جا کر حضرت الیاسؑ نے اپنے رفیق سے کہا۔ کہ میرے رخصت ہونے کا وقت آگیا ہے۔ میرے رُخصت ہونے سے پہلے مجھے بتا۔ کہ تُو کیا مانگتا ہے۔ جو مانگنا ہو مانگ لے۔ الیسع نے کہا۔ کہ مَیں یہ چاہتا ہُوں۔ کہ جس رُوحِ پاک کی تجھ پر برکت ہے۔ اُس کی مجھ پہ بھی ہو جائے۔ اور تجھ سے دُگنی ہو۔

Marfat.com

حضرت الیاسؑ نے کہا۔ کہ تُو نے بڑا بھاری سوال کیا۔ اگر تُو رُخصت ہوتے وقت مجھے دیکھ لے گا۔ تو یہ تیرا سوال پُورا ہوگا۔ اور اگر نہ دیکھ سکا تو نہ ہوگا۔

وہ دونوں اسی طرح باتیں کرتے آگے بڑھے چلے جاتے تھے کہ اچانک آسمان سے ایک آتشی رتھ جس میں آتشی گھوڑے جُتے ہوئے تھے۔ ان دونوں کے بیچ میں اُتری۔ اور وُہ ایک دُوسرے سے جُدا ہوگئے۔ اسی وقت ایک بگولا اُٹھا۔ اور وہ رتھ اس میں غائب ہوکر آسمان کو چلی۔ الیسعؑ دیکھ کر چلّائے۔ اے میرے باپ۔ میرے باپ! مگر پھر اُسے کچھ دکھائی نہ دیا۔ الیسعؑ کی خوش قسمتی سے حضرت الیاسؑ کی چادر گر پڑی۔ انہوں نے اسے جلدی سے اُٹھا لیا۔ اور اُلٹے ہٹ آئے۔ وُہ یردن کے کنارے پھر آئے۔ اور اس چادر کو پانی پر مارا۔ چادر کے مارتے ہی پانی پھٹ کر اِدھر اُدھر ہوگیا۔ اور الیسع پار ہوگئے۔ اس وقت سے خدا کی رُوح ان کے ساتھ رہی۔ اور وہ لوگوں کو ہدایت کرتے وقت بہت سے معجزے اور خدا کی قدرت کے نشان دکھاتے رہے۔ وُہ یریحو میں آئے۔ تو وہاں کے لوگ ان سے ملنے آئے۔ انہوں نے الیسع سے کہا۔ کہ دیکھئے یہ شہر کیسے اچھے موقعے پر ہے۔ پر افسوس اس کا پانی ناکارہ اور زمین بنجر ہے۔

Marfat.com

انہوں نے کہا۔ کہ تُم ایک کورا پیالہ لاؤ۔ اور اس میں نمک ڈالو۔ سو وُہ لائے۔ حضرت الیسع نے چشموں پر جاکر وہ پیالہ نمک کا اُن پر اُلٹ دیا۔ اسی وقت چشموں کا پانی اچّھا ہوگیا۔ اور آج تک اچّھا ہے ؁

ایک دفعہ حضرت الیسعؑ کہیں جارہے تھے۔ ان کے سر پر بال نہ تھے۔ لڑکوں نے جو انہیں دیکھا۔ وہ چلّاکر بولے۔ اے گنجے سر والے۔ اے گنجے سر والے! اسی وقت دو ریچھنیاں جنگل سے نکلیں۔ اور بیالیس لڑکوں کو پھاڑ کر کھا گئیں ؁

Marfat.com

حضرت یُونسؑ علیہ السّلام

(سنہ ۳۱۴۲ آفرینش)

الیسع نبی کے بعد بنی اسرائیل کی ہدایت کے لیے حضرت یُونسؑ ابنِ متی بھیجے گئے۔ اور اُنہوں نے اپنے زمانے کے بادشاہ کو نیکوکاری کرنے کے لئے ہدایت فرمائی۔ اس کے بعد اُنہیں حق تعالیٰ کی طرف سے یہ کام سپرد ہوُا۔ کہ وُہ نینوا جائیں۔ اور وہاں کے لوگوں کو راہِ حق دِکھائیں۔ یہ شہر سلطنت اسیریا کا پایۂ تخت تھا۔ اور اس زمانے میں بڑا مشہور شہر تھا۔ یہ شہر اتنا بڑا تھا۔ کہ اس کے گرد آدمی تین دن میں مشکل سے چکّر لگا سکتا تھا۔ یہاں کے لوگوں میں بُت پرستی اور ہر قسم کی بدکاریوں کا بے انتہا زور تھا۔ وہاں کے لوگ خداوندِ حقیقی کو بالکل بھُول گئے۔ اور سخت گمراہی اور گناہوں میں ڈوبے ہوئے تھے۔ حضرت یونسؑ کو اُن لوگوں کے درستی پر آنے کی مطلق امید نہ تھی۔ اس لئے ان کا دل نہیں چاہتا تھا۔ کہ ہدایت کے لئے جائیں۔ بلکہ وُہ یہ چاہتے تھے۔ کہ ان پر عذابِ الٰہی نازل ہو۔ اور وُہ اپنے کئے کی سزا پائیں۔

Marfat.com

اسی لئے جب حق تعالےٰ نے انہیں حکم دیا۔ کہ تو نینوا کو جا۔ اور وہاں کے شریر اور بدکار لوگوں کو راہِ حق دکھا۔ تو حضرت یونس بجائے نینوا جانے کے جہاز میں سوار ہو کر ترسیس کو روانہ ہو گئے ۞

حضرت یونس کا یہ فعل اللہ تعالےٰ کی ناخوشی کا موجب ہُوا۔ اللہ تعالےٰ نے اسی وقت سمندر پر بڑی سخت آندھی بھیجی۔ اور طوفان نے سمندر میں وہ شدّت اختیار کی۔ کہ جہاز کے بچنے کی کوئی امید نہ رہی تب مسافر اور ملّاح سب بہت ڈرے۔ اللہ تعالےٰ کے حضور میں گریہ وزاری کرنے لگے۔ اور جہاز پر سے بوجھل مال اسباب سمندر میں پھینکنے لگے۔ تاکہ جہاز ہلکا ہو جائے ۞

جہاز کے اُوپر مسافروں میں تو یہ کھلبلی پڑی ہوئی تھی۔ اور حضرت یُونسؑ نیچے کے درجہ میں بے ہوش اور بے خبر پڑے سوتے تھے۔ تب ناخدا اُن کے پاس گیا۔ اور انہیں اُٹھایا۔ اور کہا۔ کہ نادان! یہ وقت سونے کا ہے یا رونے کا؟ اُٹھ اور اللہ کو یاد کر۔ شاید کسی بندۂ خُدا کی دُعا قبول ہو۔ اور ہم سب ہلاکت سے بچ جائیں۔ حضرت یُونسؑ اُٹھے۔ اور لوگوں میں جا بیٹھے۔ اور شریکِ دُعا ہوئے۔ مگر طُوفان کسی طرح نہ تھما۔ اب سب کو یہ خیال ہُوا۔ کہ ہم میں ضرور کوئی ایسا گُنہگار بندہ ہے۔ جس کی وجہ سے ہم سب پر یہ مصیبت آئی ہے۔

Marfat.com

آؤ ہم قرعہ ڈالیں اور دیکھیں کس کا کام نکلتا ہے + یہ سوچ کر انہوں نے سب کے نام لکھے - اور قرعہ ڈالا تو حضرت یونسؑ کا نام نکلا + تب انہوں نے اس سے پوچھا - کہ تو نے ایسا کیا کام کیا ہے - کہ ہم پر بلا آئی ؟ تو کون ہے - کہاں سے آیا ہے - اور تیرا پیشہ کیا ہے ؟

حضرت یونسؑ نے جواب دیا - کہ میں عبرانی ہوں - اور مجھ سے حق تعالےٰ کی نافرمانی ہو گئی ہے - اور میں اس کے حضور سے بھاگا ہوں - تم مجھے اٹھا کر سمندر میں ڈال دو - تو یقین ہے - کہ یہ شدید طوفان تھم جائے گا - میں جانتا ہوں - کہ یہ سخت آندھی میرے ہی سبب سے تم پر نازل ہوئی ہے + اس پر بھی ملاحوں نے اُسے سمندر میں نہ پھینکا - بلکہ کشتی کے کھینے میں زور لگاتے رہے - کہ کسی طرح کنارہ پکڑیں - لیکن ان کا مقصد پورا نہ ہوا - سمندر اَور بھی زیادہ زور شور سے لہریں مارنے لگا + تب وہ خدا کی جناب میں زیادہ رو رو کر بہت عاجزی سے دعائیں مانگنے لگے - کہ اے پاک پروردگار - اے عاجزوں کے فریاد رس - تو ہم بیکسوں کی فریاد کو پہنچ - اور ہماری گردن پر خونِ ناحق کا وبال نہ ڈال - تُو نے جو چاہا سو کیا ہے + اس کے بعد اُنہوں نے حضرت یونسؑ کو اُٹھا کر سمندر میں پھینک دیا - ان کے پھینکتے ہی سمندر کا تلاطم موقوف ہو گیا - تب سب نے اپنی اپنی نانی

Marfat.com

ہوئی نذریں گذرانیں ۔

سمندر کا طوفان تو تھم گیا۔ لیکن یونس نبی پر بڑی آفت آئی۔ یعنی جُوں ہی وُہ پانی میں گرے۔ ایک بڑی مچھلی نے انھیں نگل لیا۔ حضرت یونسؑ نے اس مصیبت میں اللہ کے آگے بڑی گریہ وزاری کی۔ اور اپنے گناہ کا اقرار کیا۔ اور کہا۔ کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّی کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ یعنی اے میرے اللہ تیرے سوا اَوْر کوئی سچّا معبود نہیں۔ تُو پاک ذات ہے۔ مجھ سے بے شک گناہ ہُوا۔ اللہ نے جو ہمیشہ بندوں کی فریاد کو سنتا ہے ان کی دُعا قبول فرمائی اور مچھلی کو حکم دیا۔ کہ یونسؑ کو اُگل دے۔ چنانچہ مچھلی نے اُنھیں خشک زمین پر اُگل دیا۔ یہ واقعہ ۳۱۴۲ آفرینش میں ۸۶۲ سال قبل از مسیحؑ گذرا۔

حق تعالےٰ نے یونسؑ کو اب دوبارہ حکم دیا۔ کہ وُہ نینوا کو جائے اور لوگوں کو وعظ و تلقین کرے۔ تب حضرت یُونس وہاں سے نینوا کو گئے۔ اور آبادی کے ایک کنارے پر ٹھہر کر لوگوں کو وعظ کیا۔ اور وعظ میں یہ بھی کہا۔ کہ تم پر چالیس دن میں اللہ تعالےٰ عذاب بھیجنے والا ہے۔ بس اتنے دن اَوْر چین کر لو۔

نینوا کے لوگ عذاب کے خوف سے خدا پر یقین لے آئے۔ سب نے اپنی زیب و زینت چھوڑ کر ٹاٹ کا لباس پہن لیا۔ اور شہر

Marfat.com

میں منادی کرادی - کہ سب لوگ روزہ رکھیں - اور خدا کے حضور میں دُعا مانگیں - اور گناہوں سے توبہ کریں - چنانچہ سب لوگ ایک جگہ جمع ہوئے - اور سب نے اپنے سر ننگے کر کے سجدے میں گر کے خدا کی درگاہ میں گڑگڑا کے دُعا مانگی - کہ اے الٰہ العالمین ہم اب تیرے حُکم میں آئے - آئندہ نافرمانی نہیں کریں گے + تیرے پیغمبر کی بات مانیں گے - ہم نے اپنے گناہوں اور تمام بُرے کاموں سے توبہ کی - اگرچہ ہم اس عذاب کے مستحق ہیں - پر تو ارحم الرّاحمین ہے - تو ہمیں اس بلا سے نجات دے - تو ہم پر اور ہمارے بے زبان مویشیوں پر رحم فرما + جب اُنہوں نے اس طرح عاجزی و زاری کی - تو حق تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی - اور عذاب سے نجات دی +

حضرت یُونسؑ وعظ کر کے شہر سے کہیں دُور جا کر بیٹھ گئے - اور ایک چھپّر ڈال لیا - تاکہ شہر پر عذاب آئے - تو وُہ اس سے بچے رہیں + جو آدمی شہر سے آتا تھا - یہ اس سے پُوچھتے تھے - کہ سُناؤ شہر والوں کا کیا حال ہے ؟ وہ جواب دیتے کہ اچھّا حال ہے - سب مزے میں ہیں غرض جب حضرت یُونسؑ کی بتائی ہوئی میعاد گُذر گئی - اور عذاب نہ آیا - تو حضرت یونسؑ کو بہت رنج ہوا - کہ مَیں لوگوں کے سامنے جُھوٹا اور خفیف ہُوا + اُنہوں نے خدا کی خدمت میں عرض کی - کہ بارِ الٰہا

Marfat.com

میں پہلے ہی جانتا تھا۔ کہ تُو نہایت رحیم و کریم ہے۔ اور عذاب بھیجنے میں بہت دھیما ہے۔ اِسی واسطے میں پہلی مرتبہ یہاں نہیں آیا تھا۔ اور ترسیس کو چلا گیا تھا۔ اب میرا مر جانا میرے جینے سے بہتر ہے۔ تُو میری جان لے لے۔

خدائے تعالےٰ نے اُن کے چھپّر کے پاس کدّو کی ایک بیل اُگائی۔ اور اس چھپّر پر چڑھادی۔ حضرت یُونسؑ کا دِل اس سرسبز بیل سے بہت خوش ہوُا۔ تب اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت سے ایک کیڑا پیدا کیا۔ جو رات کو اس بیل کی جڑ کو کھا گیا۔ اور وُہ سُوکھ کر بالکل جل گئی۔ حضرت یونسؑ دوسرے روز اس بیل کو سوکھی ہوئی پاکر بہت رنجیدہ ہوئے۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت یونسؑ سے فرمایا۔ کہ یونسؑ دیکھ۔ اس بیل کو نہ تُو نے اُگایا۔ نہ اس پر کُچھ محنت کی۔ پھر بھی تُجھے اس کے مرجانے پر اس قدر صدمہ ہوُا۔ تو کیا مُجھے لازم نہ تھا۔ کہ نینوا کے لوگوں پر جو تعداد میں ایک لاکھ بیس ہزار ہیں۔ اور سب میرے پیدا کیئے ہوئے بندے اور میری مخلوق ہیں۔ رحم نہ کروں۔ اور انہیں ہلاک کر ڈالوں؟

Marfat.com

بنی اسرائیل کے آخری ایّام

اللہ تعالےٰ کی قدرت کے کارخانے اور اس کی حکمت کے عجائبات کو کون سمجھ سکتا ہے۔ غور اور عبرت کا مقام ہے۔ کہ نینوا جو بُت پرستوں کا شہر تھا۔ گُناہوں سے توبہ کرکے اللہ کی رحمت اور فضل کا مستحق ٹھہرا۔ مگر وہ قوم جس نے خدائے واحد کیلئے بیت المقدس بنایا تھا۔ شرک و شرارت میں روز بروز ترقی کرتی گئی۔ وُہ لوگ خدائے تعالےٰ کو بالکل بھُول گئے۔ اس کے بھیجے ہوئے رسُولوں کو حقیر جاننے لگے۔ یہاں تک کہ ان کی بدیوں کا پیالہ لبریز ہوگیا۔ اور غیرتِ الٰہی جوش میں آئی۔ شالمناسر شاہِ اسیریا کی زبردست فوج اچانک سنہ ۳۲۸۳ آفرینش میں یعنی ۷۲۱ سال قبل مسیحؑ ان پر چڑھ آئی۔ اور سامرہ کا محاصرہ کرلیا۔ ہفتے دو ہفتے یا مہینے دو مہینے نہیں۔ پُورے تین برس تک برابر یہ بلا انہیں گھیرے رہی۔ اور اتنے عرصے کے بعد دُشمن نے دارالخلافہ کو فتح کرلیا۔ اور شہر کے باشندوں کے بہت بڑے حصّے کو اسیر کرکے اسیریا میں لے گئے۔ اور ایسی گھڑی گھر سے نکلے۔ کہ پھر وطن کا مُنہ دیکھنا نصیب نہ ہُوا۔ تھوڑے سے باشندے جو گرفتار ہونے سے بچ رہے تھے۔ آس پاس کی متفرق

Marfat.com

اقوام میں مل کر "ہرچہ درکان نمک رفت نمک شد" کا مصداق بن گئے۔ غرض یہ دس اقوام جن سے سلطنتِ بنی اسرائیل قائم تھی۔ رُوئے زمین اور صفحۂ تاریخ سے ہمیشہ کے لئے نیست و نابود ہوگئیں۔ آج دُنیا میں ان دس قوموں کی نسل سے ایک فردِ بشر بھی موجود نہیں۔

اسیریٔ بابل

(۳۴۰۶ آفرینش)

سلطنتِ اسرائیل کا تو یہ حال ہوا۔ اب سلطنتِ یہودا کا حال سُنو۔ جس کا مرکز شہر یروشلم اور جن کی عبادت گاہ بیت المقدس تھا۔ اس سلطنت میں حضرت سلیمانؑ کے انتقال ۵۹۸ قبل از مسیح تک خاندانِ داؤدؑ سے انیس بادشاہ تختِ سلیمان پر متمکن ہوئے۔ ان میں سے بعض نہایت ہوشمند اور خدا ترس ہوئے۔ اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے جو رسول ان کی طرف آئے۔ ان کی باتوں کو دل سے سُنا۔ لیکن زیادہ تر نہایت شریر و بدکار تھے۔ جنہوں نے آپ بھی بُت پرستی کی۔ اور خلقت کو بھی گمراہ کیا۔ حق تعالےٰ کے پاک شہر اور اس کے بیت المقدس کے اردگرد بُتوں کی پرستش ہو۔ کوئی بات اس سے زیادہ حق تعالیٰ کی ناخوشی کی ہو سکتی ہے۔ اور خداوند تعالےٰ کی غیرت اسے برداشت

Marfat.com

کر سکتی ہے ؟ آخر منتقمِ حقیقی نے ان بدیوں کا بدلہ لینے کے لئے بابل کی فوج کو بھیجا۔ ۶۱۰ سنہ قبل حضرت مسیحؑ یعنی ۳۳۹۴ آفرینش میں بخت نصر نے چڑھائی کر کے یروشلم کو فتح کر لیا۔ یہ تمہید تھی اس مصیبتِ عظمٰی کی جو اسیریٔ بابل کے نام سے مشہور ہے۔ چنانچہ بخت نصر پھر یروشلم پر طوفان کی طرح آیا۔ اور وہاں کی رعایا کو خوب لوٹا۔ اور بادشاہ یہودا اور بڑے بڑے امرائے دولت کو قید کر کے لے گیا۔ اور رہی سہی سلطنت کے انتظام کے لئے اپنے ایک حاکم صدیقیا کو چھوڑ گیا۔ یہودا کی شامتِ اعمال سے صدیقیا نے علم بغاوت بلند کیا۔ اور اس کی سرکوبی کے لئے بخت نصر تیسری مرتبہ ۵۸۸ سنہ قبل از مسیح میں آندھی اور طوفان کی طرح گرجتا اور برستا یہودا پہ چڑھ آیا۔ اور یروشلم کو ایسا تاخت و تاراج کیا۔ کہ اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ اور اس کا نام و نشان مٹا دیا۔ حضرت سلیمانؑ کے بنائے ہوئے عالیشان خوبصورت بیت المقدس کو جلا ڈالا۔ اس کے بینظیر و بیش بہا سامان کو نہایت بے رحمی سے لوٹا۔ اور تمام قوم بنی اسرائیل کو قید کر کے اپنے ہمراہ بابل لے گیا۔ تابوتِ سکینہ اور توریت کا نسخہ جو دنیا میں ایک ہی نسخہ تھا۔ وہ بھی اس بربادی اور آتش زدگی کی نذر ہوا۔ باغی صدیقیا کو بغاوت کی یہ سزا دی۔ کہ اس کی آنکھیں نکالی گئیں۔ اور پابجولان

بابل کو بھیجا گیا ؛

اس زمانے میں یرمیاہ نبی موجود تھے۔ اور اُنہوں نے اس بربادی یروشلم کی خبر پہلے سے دی تھی۔ وہ اس آنے والی تباہی کے خوف سے مدتوں پہلے ہی رویا کرتے تھے۔ اور لوگوں کو سمجھاتے۔ مگر لوگ ان دردمند نبی کے کہنے کا ذرا دھیان نہ کرتے۔ یرمیاہ نبی اپنے دردناک نوحہ میں جس کا ایک ایک لفظ دل کو چیرتا ہے۔ اپنا دردِ دل یُوں ظاہر کرتے ہیں :-

وہ راستے جو یروشلم سے کوہ صیہون کو جاتے ہیں کیسے سنسان اور ماتم زدہ ہیں۔ ان راستوں پر اب کوئی چلتا نظر نہیں آتا۔ کیونکہ یہاں کی عیدیں ختم ہوگئیں۔ اس شہر کے سب پھاٹک اُجڑے پڑے ہیں اس کے کاہن ٹھنڈی سانسیں لے لے کر رو رہے ہیں۔ اس کی کنواریاں غمگین ہیں۔ ان کا زیور اُترا ہوا ہے۔ اے راہ چلنے والو تم ہی کہو۔ کہ میری مصیبت کی مانند کسی کی مصیبت ہے ؟ آہ یہی ہے وہ شاندار شہر بے نظیر خوب صورت شہر جو دلہن کی طرح سجا ہوا تھا ؛

یہودی قوم نے اسیری کی مصیبت میں پڑ کر اپنے گناہوں کی بہت تلافی کی۔ وہ اللہ تعالیٰ کے آگے رو رو کر اپنے گناہوں کا اقرار اور معافی

Marfat.com

گے لئے توبہ و استغفار کرتے تھے + ہر چند بخت نصر اُن پر مہربانی کرتا۔ مگر یہ لوگ ہر وقت یادِ وطن میں روتے اور آہیں بھرتے۔ وُہ بابل کے دریاؤں کے کنارے پھرتے۔ تو یردن کے نظارے یاد کرتے۔ بابل کے پہاڑ دیکھتے۔ تو مقدس کوہِ زیتون کے رُوح افزا مناظر آنکھوں کے آگے پھر جاتے۔ اُنہوں نے اپنے بربط صحرائے بابل میں بید مجنوں کے درختوں پر ٹانگ دِئے + اُن کے دل بالکل ہی بجھ گئے + اب وُہ ولولے بھی نہ رہے۔ کہ کوہِ صیہون کی یاد تڑپاتی۔ اور یادِ وطن کے گیت گواتی ٭

Marfat.com

حضرت دانیال اور اُنکے تین دوست

(نبوّت ۳۳۹۸ - وفات ۳۴۷۰ - آفرینش)

اسیری بابل میں جو لوگ قید ہوئے - ان میں کئی شاہی خاندان سے بھی تھے - مثلاً دانیال نبی اور ان کے تین رفیق - یہ جیسے صورت میں وجیہ اور خوش رو تھے - ایسے ہی ذہانت و فطانت میں یکتا تھے۔ بخت نصر ان پر بہت نظر توجّہ رکھتا تھا - چنانچہ حکم دیا - کہ انہیں خاصۂ شاہی سے کھانا ملا کرے - مگر پرہیزگار خدا پرستوں کے لئے یہ انعام شاہی بھی ایک مصیبت تھی۔ شریعتِ موسوی کی رُو سے ان کے لئے کئی قسم کا گوشت ممنوع تھا۔ اس لئے انہیں اندیشہ ہوا کہ کہیں خاصۂ شاہی میں یہ ممنوع کھانے نہ ہوں۔ وہ خواجہ سرائے شاہی کے پاس گئے - اور اس سے کہا - آپ کا بڑا احسان ہوگا - اگر مجھے دس دن کھانے کے لئے صرف دال روٹی اور پینے کے لئے پانی دیا جائے۔ اگر دس دن کے بعد ہم زیادہ تیار اور ہمارے چہرے زیادہ بارونق نظر نہ آئیں - تو تمہیں اختیار ہے - کہ تمہارا جو جی چاہے وہی ہمیں کھلاؤ۔ خواجہ سرا نے منظور کیا - اور دس دن انہیں کھانے کے لئے دال روٹی

Marfat.com

اور پینے کے لئے پانی کے سوا کچھ نہ دیا۔ حقیقت میں جو انہوں نے کہا تھا۔ وہی ہوا۔ ان کے چہرے خاصۂ شاہی تناول کرنے والوں سے زیادہ بارونق نظر آئے۔ تب سے انہیں اجازت مل گئی۔ کہ وہ دال روٹی ہی ہمیشہ کھایا کریں۔

یہ لوگ چونکہ معمول سے زیادہ ہوشمند و دانشور بھی تھے۔ بخت نصر نے انہیں اپنی خدمت میں حاضر رہنے کے لئے چن لیا۔

بخت نصر نے ایک سونے کا بت بنا کر اپنے شہر میں نصب کیا تھا۔ اور اپنے سب امراء و اعیانِ سلطنت کو اس کی عبادت کرنے کا حکم دیا تھا۔ ہر شخص نے حکم شاہی کی تعمیل کی۔ مگر دانیال نبی کے تین رفیقوں نے اس بت کی عبادت کرنے سے انکار کیا۔ خود دانیال اس وقت موجود نہ تھے۔ لیکن اگر ہوتے تو وہ بھی اس حکم کے بجا لانے سے انکار کرتے۔ اہلِ بابل نے بادشاہ کو اس امر کی اطلاع دی۔ بخت نصر نے جب یہ دیکھا۔ کہ یہ لوگ میرے حکم کی بھی کچھ پروا نہیں کرتے۔ تو مارے غصے کے آگ بگولا ہو گیا۔ اور اس نے ایک بہت بڑی بھٹی آگ کی تیار کروائی۔ جس میں معمول سے سات گنا تیز آگ تیار کرائی گئی۔ اور حکم دیا۔ کہ وہ تینوں آدمی اس میں ڈال دیئے جائیں۔ چنانچہ اس حکم کی فوراً تعمیل کی گئی۔ آگ کی تیزی کا اس سے قیاس کر لینا چاہیئے۔ کہ

Marfat.com

جن لوگوں نے ان بیگناہوں کو آگ میں ڈالا تھا۔ اس کی دُور کی ہی آنچ سے ہلاک ہو گئے۔ لیکن ان تینوں آدمیوں کو ذرا گزند نہ پہنچا۔ خدا کا ایک فرشتہ فوراً اُترا۔ اور نہایت خوشگوار شبنم آلُودہ ہوا اپنے ساتھ لایا۔ جس نے بھٹّی کو گلزار بنا دیا۔ ان تینوں آدمیوں میں سے کسی کا ایک بال نہ جلا۔ نہ اُن کے کپڑوں پر آگ نے کچھ اثر کیا۔

جب بادشاہ نے یہ عجیب و غریب ماجرا سُنا۔ تو وُہ خود بھٹّی دیکھنے آیا۔ اس نے آکر دریافت کیا۔ کہ کیا تینوں آدمی اس کے اندر ڈال دِئے گئے تھے۔ وہ یہ کہہ ہی رہا تھا۔ کہ اسے دُور سے آگ میں چار آدمی بالکل صحیح سلامت نظر آئے۔ تین تو دانیال کے دوست تھے۔ اور چوتھا خدا کا فرشتہ تھا۔ بادشاہ نے اُنہیں کہا۔ کہ اے خُدا کے بندو۔ باہر چلے آؤ۔ وہ فوراً باہر نکل آئے۔ اور جب بادشاہ نے ان پر کوئی نشان آگ کا نہ پایا۔ تو وُہ بھی شُکرِ حق بجا لایا۔ کہ خدا نے اپنے ان نیک بندوں کو جنہوں نے گناہ کرنے سے آگ میں جل مرنا بہتر سمجھا۔ اپنے فضل سے یُوں بچایا۔ تب بخت نصر نے ایک فرمانِ شاہی اِس مضمون کا شائع کیا۔ کہ اس کی مملکت میں کوئی شخص یہودیوں کے خدا کی نسبت کوئی بُرا کلمہ زبان سے نہ نکالے۔ اور اس نے ان تینوں آدمیوں کو بڑے منصب عطا کیے۔

Marfat.com

دانیال نبی اور شاہ بلشزار

بخت نصر کے بعد اس کا پوتا شاہ بلشزار تخت بابل پر بیٹھا۔ اور اپنی تخت نشینی کے جشن میں اپنے تمام امراء وزراء اور اکابرِ سلطنت کو مدعو کیا تھا۔ کھانے کے بعد جب سب شراب میں مخمور تھے۔ تو بادشاہ نے حکم دیا۔ کہ اس کا دادا بخت نصر جو ظروف طلائی یروشلم کے بیت المقدس میں سے لوٹ کر لایا تھا۔ وہ مہمانوں کے آگے لاکر رکھے جائیں۔ اور ان میں انہیں شراب پلائی جائے۔

جب ان لوگوں نے خدائے واحد کے ظروفِ مقدس کو یوں بے حرمت کرنا شروع کیا۔ تو قدرت خدا سے اسی وقت قصرِ ضیافت کی دیوار پر غیب سے ایک ہاتھ نمودار ہوا۔ جس نے جلی خط میں چند حروف لکھ دئے۔ بادشاہ اور اس کے مہمان اس ہاتھ کو نکلتا اور لکھتا دیکھ کر مارے خوف کے کانپنے لگے۔ اور فوراً حکیموں۔ نجومیوں اور معبروں کو طلب کیا۔ کوئی شخص ان حرفوں کے معنی نہ بتا سکا۔ آخر دانیال نبی طلب کئے گئے۔ انہوں نے ان الفاظ کو پڑھا۔ وہ الفاظ یہ تھے "مینی مینی۔ تیقل۔ افراسینی" جس کے یہ معنی تھے۔ کہ تیرے راج کے دن گنے گئے۔ اور وہ ختم ہو گئے۔ تو ترازو میں تولا گیا۔ اور کم پایا گیا۔ تیری

Marfat.com

سلطنت ٹکڑے ٹکڑے کر دی گئی۔ اور ایرانیوں کو مل گئی ۔

اس پیشین گوئی کے پورا ہونے میں ذرا سی بھی دیر نہیں لگی۔ اسی رات ایرانیوں کا ٹڈی دل لشکر دریائے فرات کو عبور کر کے آندھی اور طوفان کی طرح بابل پر چڑھ آیا۔ شاہِ بابل مقتول ہوا۔ اور دارائے ایران بابل کا بادشاہ ہو گیا ۔

دانیال بُت شکن اور بُتِ طلائی

سائرس شاہِ ایران تختِ بابل پر بیٹھا۔ تو وہ دانیال نبی پر اور بھی زیادہ مہربان ہوا۔ وہ ان کو اکثر شریکِ طعام کیا کرتا تھا۔ ایک دن بادشاہ نے دانیال سے پوچھا۔ کہ تم اہلِ بابل کے بُت کی پرستش کیوں نہیں کرتے ہو؟ دانیال نے جواب دیا۔ کہ ہم صرف ایک خدائے واحد قیوم کی عبادت کرتے ہیں۔ جس نے سب کو پیدا کیا ۔

بادشاہ نے کہا۔ کہ ہمارا معبود بھی تو زندہ خدا ہے۔ وہ ہر روز گئی سیر میدہ چار بھیڑیں کھاتا اور چھ شیشے شراب کے پیتا ہے۔ حضرت دانیال یہ سُن کر ہنس پڑے۔ اور کہا۔ بادشاہ کو اس طرح دھوکا نہیں کھانا چاہئیے۔ مٹی اور تانبا بھلا کسی چیز کو کیا کھائیں گے ۔

بادشاہ نے اسی وقت اپنے بُت کے پجاریوں کو بلایا۔ اور جو

دانیال نے کہا تھا انہیں سُنایا + پجاریوں نے کہا - کہ حضور کو ضرور اس کا اطمینان کرنا چاہیے - بادشاہ سلامت خود یہ چڑھاوا بُت کے آگے رکھیں - اور مندر کا دروازہ بند کر کے قفل پر اپنی مُہر کر دیں + اگر صُبح کو وہ سب نذرانہ کھایا ہوا نہ پایا جائے - تو ہم لوگوں کو سزائے موت دی جائے + بادشاہ نے اس تجویز کو پسند کیا - جب بادشاہ نے پجاریوں کو مندر سے باہر نکال کر کھانے کی چیزیں بُت کے آگے رکھیں - تو دانیال نبی نے بُت کے اردگرد مندر کے تمام فرش پر راکھ چھنوا دی - اس کے بعد دروازہ بند کر دیا گیا - اور قفل پر مُہر لگا دی گئی + اصل بات یہ تھی - کہ سرنگ کے ذریعے سے اس مندر کو ایک چور راستہ جاتا تھا - اور اس راستے سے پجاری داخل ہو کر سب چڑھاوا اُٹھا لاتے تھے - چنانچہ اگلی صُبح کو جب بادشاہ مندر میں آئے دروازہ دیکھا تو مُہر صحیح و سالم پائی گئی - مگر جب قفل کھُلوا کر اندر داخل ہوئے - تو کھانے پینے کی چیزوں کا نام و نشان نہ پایا + بادشاہ بولا واقعی ہمارا معبود سچّا معبود ہے - اس میں کوئی دھوکے کی بات نہیں +

دانیال نے اسی وقت بادشاہ کی خدمت میں عرض کیا - کہ حضور دیکھتے ہیں - چاروں طرف راکھ پر پاؤں کے نشان نمودار ہیں

Marfat.com

تب بادشاہ بہت حیران ہوا۔ اور چاروں طرف مندر کا کونا کونا دیکھا گیا۔ آخر کھانے کی میز کے نیچے ایک چور دروازہ ملا۔ اور اُسے کھولا۔ تو سُرنگ کا راستہ پایا گیا۔ فوراً دغا باز پجاری پکڑے گئے۔ اور دانیال نے خود اپنے ہاتھ سے سونے کے بُت کو توڑا۔ اور اس کے مندر کو جلایا۔

دانیال اور شیروں کا پنجرہ

اِس طلائی بُت کے علاوہ اہلِ بابل ایک اژدھا کی بھی پرستش کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دن بادشاہ نے دانیال سے کہا۔ کہ تم اس کا تو انکار نہیں کرو گے۔ کہ یہ زندہ خدا نہیں۔ دانیال نے بغیر زیادہ قیل و قال کے کہا۔ کہ میں اس اژدھا کو بے تلوار بلکہ بغیر کسی ہتھیار کے جان سے مار سکتا ہوں۔ بادشاہ نے کہا۔ کہ اچھا۔ مار کے دکھاؤ۔ دانیال نبی نے بہت سی رال اور چربی ملا کر پکوائی۔ اور اس میں کچھ بال ملائے۔ اس کی چند گولیاں بنائیں۔ اور وہ گولیاں جُوں ہی اژدھا کے مُنہ میں گئیں۔ وہ مصنوعی معبود پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔

جب بابل کے لوگوں کو اس بات کی خبر ہوئی۔ تو انہیں بہت

Marfat.com

غصہ آیا۔ اور وہ سب بڑی جمعیت کے ساتھ قصرِ شاہی پر چڑھ آئے۔ اور کہا۔ کہ دانیال ہمارے حوالے کیا جائے۔ پہلے بادشاہ نے انکار کیا۔ لیکن لوگوں کے غیظ وغضب کو دیکھ کر اس نے دانیال نبی کو اُن کے حوالے کر دیا۔ لوگوں نے دانیال نبی کو پکڑ کر فوراً شیروں کے پنجرے میں ڈال دیا۔ یہ شیر قصداً کئی دن سے بھوکے رکھے گئے تھے۔ تاکہ دانیال کے کھا لینے میں کچھ بھی دیر نہ ہو۔ لیکن جسے خدا رکھے اُسے کون چکھے؟ شیروں نے اس شیرِ خدا کو ذرا نہ چھُوا۔ چھ دن تک دانیال اس پنجرے میں رہا۔ اس عرصے میں بھُوک سے دانیال کا بُرا حال ہو گیا۔

اس زمانے میں یروشلم کے کھنڈروں میں حبقوق نبی رہتے تھے اُنہوں نے کچھ کھانا پکایا۔ اور کھیتی والوں کے لیے جنگل میں کھانا لے جا رہے تھے۔ کہ راہ میں انہیں ایک فرشتہ ملا۔ اس نے کہا۔ کہ یہ کھانا دانیال نبی کو پہنچاؤ۔ جو شیروں کے پنجرے میں بند ہے۔ حبقوق نے جواب دیا۔ کہ میں کبھی بابل میں نہیں گیا۔ نہ شیروں کا پنجرہ دیکھا۔ تب فرشتے نے اس آدمی کے سر کے بال اپنی چٹکی میں پکڑے اور بجلی کی تیزی سے اسے بابل پہنچا دیا۔ اور شیروں کے پنجروں کے سامنے جہاں دانیال قید تھا کھڑا کر دیا۔ دانیال نے یہ خدا کا بھیجا ہوا

Marfat.com

کھانا کھایا۔ اور شکر حق بجا لائے۔ کہ حق تعالیٰ مجھے اس مصیبت میں بھی نہیں بھولا۔ اس کے بعد فرشتے نے حبقوق کو جنگل میں پہنچا دیا۔ جہاں سے وہ اُسے لایا تھا۔

ساتویں دن بادشاہ شیروں کے پنجروں پہ آیا۔ اور دانیال کو ان وحشی درندوں میں مزے سے بے فکر بیٹھے پاکر بہت ہی حیرت زدہ ہوا۔ تب دانیال فوراً باہر نکلوائے گئے۔ اور جن لوگوں نے ان پر الزام لگائے تھے۔ اب ان کی بجائے وہ اندر ڈلوائے گئے۔ وہ پنجرے کی زمین تک پہنچنے بھی نہ پائے تھے۔ کہ شیروں نے انہیں فوراً لپک لیا۔ اور دم بھر میں ان کی تکا بوٹی کر لی۔ تب بادشاہ نے اپنی مملکت میں ایک فرمان جاری کیا۔ کہ سب کو لازم ہے۔ کہ دانیال نبی کے خدا کی عزت کریں۔ اور اس سے ڈریں۔ دانیال دنیا میں معجزات دکھانے اور خلقت کو ہلاکت سے بچانے کے لئے آیا ہے۔

Marfat.com

حضرت حزقیل علیہ السّلام

(۳۴۰۹ سنہ آفرینش)

جب بخت نصر بیت المقدس کو آگ لگا کر اور شہر یروشلم کو اُجاڑ کر بنی اسرائیل کو پکڑ کر لے جانے لگا۔ تو ان قیدیوں میں علاوہ دانیال نبی کے حضرت حزقیل اور حضرت عزیر بھی تھے۔ یروشلم سے جاتے وقت جب حزقیل نبی بیت المقدس کے کھنڈروں پر سے گزرے۔ تو ظاہر حال پر نظر کر کے انہیں بہت نا اُمیدی ہوئی۔ وُہ سوچتے تھے۔ کہ ایسے اُجڑے بھی کبھی بستے ہیں؟ یہی خیال انہیں رات دن بابل میں جا کر رہا۔ وُہ اپنی قید کے زمانے میں دریا کے جنگلوں میں پھرا کرتے۔ اور بیت المقدس کی بربادی کا غم کیا کرتے۔ ان کی نا اُمیدی دُور کرنے کے لئے ایک دفعہ جب کہ وہ گدھے پر سوار کسی جنگل میں جا رہے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے اُن کو اپنی قُدرت کا نمونہ دکھایا۔ یعنی جب وُہ راہ میں کہیں ٹھہرے اور سو گئے۔ تو خواب میں کیا دیکھتے ہیں۔ کہ کوئی اُجاڑ جنگل ہے۔ اور وُہ

Marfat.com

ہڈیوں سے بھرا پڑا ہے۔ ہڈیاں بھی بہت پرانی سوکھی کسی زمانۂ دراز کی ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت حزقیلؑ سے پوچھا۔ کہ تم کیا سمجھتے ہو کہ ایسی ہڈیاں بھی جی سکتی ہیں؟ اُنہوں نے کہا۔ کہ اے خداوند کریم۔ تُو ہی بہتر جانتا ہے ؞

اتنے میں حضرت حزقیلؑ کیا دیکھتے ہیں۔ کہ ایک شور سا ہوا۔ اور ہڈیوں میں کچھ جُنبش سی نظر آئی۔ یعنی وُہ اپنی اپنی جگہ سے سرکنے اور ایک دُوسرے سے ملنے لگیں۔ پھر ان پر گوشت چڑھنے لگا۔ پھر ان میں نسیں بھی تن گئیں۔ پھر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے ان پر چمڑے کی پوشش ہو گئی۔ اور تھوڑی دیر بعد ان میں رُوح بھی پڑ گئی اور وُہ لوگ زندہ ہو کر کھڑے ہو گئے۔ اور چلنے پھرنے لگے ؞

اللہ تعالےٰ نے اپنی قُدرت کا یہ عجیب نظارہ دِکھا کر اُنہیں اُٹھا دیا۔ اور وہ اپنے گدھے کو اسی جگہ کھڑا پا کر اور اپنا توشۂ راہ بھی اسی طرح رکھا دیکھ کر بہت حیران ہوئے۔ اُنہیں خواب میں یہ زمانہ ایسا لمبا معلوم ہُوا تھا گویا سَو برس گذر چکے ہیں۔ وہ اس خواب سے بہت خوش ہوئے۔ کیونکہ یہ خواب بیت المقدس کی آبادی کی پیشین گوئی تھی ؞

Marfat.com

اسیریٔ بابل ختم ہوتی ہے

جب زمانۂ اسیری کے ستر سال ختم ہو گئے۔ جیسا کہ نبیوں نے پہلے سے کہا تھا۔ تو خدائے تعالےٰ نے شاہِ ایران کے دل میں رحم ڈالا۔ اور اس نے یہودی جلاوطنوں پر ترس کھایا۔ ۴۶۸ سنہ آفرینش میں یعنی ۵۳۶ سال قبل مسیح بادشاہ نے شاہی فرمان نافذ کیا۔ کہ یہودی چاہیں تو یروشلم کو واپس جا سکتے اور اپنے خداوند کا بیت المقدس دوبارہ بنا سکتے ہیں۔ اس اعلان کے شائع ہوتے ہی چالیس ہزار جلاوطن یہودی اس وقت اپنے ملک کو واپس گئے۔ شاہِ ایران نے اُن پر بہت مہربانی کی۔ انہیں نہ صرف زادِ راہ دیا۔ بلکہ جو سامان بخت نصر نے لُوٹا تھا۔ وہ سب اُن کو واپس دے دیا۔

اُنہوں نے یروشلم میں پہنچ کر سب سے پہلے ایک مذبح بنایا اور پھر بیت المقدس بنانا شروع کیا۔ اکیس برس کی لگاتار محنت سے اُنہوں نے ازسرِنو بیت المقدس تیار کیا۔ لیکن جس دن اس کی تعمیر ختم ہوئی۔ اور اکابرِ ملک اُسے دیکھنے آئے۔ تو یہ کوئی خوشی کا نظارہ نہیں تھا۔ بلکہ سب لوگ عمارت کو دیکھ دیکھ کر اور ہیکلِ سلیمانی کو یاد کر کے اشکبار ہو رہے تھے۔ بیس برس کے بعد یہودیوں کا

Marfat.com

ایک کاہن باقی یہودیوں کو بھی جو بابل میں رہ گئے تھے یروشلم میں واپس لے آیا۔ اور نحمیاہ نبی کی کوشش سے انہیں دینِ موسوی کی جسے وہ بھول گئے تھے تعلیم دی۔ اور جو قابلِ نفرین کام انہوں نے مشرکوں میں رہ کر سیکھ لئے تھے۔ ان سے ان کو پاک کیا۔ نحمیاہ نبی کے کہنے سے ہی سب لوگوں نے مل کر شہر یروشلم کو جو اب تک کھنڈر پڑا تھا از سرِ نو بنایا اور آباد کیا۔

Marfat.com

ذُوالقرنین

ذُوالقرنین کسی زمانے میں کوئی بڑا بادشاہ ہوگذرا ہے۔ پر یہ معلوم نہیں کہ کب اور کس مُلک میں تھا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ ذوالقرنین سکندرِ اعظم کا لقب تھا۔ بہرحال جو بھی تھا۔ اُس نے اپنے عہد میں بڑی بڑی فتوحات کیں۔ اور دُنیا کے ایک سرے سے دُوسرے سرے تک پہنچا۔ پہلے اس نے سفرِ مغرب اختیار کیا۔ اور اس سمت میں جہاں تک انسانی آبادی تھی وہاں تک گیا۔ وہاں ایک قوم آباد تھی۔ ذوالقرنین نے اُن لوگوں سے کہا۔ کہ اگر تم میری اطاعت قبول نہ کرو گے۔ اور سرکشی کرو گے۔ تو سخت سزا پاؤ گے۔ اور اگر بھلے مانسی اختیار کرو گے۔ تو اس کا ویسا ہی نیک بدلہ پاؤ گے۔ غرض اس مُلک کو سر کر کے اُس نے مشرق کی طرف رُخ کیا۔ اس سمت میں بھی اس زمانے میں جہاں تک آبادی تھی وہاں تک پہنچا۔

اس ملک مشرق میں پہاڑ کی گھاٹی میں ایک تنگ درہ تھا۔

Marfat.com

جس کے پرلی طرف قوم یاجوج ماجوج رہتی تھی - یہ بڑے فسادی
اور شریر لوگ تھے - جو درہ کی راہ سے آ کر لوٹ مار کر جایا کرتے -
اور فساد مچاتے رہتے تھے + یہاں تک کہ لوگوں نے ذوالقرنین
سے درخواست کی - کہ از راہِ غرباء پروری کسی طرح اس درہ کو بند
کر دیں - تو ہمارے حال پر بڑی مہربانی ہو گی - ہم سب مل کر آپس
کے چندے سے اس کام کے لئے روپیہ جمع کر دیں گے ؎

ذوالقرنین نے جواب دیا - کہ اللہ کا دیا میرے پاس بہت
کافی ووافی ہے - تمہارے چندے وندے کی کچھ ضرورت نہیں -
ہاتھ پاؤں کے زور اور کوشش کی البتہ ضرورت ہے - سو تم اس
باب میں اگر میری مدد کرو - تو میں دیوار کھینچ کر اس درہ کو بند کر
دوں گا + اس کام کے لئے لوہے اور تانبے کی ضرورت ہے +
سب سے پہلے تم لوہے کی سلیں لا کر دو - جن سے یہ درہ پاٹ کر
برابر کرا دیا جائے گا ؎

ذوالقرنین کے حکم کے بموجب ان لوگوں نے بہت سا لوہا
جمع کر دیا - اور وُہ درہ اس سے پاٹ دیا گیا + اس کے بعد
بہت سی آگ دھونکی گئی - جس سے وُہ تمام لوہا گرم ہو کر لال انگارا
ہو گیا - پھر کثرت سے تانبا پگھلا کر اس لوہے پر اُنڈیل دیا گیا -

Marfat.com

غرض اسی طرح ایک ایسی اُونچی اور سخت مضبوط دیوار بن گئی۔ کہ یاجُوج ماجُوج نہ اس پر چڑھ سکتے تھے نہ اسے کسی طرح توڑ سکتے تھے ۔

تب ذوالقرنین نے اُن سے کہا۔ کہ لو جیسی دیوار تم چاہتے تھے۔ اللہ کی عنایت سے ویسی ہی بن گئی ہے۔ اب یاجُوج ماجُوج کا کوئی خطرہ تمہیں نہیں رہا۔ وہ اسے کبھی توڑ نہ سکیں گے۔ اور یُوں تو فنا سب چیزوں پر ایک روز آنی ہے۔ اس دیوار کی بھی کیا حقیقت ہے۔ قیامت کو یہ بھی ٹوٹ پھوٹ کے برابر ہو گی۔ اور سب قومیں گڈمڈ ہو جاویں گی ۔

جس قدر قصہ ہم نے اُوپر لکھا۔ اس قدر تو قرآن مجید میں مذکور ہے۔ لیکن ہمارے قصہ گویوں نے اس میں اپنی طرف سے بھی کچھ اضافہ کیا ہے۔ وہ یہ کہ اس دیوار کو جو ذوالقرنین نے بنائی تھی۔ یاجُوج ماجُوج روز چاٹتے رہتے ہیں۔ اور چاٹتے چاٹتے وہ پتلی کاغذ سی رہ جاتی ہے۔ تب شام کو وُہ کہتے ہیں۔ کہ یہ کل کو ضرور ٹوٹ جائے گی۔ بے وقوف یُوں نہیں کہتے۔ کہ انشاء اللہ کل کو ٹوٹ جائے گی۔ اس انشاء اللہ نہ کہنے کی اُن کو یہ سزا ملتی ہے۔

Marfat.com

کہ اگلے دن آتے ہیں۔ تو قدرتِ خدا سے دیوار کو ویسی ہی موٹی پاتے ہیں جیسی پہلے تھی۔ وہ اسے پھر چاٹنا شروع کرتے ہیں۔ اور پہلی طرح پھر وُہی بات پیش آتی ہے۔ غرض وُہ ہمیشہ یُوں ہی کرتے رہیں گے۔ قیامت کے نزدیک اُنہیں اتنی عقل آئے گی کہ انشاء اللہ کہیں گے۔ جب وُہ شام کو انشاء اللہ کہہ کر جائیں گے۔ تو صُبح کو دیوار ویسی ہی پتلی کاغذ سی پائیں گے جیسی وُہ چھوڑ گئے تھے پس وُہ اسے چاٹ کر ختم کر ڈالیں گے۔ اور یاجُوج ماجُوج کی قوم اس راہ سے ادھر آجائے گی۔ اور فساد و خونریزی کر کے لُوٹ مار کرے گی۔ اس کے بعد قیامت آجائے گی ۔

Marfat.com

زکریا و یحییٰ علیہما السّلام

زکریا نبی حضرت داؤدؑ کی اولاد میں سے تھے۔ اور کوہستانِ یہودیہ کے ایک گاؤں میں رہتے تھے۔ اس زمانے میں سلطنت رُوم کا بادشاہ ہیرودیس تھا۔ خدا کے برگزیدہ بندے عبادتِ الٰہی اور خدمتِ خلق کے کام میں جس طرح خوش رہتے ہیں اسی طرح وُہ بھی خوش حال تھے لیکن انہیں اولاد کی بُہت تمنّا تھی۔ اور یہ رنج رہتا تھا۔ کہ ان کی بیوی جس کا نام الیشباع تھا بانجھ تھیں۔ حضرت زکریاؑ بُہت عاجزی سے اللہ سے دُعا مانگا کرتے تھے۔ کہ اے میرے پاک پروردگار مَیں بُڈھا ضعیف ہوگیا ہُوں۔ اور سر کے بال بھی سفید ہو گئے۔ مگر اولاد کی طرف سے بے نصیب رہا ۔

ایک روز جب کہ وہ عبادت خانہ میں بخور جلا رہے تھے۔ انہیں خدا کا فرشتہ نظر آیا۔ زکریاؑ اس سے ڈرے۔ فرشتے نے کہا۔ زکریا ڈر مت۔ تیری دُعا اللہ نے سُن لی۔ تیری بیوی الیشباع کے ہاں بیٹیا ہوگا۔ تو اس کا نام یحییٰ رکھیو۔ زکریا بولے۔ لڑکا مجھے کہاں

Marfat.com

سے ہوگا۔ اوّل تو میری بیوی بانجھ۔ دوم مَیں بُڈّھا ضعیف ہُوں؟
فرشتے نے کہا۔ کہ یُوں ہی ہوگا۔ خدا کے لئے کوئی بات مشکل نہیں۔
اور اگر تُو اطمینان کے لئے کوئی نشانی چاہتا ہے۔ تو دیکھ۔ تُو تین
دِن تین رات گونگا رہے گا بول نہ سکے گا *

فرشتہ یہ کہہ کر غائب ہوگیا۔ اور زکریا اُسی وقت سے گونگے
ہوگئے۔ اور عبادت خانے سے نکلے تو اشاروں سے باتیں کرتے
تھے * خیر مدّتِ مقررہ کے بعد بچّہ پیدا ہُوا۔ اور جیسا فرشتے نے کہا
تھا۔ یحیٰی اس کا نام رکھّا گیا * حضرت زکریا بیٹے کے پیدا ہونے سے
بُہت خوش ہوئے۔ اور شکرِ حق تعالےٰ بجا لائے * بچّے میں اچّھے
اچّھے اوصاف اور کھیل کُود سے نفرت اور اللہ تعالےٰ کی طرف توجہ
دیکھ کر آپ بُہت خوش ہوتے تھے * آپ ہمیشہ بنی اسرائیل کو
وعظ و نصیحت کرنے میں مصروف رہتے تھے *

قوم بنی اسرائیل ہمیشہ گمراہی اور بے دینی کی طرف جُھکنے کی
عادی تھی۔ اُن کے زمانے میں بھی اُنہوں نے بعض ناشائستہ حرکتیں
کیں۔ اور جب حضرت زکریا نے اُنہیں اُن بُرے افعال سے روکا۔
تو وُہ اُن کے قتل کے درپے ہوئے۔ آپ ایک درخت کی طرف
دوڑے۔ اور جب آگے جانے کو کوئی راہ نہ ملی۔ تو قدرتِ خدا سے وُہ

Marfat.com

درخت شق ہوا۔ اور یہ اس کے اندر گھس گئے۔ اور درخت پھر اسی طرح مل کر بے معلوم ہوگیا۔ اتنے میں لوگ اندر آپہنچے۔ اور انہیں ڈھونڈنے لگے۔ مگر کہیں پتہ نہ ملا۔ اتنے میں شیطان نے آکر انہیں بتا دیا۔ کہ زکریا اس درخت کے اندر ہے۔ تب اُن مردودوں نے آرہ لاکر اس درخت کو سر سے پاؤں تک چیر ڈالا۔ آپ نے سر پر آرہ لگنے سے اُف تک نہ کیا۔ اور راہ خدا میں نہایت صبر و استقلال سے جان بحق تسلیم کی۔ جب یہ خبر اُن کے بیٹے یحییٰ کو پہنچی۔ ان بیچاروں نے بھی آہ بھری۔ اور زبان سے نکلا۔ تو صرف اتنا نکلا کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؕ

حضرت یحییٰ علیہ السلام بچپن سے ہی تنہائی اور عبادتِ الٰہی کے دلدادہ تھے۔ ان کے بس دو کام تھے۔ یا خداوندِ تعالےٰ کی عبادت میں مصروف رہتے۔ یا لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے۔ اور راہِ حق بتاتے۔ یہاں تک کہ وحیِ الٰہی سے فیضیاب ہوکر باقاعدہ منصبِ نبوت پر مبعوث ہوئے۔ اور بنی اسرائیل کو وعظ و تلقین فرمانے اور پیغامِ خداوندی پہنچانے لگے۔ آپ کی وضع نہایت ہی سادہ تھی۔ اُونٹوں کے بالوں کی پوشاک پہنتے تھے۔ اور ایک چمڑے کا پٹکا کمر میں باندھے رکھتے تھے۔ اور ٹڈی اور شہد اُن کی خوراک تھی۔

Marfat.com

دریائے یردن کے کنارے اکثر لوگوں کا مجمع ہوتا تھا۔ اس لیئے یہ اسی جگہ وعظ کرنے چلے جایا کرتے تھے۔ اللہ تعالٰے نے ان کے کلام کو بہت اثر دیا تھا۔ لوگ دُور دُور سے خود بخود کھچے چلے آتے تھے۔ اور ان کا کلام سُن کر فوراً ان کے ہاتھ پر ایمان لاتے تھے۔ وہ دریائے یردن کے کنارے یہ صدا لگاتے پھرا کرتے تھے۔ کہ لوگو! توبہ کرو۔ خدا کی بادشاہت قریب ہے!"

حضرت یحییٰؑ کے زمانے میں جلیل کے بادشاہ نے اپنی بھاوج سے نکاح کر لیا تھا۔ اس پر اور اسی قسم کی اَور کئی ناجائز باتوں پر یحییٰ نے اعتراض کیا۔ ہر چند بادشاہ کو ان کا اعتراض کرنا بُرا لگا۔ پھر بھی بادشاہ کے دل میں یحییٰ کا بہت ادب و احترام تھا۔ باوجود اس کے تقدیر میں یہ لکھا تھا۔ کہ یحییٰ کی موت ہیرودیس کے حکم سے ہو۔ وہ اس طرح ہوئی۔ کہ ان دنوں بادشاہ کی سالگرہ کا جشن تھا۔ اور اس میں بڑے بڑے اُمراء وزراء شریک تھے۔ اس جلسے میں بادشاہ کی بھتیجی نے جس کی ماں نے بادشاہ نے نکاح کیا تھا۔ اپنے رقص و سرود سے بادشاہ کو بہت محظوظ کیا۔ بادشاہ نے خوش ہو کر اس سے کہا۔ کہ جو مُنہ سے مانگے گی وُہی ملے گا۔ اُس لڑکی کی شریر ماں نے اس سے کہا۔ کہ بادشاہ سے یحییٰ کا سر کٹوا۔ اور

Marfat.com

کہ وُہ تھال میں رکھ کر میرے رُوبرو لایا جائے۔ چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا۔ بادشاہ یہ درخواست سُن کر بہت غمگین ہوُا۔ مگر درخواست قبول کرنے کی قسم کھا چکا تھا۔ منظور کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ اسی وقت بادشاہی حکم صادر ہُوا۔ اور جلادوں نے فوراً بے گناہ یحییٰ کا سرتن سے جُدا کیا۔ اور ایک تھال میں رکھ کر اس بدکردار لڑکی کے سامنے پیش کیا۔ وہ بہت خوشی سے اپنی نابکار و بدباطن ماں کی خدمت میں یہ خونی ہدیہ لے کر گئی۔ اور اللہ تعالےٰ کے سامنے دین و دُنیا میں رُوسیاہ ہوئی ⁂

Marfat.com

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام

حضرت مریم جلیل کے ایک شہر ناصرہ کی رہنے والی تھیں۔ اسی شہر کے ایک شخص سے جس کا نام یُوسف تھا۔ ان کی منگنی ہوئی تھی۔ یُوسف بڑھئی کا کام کرتے تھے۔ مریمؑ اور یُوسف اگرچہ بہت غریب آدمی تھے۔ مگر دونوں حضرت داؤدؑ کی نسل سے ہونے کا شرف رکھتے تھے۔ مریم بچپن سے عبادتِ الٰہی کا بیحد ذوق و شوق رکھتی تھیں۔ ایک روز جب کہ وُہ تنہا نماز پڑھنے میں مشغول تھیں۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت جبرئیل آپ کی طرف آئے۔ اور کہا ” سلام ہو تُجھ پر جس پر فضل ہُوا ہے۔ اور تیرا پروردگار تیرے ساتھ ہے۔“

حضرت مریمؑ یہ کلام سُن کر گھبرائیں۔ اور سوچنے لگیں۔ کہ یہ کون ہے۔ اور یہ کیسا سلام؟ جبرئیلؑ نے کہا۔ کہ مَیں خُدا کا فرشتہ ہُوں۔ تُو خوف نہ کر۔ مَیں تجھے پاکیزہ بیٹا پیدا ہونے کی بشارت دیتا ہُوں تب وُہ اَور بھی گھبرا کر بولیں۔ کہ ہیں یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ جب کہ مَیں کنواری ہُوں۔ اور شوہر کو نہیں جانتی؟ فرشتے نے کہا۔ کہ اللہ

Marfat.com

کی قدرت سے ایسا ہوگا - اس کے آگے کچھ مشکل نہیں ۔ یہ کہہ کر فرشتہ غائب ہوگیا ۔

زکریا نبی کی بیوی کو حاملہ ہوئے چھ ماہ ہوئے تھے - کہ کنواری مریم بھی خدا کی قدرت سے حاملہ ہوگئیں ۔ جب یوسف کو اس حال کی خبر ہوئی - تو اس کے دل میں طرح طرح کے وہم اٹھے - اور اس نے اپنی بیوی کو چپ چاپ چھوڑ دینے کا ارادہ کیا - مگر فرشتے نے خواب میں آکر یوسف سے کہا - کہ یوسف تو اپنی بیوی کو اپنے گھر لے آنے سے مت ڈر - کیونکہ جو اس کے پیٹ میں ہے - وہ روح القدس کی برکت سے ہے - چنانچہ جب یوسف جاگا - وہ مریم کو اپنے گھر لے آیا ۔

انہیں دنوں میں روم کے بادشاہ نے ملکِ شام میں مردم شماری کا حکم دیا تھا - اور دیہات و قصبات کے لوگوں کو اپنے اپنے شہر میں جاکر نام لکھوانا تھا ۔ یوسف بھی مریم کو اپنے ساتھ لے کر بیت لحم میں گیا - وہ وہاں پہنچے ہی تھے - کہ مریم کے وضع حمل کا وقت آپہنچا - ان مسافروں کو کوئی پناہ کی جگہ نہ ملی - کوئی سرائے بھی پاس نہ تھی ۔ شہر کے دروازے کے پاس کسی اصطبل کا ایک اجاڑ سا احاطہ تھا - اس میں ایک کھجور کے درخت کے نیچے بسیرا کیا اور

Marfat.com

وہیں وُہ جلیل القدر نبی پیدا ہُوا۔ جس کے پیرو آج دُنیا میں سب سے زیادہ طاقت اور عزّت رکھتے ہیں۔ غریب سے غریب بچّوں کیلئے بھی ایسے وقت میں نرم بچھونے اور گدیلے بنائے جاتے ہیں۔ مگر آہ مریمؑ کو اپنے بچّے کے لٹانے کے لئے اصطبل کی کھرلی کے سوا اَور کوئی جگہ میسّر نہ آئی ؂

جب بچّہ آٹھ دن کا ہُوا تو اُس کا ختنہ کیا گیا۔ اور عیسیٰؑ نام رکھا گیا۔ آپ کو مسیحؑ بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ شریعتِ مُوسوی کی رُو سے بادشاہ اور پیغمبروں پر اپنے منصب پر قائم ہونے کے وقت تیل سے مسح کرنے کی رسم ادا کی جاتی تھی۔ اور توریت کی بشارت میں ان کا نام مسیحؑ ہی بیان کیا گیا ہے۔ حضرت موسیٰؑ کی شریعت میں حکم تھا۔ کہ پہلوٹھے بچّے کی پیدائش پر قمریوں کا ایک جوڑا گزرانا جائے چنانچہ حضرت مریمؑ چلہ نہا کر بچے کو مع قمریوں کے جوڑے کے یروشلم کے بیت المقدس میں لے گئیں۔ اور نذر چڑھا کر حکمِ شریعت کو پُورا کیا۔ انہیں ایّام میں چند مجوسی یروشلم میں یہ کہتے ہوئے آئے۔ کہ یہودیوں کا بادشاہ جو پیدا ہُوا ہے۔ وُہ کہاں ہے؟ ہم اس کا ستارہ دیکھ کر آئے ہیں۔ یہ سُن کر ہیرودیس بادشاہ بہت گھبرایا۔ اور اُس نے مجوسیوں کو چپکے سے بُلا کر سمجھایا۔ کہ وُہ اس بچّے کا صحیح صحیح پتہ

Marfat.com

دریافت کرکے بتادیں۔ کہ کون ہے۔ اور کہاں پیدا ہُوا ہے۔ مجوسی تلاش کرتے کرتے مریمؑ کے پاس جا پہنچے۔ اور اس ننھے بچے کو سجدہ کیا۔ اور نذر چڑھائی۔ رات کو فرشتہ نے خواب میں ظاہر ہو کر مجوسیوں سے کہا۔ کہ دیکھو تم ہیرودیس کے پاس واپس مت جانا۔ کہ وُہ اس بچے کا دشمن ہے۔ اسی طرح فرشتہ یُوسف کو بھی خواب میں دکھائی دیا۔ اور کہا۔ کہ بادشاہ اس بچے کی تلاش میں ہے۔ اور اسے قتل کرنا چاہتا ہے۔ تو اُٹھ۔ اور اسے لے کر مصر کو چلا جا۔

جب مجوسی بادشاہ کے پاس واپس نہ گئے۔ تو اُسے بہت غصہ آیا۔ اور اس نے حکم دیا۔ کہ بیت لحم اور اُس پاس کی بستیوں کے سب بچے قتل کئے جائیں۔ مگر اس عرصے میں یُوسف اپنی بیوی اور بچے کو لے کر مصر کی طرف روانہ ہو چکا تھا۔ اور جب تک ہیرودیس زندہ رہا۔ یُوسف مصر میں ہی ٹھہرا رہا۔ جب اُس کے مرنے کی خبر آئی۔ تو وُہ پھر اپنے وطن ناصرۃ چلا آیا۔

بچہ روز بروز بڑھتا گیا۔ وُہ معمول سے زیادہ ہشیار و ذہین تھا۔ اور اس پر خدا کا خاص فضل معلوم ہوتا تھا۔ اس کے ماں باپ ہر سال عید فسح پر اسے یروشلم لے جایا کرتے تھے۔ جب وُہ بارہ برس کا ہُوا۔ تو یروشلم کے عالموں اور فقیہوں سے سوال و جواب کرتا تھا۔

Marfat.com

اور لوگ اس کی باتیں سُن کر دنگ ہوتے تھے۔ بس اسی طرح خدائی طاقت سے روز بروز علم لدنی میں ترقی کرتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ تیس سال کی عُمر ہو گئی۔ اور خدا نے انہیں وحی کی عزّت عطا فرمائی۔ اسی زمانے میں حضرت یحییٰؑ جو حضرت مریمؑ کے خالہ زاد بھائی بھی ہوتے تھے یردن کے کنارے وعظ فرماتے پھرتے تھے۔ وہیں حضرت عیسیٰؑ بھی وعظ فرمانے لگے۔ وحی کا دروازہ کُھلتے ہی آپ پر انجیل نازل ہونی شروع ہوئی۔ آپ نے اپنی نبوت کی تصدیق میں بہت سے مُعجزے بھی دکھائے۔ مثلاً مٹی کے پرندے بنا کر اُن کو اُڑایا۔ اندھوں۔ گُونگوں اور کوڑھیوں کو شفا بخشی۔ پانی پر چلے۔ آپ کے فیض و برکت سے بہت سے بیمار تندرست ہوئے۔ اور بہت سے گمراہ راہ پر آئے۔ جو لوگ سب سے اوّل آپ پر ایمان لائے۔ اور آپ کے رفیق و مددگار کہلائے۔ وہ حواری کہلاتے تھے۔ یہ اکثر اُن کے ساتھ اور ہر وقت ان کی صُحبت میں رہتے تھے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے زمانے میں علمائے یہود دین کی طرف سے بہت غافل ہو گئے تھے۔ اور ان میں جس قدر دین باقی تھا۔ وُہ بھی ظاہر داری اور ریاکاری کے سوا اَور کچھ نہ تھا۔ حضرت عیسےٰ علیہ السّلام ریاکاری کے سخت دُشمن تھے۔ اس لئے وُہ اپنے

Marfat.com

وعظ میں علماء و فقہائے یہود کے طریق عمل پر بہت سخت نکتہ چینی کیا کرتے تھے۔ جس سے وہ ان کے سخت مخالف بن گئے۔ لیکن آپ کا کلام کلام ربانی تھا۔ وہ ایسا موثر ہوتا تھا۔ کہ دل میں کھب جاتا تھا۔ اور جو دل دے کے سنتا تھا وہ انہیں کا ہو جاتا تھا۔ اس لئے وہ کوئی ایسی بات نہ پاتے تھے جس پر خاطر خواہ گرفت ہو سکے جب کوئی بات پکڑنے کی نہ ملی۔ تو انہوں نے ایسے فقروں پر گرفت کی۔ جن میں حضرت عیسیٰؑ نے حق تعالےٰ کی شفقت و محبت میں محو ہو کر اللہ تعالےٰ کو باپ کہا تھا۔ اور اسی طرح بعض اور تمثیلی عبارتوں کا مطلب کچھ کا کچھ بنا کر علمائے یہود نے ان پر کفر کا فتوےٰ صادر کیا۔ جس کی سزا ان کی شریعت میں موت تھی۔ مگر اس زمانے میں اُن کے ملک پر رومی حکومت تھی۔ اور سزائے موت کا حکم حکامِ وقت کے سوا اور کوئی صادر نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے علماء و فقہائے یہود نے حکامِ وقت کے کان بھرنے شروع کئے۔

چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی تقریروں میں اکثر آسمانی بادشاہت کا ذکر کرتے تھے۔ اس لئے ان کے دشمنوں کو اچھا موقع ہاتھ آیا۔ اور انہوں نے بات کو ذرا بدل کر اُن پر بغاوت کا جرم لگایا۔ اور خفیہ مخبری کر کے اُن کو پکڑوانا چاہا۔ کیسے افسوس کی

بات ہے۔ کہ خود آپ کے حواری جنہیں آپ پہ جان نثار کرنی لازم تھی آپ کے مخبر بنے۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے جس کا نام یہودا اسقریوطی تھا۔ دشمنوں سے تیس روپے لے کر آپ کو رومی سپاہیوں کے ہاتھ پکڑوا دیا۔ پطرس نے بھی جو مشہور حواری ہیں۔ بغاوت کے الزام سے بچنے کے لئے حکام کے روبرو حضرت عیسیٰؑ سے اپنی بے تعلقی ظاہر کی۔ غرض حضرت مسیحؑ گرفتار کر لئے گئے۔ اور رومی حاکم نے تحقیقات مقدمہ کے بعد ان پر سزائے موت کا حکم صادر کیا۔

اُس زمانے میں سزائے موت کا یہ طریق نہ تھا۔ کہ گلے میں رسّی ڈال کر پھانسی دی جائے۔ بلکہ صلیب کے ذریعے سزائے موت دی جاتی تھی۔ صلیب لکڑی کا ایک لمبا تختہ ہوتا تھا۔ جس کے اُوپر کے حصے میں ایک دُوسرا آڑا تختہ لگا ہوتا تھا۔ اور اس کی صُورت یُوں 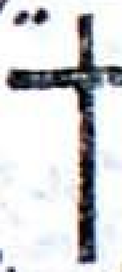 ہوتی تھی۔ اس پر مجرم کو یُوں ٹانگتے تھے۔ کہ مجرم کی پشت اس مقام پر آجاتی تھی۔ جہاں دونوں تختے ایک دُوسرے سے ملتے ہیں۔ اور دونوں ہاتھ آڑے تختے پر دونوں طرف پھیلا دیئے جاتے تھے۔ اور ہتھیلیوں میں میخیں ٹھوک کر اُنہیں تختوں کے ساتھ جڑ دیتے تھے۔ بعضوں کے ٹخنوں میں بھی میخیں ٹھونکتے تھے اسی حالت میں وُہ کئی دن تک صلیب پہ دن رات ٹنگا رہتا تھا۔

Marfat.com

اور بھوک پیاس۔ دھوپ۔ زخم ان سب تکلیفوں سے سسک سسک کر مرجاتا تھا۔ جس روز حضرت مسیحؑ کو صلیب پر چڑھایا۔ اس سے اگلے دن یہودیوں کی کوئی عید تھی۔ اور ان کی شریعت میں عید کے روز کسی مجرم کا صلیب پر ٹنگے رہنا جائز نہ تھا۔ آپ دوپہر کے وقت صلیب پر ٹانگے گئے۔ اور صرف ہاتھوں میں میخیں ٹھوکی گئیں۔ ٹخنوں میں نہیں ٹھوکی گئی تھیں۔ لیکن حضرت مسیحؑ ایسے نحیف الجسم آدمی تھے۔ کہ اتنی ہی تکلیف سے بے ہوش ہو گئے۔ اور جب ان قاتلوں نے عید کی وجہ سے شام کو صلیب سے اُتارا۔ تو وُہ مُردہ سمجھے گئے۔ چنانچہ وُہ قبرستان میں بھیج دیئے۔ اور دفن کر دیئے گئے۔ اللہ کو اُنہیں بچانا منظور تھا۔ کوئی دردمند خدا کا بندہ اُنہیں وہاں سے لے آیا۔ اور اگلی صبح کو قبر کھلی پائی گئی۔ جب وُہ ہوش میں آئے۔ تو کہیں غائب ہو گئے۔ جس کا صحیح صحیح علم آج تک کسی کو نہیں۔ قرآنِ مجید میں ان کی موت کے باب میں صرف اتنا لکھا ہے۔ کہ نہ وُہ قتل ہوئے۔ نہ صلیب پر مرے۔ بلکہ مرنے کی سی شبیہ بن گئی۔ اور بعد میں اللہ تعالیٰ نے کسی وقت اُنہیں دُنیا سے اُٹھا لیا۔

Marfat.com

انجیل خالص خدا کا کلام نہیں

قرآن مجید میں لکھا ہے۔ کہ ہم نے حضرت عیسیٰؑ پر انجیل نازل کی تھی لیکن اس زمانے کے عیسائیوں کے پاس جو عہد نامۂ جدید کے نام سے ایک مجموعہ موجود ہے۔ اس میں ایک کی بجائے کئی انجیلیں موجود ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی زبانِ مبارک سے جو وحی کا کلام نکلا۔ اُس کو کسی نے حفاظت سے قرآنِ مجید کی طرح جمع نہیں کیا۔ اور اگر کیا تھا۔ تو وُہ اب موجود نہیں رہا + جو انجیلیں اب موجود ہیں۔ وہ خالص خدا کا کلام نہیں ہیں۔ بلکہ آپ کی سوانح عُمریاں ہیں۔ جو چار حواریوں نے آپ کے انتقال کے سَو برس بعد مُختلف مقامات میں قلمبند کی تھیں۔ ان مصنّفوں کے کلام میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے اقوال بھی ملے ہوئے ہیں + چاروں انجیلوں کا تقریبًا ایک ہی مضمون ہے۔ لیکن یہ طبعی امر ہے۔ کہ اگر چار آدمی ایک ہی شخص کے حالات لکھیں۔ تو حافظہ کی کمی اور اختلافِ مذاق وغیرہ وجُوہات سے ان میں ضرور کچھ نہ کچھ اختلاف ہو جائے گا۔ اسی طرح ان چاروں انجیلوں میں بہت سے اختلافات ہیں۔ جن میں تطبیق دینے کے لئے علماءِ مسیحی

Marfat.com

طرح طرح کی تاویلیں کرتے ہیں ؛

موجودہ انجیل میں بھی روزہ۔ نماز۔ ختنہ وغیرہ احکام توریت کی بہت تاکید ہے۔ چنانچہ انجیل متی کے باب ۵۔ آیت ۱۷ میں لکھا ہے۔ "تم یہ نہ سمجھو۔ کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں۔ ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت کا ہرگز نہ ٹلے گا۔ جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے"

Marfat.com

اصحابِ کہف

(۲۵۰ء)

تقریباً ۲۵۰ء کے قریب سلطنتِ روما پر ایک بادشاہ حکمران تھا۔ جس کا نام دقیانوس تھا، وہ بُت پرست تھا۔ اور اپنے مذہب کے بارے میں ایسا متعصب تھا۔ کہ رعایا کو بُت پرستی پر مجبور کرتا تھا۔ اور جو لوگ عیسائی ہو جاتے تھے ان پر سخت ظُلم کرتا تھا۔ اور اگر وہ عیسائی مذہب کو چھوڑ کر اپنے آبائی مذہب میں نہیں آتے تھے۔ تو انہیں نہایت بیدردی سے قتل کرواتا تھا۔

افی سس میں جو بحرِ ایجین کے کنارے ایک شہر تھا۔ چھ جوانوں نے مسیحی مذہب اختیار کر لیا تھا۔ اس ظالم بادشاہ کو ان کے تبدیلِ مذہب کی خبر ہوئی۔ تو اُنہیں اپنے حضور میں بُلوایا۔ اور مذہبِ عیسوی چھوڑنے اور دوبارہ بُت پرستی اختیار کرنے کو کہا۔ مگر ان بہادر حق پرستوں نے بُت پرستی اختیار کرنے سے صاف انکار کیا۔ یہ زمانہ عیسائی مذہب کا ابتدائی زمانہ تھا۔ اور اس وقت بہت سے عیسائی حضرت مسیح کی خالص سچی تعلیم کے پیرو تھے۔ یعنی وہ نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا

Marfat.com

کا بیٹا مانتے تھے۔ اور نہ تثلیث مانتے تھے + یہ چھ جوان بھی اسی قسم کے حق پرست سچے موحد عیسائی تھے + دقیانوس نے قتل کی دھمکی دے کر انہیں کچھ مہلت دی۔ اس مہلت میں وُہ جوان اس ظالم کے ظلم سے بچنے کے لئے شہر سے بھاگ نکلے + راہ میں اُنہیں ایک ایسا ہی حق پرست چرواہا مل گیا۔ جس کے ساتھ ایک کُتا بھی تھا۔ وُہ بھی ساتھ ہو لیا + یہ ساتوں جوان اور وُہ کتا جس کا نام قطمیر تھا۔ شہر ایفی سس سے کچھ فاصلے پر جا کر ایک پہاڑ کی کھوہ میں چھُپ رہے اور وہیں سو گئے +

دقیانوس نے مہلت گذر جانے کے بعد ان کو طلب کیا۔ تو وُہ نہ ملے۔ لیکن اس کو کسی طرح پتہ چل گیا + اس نے حکم دیا۔ کہ اس کھوہ کے مُنہ پر ایک بڑا بھاری پتھر رکھ دیا جائے۔ تاکہ اندر ہی اندر ان کا کام تمام ہو جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اس واقعہ کو عرصہ ہو گیا۔ اور بات گئی گذری ہو گئی۔ اور لوگ اسے بھول بھال گئے۔ مگر وُہ جوان خدا کی قدرت سے زندہ رہے۔ اور اس عرصہ دراز تک برابر سوتے رہے + تقریبًا دو سو برس بعد شاہ تھیودوسیس دوم کے عہد میں کوئی گڈریا اپنے مویشیوں کے لئے پہاڑ میں کوئی جگہ ڈھونڈتا پھرتا تھا۔ اسے اس پہاڑ میں وُہ غار مل گیا + وہ غار کھولا گیا۔ اور وُہ جوان

Marfat.com

جگائے گئے۔ ان میں ایک نے آپس میں پوچھا۔ کہ ہم کتنی دیر سوئے ہوں گے؟ دُوسرے نے کہا۔ کہ ہم ایک دن یا شاید دن بھر سے کچھ کم سوئے ہوں گے + مگر ان کو بھوک پیاس بہت شدت سے معلوم ہوئی + اُنھوں نے اپنے رفیقوں میں سے ایک شخص کو کچھ درہم دے کر شہر میں بھیجا۔ کہ کچھ کھانا خرید کر لائے۔ اور تاکید کی۔ کہ دیکھو چھپ کر جانا۔ تمہارے آنے کی کسی کو خبر نہ ہونے پائے + ایسا نہ ہو۔ کہ تم پکڑے جاؤ۔ اور سنگسار کئے جاؤ + غرض ان نوجوانوں میں سے ایک شخص اپنے ساتھی چرواہے کے کپڑے پہن کر شہر میں گیا۔ مگر شہر کو بالکل بدلا ہوا اور نئے مکانات اور لوگوں کا نئی قسم کا لباس دیکھ کر حیران ہوتا تھا۔ کہ آیا میں بیداری میں ہوں یا خواب میں + بہتیری جگہ بُت خانوں کی جگہ گرجے بنے ہوئے تھے۔ غرض اسی حیرانگی کی حالت میں وہ ایک نانبائی کی دُکان پہ پہنچا۔ اور کھانا خریدنے کے لئے اسے کچھ درہم دئے + اس سکّے کے درہم اس زمانے میں نہیں چلتے تھے + نانبائی نے شبہ کیا۔ کہ ضرور اسے پُرانے زمانے کا گڑا ہوا کوئی خزانہ ملا ہے + اُس نے کہا۔ کہ دوست اس خزانے میں سے مجھے بھی کچھ دو۔ ورنہ میں حُکام کو خبر کرتا ہوں۔ غرض شدہ شدہ نوبت بادشاہ تک پہنچی + وہ جوان بادشاہ کی خدمت میں حاضر کیا گیا۔

Marfat.com

اور اس نے اپنا سارا قصّہ بیان کیا۔ بادشاہ نے کہا۔ کہ جب تُو اپنے تئیں اس شہر کا باشندہ بتاتا ہے۔ تو تیرا گھر بھی ضرور یہاں ہوگا۔ اس نے کہا۔ بیشک میرا گھر یہاں ہے۔ اس پر معتمدانِ شاہی اس کے ساتھ گئے۔ اور وُہ اُنہیں ایک حویلی کے پاس لے جاکر کھڑا ہو گیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ یہ میرا مکان ہے۔ چنانچہ دروازے پر دستک دی گئی۔ ناگاہ ایک بہت بُڈھا بزرگ سن رسیدہ کہ اس کی پلکیں بھی سفید ہو گئی تھیں باہر نکلا۔ اور معتمدانِ شاہی نے سب حال اس پر ظاہر کیا۔ اور کہا۔ کہ یہ شخص اس مکان کو اپنا گھر بیان کرتا ہے۔ اُس جوان نے اپنا اور اپنے بزرگوں کا نام اور پتہ بتلایا۔ تو وُہ بوڑھا بے ساختہ اُس کے قدموں پر گر پڑا۔ اور کہا۔ کہ یہ میرا دادا ہے۔ اور قسم کھائی۔ کہ دقیانوس کے زمانے میں چند نوجوان اُس کے ظلم سے بھاگ کر غار میں چھپ گئے تھے۔ یہ انہیں میں سے ہے۔ غرض بادشاہ کو سب حال کی خبر دی گئی۔ بادشاہ اس بیان کی تصدیق کے لئے اس جوان کے ساتھ خود غار پر گیا۔ غار کے قریب پہنچ کر اُس جوان نے بادشاہ سے کہا۔ کہ آپ یہاں ٹھہریں۔ میں کھوہ کے اندر جاؤں۔ اور سب حال اپنے رفیقوں سے بیان کروں۔ ایسا نہ ہو۔ کہ وُہ آپ کو دیکھ کر یک بیک گھبرا جائیں۔

Marfat.com

بادشاہ نے اس رائے کو پسند کیا۔ اور وہ غار کے باہر ٹھہر گیا ۔

اُس جوان نے غار کے اندر جاکر سب حال بیان کیا۔ اور بادشاہ کے آنے کا ذکر کیا۔ اُس کے دوستوں نے کہا۔ کہ ہم دُنیا میں انگشت نما ہونا نہیں چاہتے۔ پھر سب نے آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھائے۔ اور جنابِ باری میں عرض کی۔ کہ خدایا ہم تجھ سے اَور کچھ نہیں چاہتے۔ صرف یہی چاہتے ہیں۔ کہ تُو ہماری رُوحیں قبض کرلے اور کسی کو ہمارے حال سے آگاہ نہ کر ۔

خدائے تعالےٰ نے اُن کی دُعا قبول فرمائی۔ اور اُن کی رُوحیں خدا کے حُکم سے اسی وقت قبض کرلی گئیں۔ اور غار کا دروازہ بند ہوگیا۔ بادشاہ دیر تک انتظار کرتا رہا۔ آخر گھبرا کر خود غار کے قریب گیا۔ اور اُس کے گرد پھرا۔ مگر کوئی راستہ نہ ملا۔ جو لوگ ساتھ تھے وُہ بھی حیران رہ گئے۔ تب لوگوں نے اس مقام پر ایک عبادتگاہ بطور یادگار کے بنادی۔ اور ایک کتبے پر ان کا سب حال کندہ کر کے لگا دیا ۔

ان جوانوں کو قرآن مجید میں "اصحابِ کہف والرقیم" کہا گیا ہے کہف عربی میں غار کو اور رقیم کتبہ کو کہتے ہیں۔ یعنی "غار اور کتبہ والے لوگ" ۔

Marfat.com

تصانیف شمس العلماء مولوی سید ممتاز علی صاحب مرحوم و مغفور

تفصیل البیان فی مقاصد القرآن

آپ کے گھر میں قرآن مجید بھی موجود ہے اور آپ اس کی تلاوت بھی فرماتے ہیں۔ لیکن اگر آپ چاہیں کہ قرآن مجید میں سے کسی خاص موضوع مثلاً سرمایہ داری کے متعلق تمام آیات کو ترتیب کے ساتھ ایک جگہ جمع کر لیں۔ تاکہ اس کی تمام جزئیات کو پورے کا پورا ایک جگہ پڑھ سکیں۔ تو یہ آپ کے لیے کسی طرح ممکن نہ ہوگا۔ اس کی وجہ ظاہر ہے کہ قرآن مجید نہ تو بیک وقت نازل ہوا۔ اور نہ اس کا نزول اس طریق پر ہوا کہ کسی ایک موضوع کو لے کر اسے ایک ہی موقع پر اول سے آخر تک پورا کر دیا جاتا۔ اور پھر کوئی دوسرا موضوع شروع ہوتا۔ صورت یہ ہے کہ قرآن مجید میں ایک حقیقت کی تعلیم ایک آیت میں شروع ہوتی ہے۔ دوسری جگہ کسی سورت میں اس پر کچھ اضافہ ہوتا ہے۔ پھر تیسرے مقام پر کوئی استثناء یا قید یا شرط بڑھائی جاتی ہے۔ پھر کہیں تکمیل یا تتمہ ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک مسئلہ قرآن کے مختلف مقامات میں پھیلا ہوتا ہے۔ اس کی پوری حقیقت سمجھنے کیلئے اس کے متعلق جملہ آیات کو ایک جگہ فراہم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ تاکہ مکمل حقیقت سمجھ میں آسکے۔

شمس العلماء مرحوم کو ابتدا سے خیال تھا۔ کہ قرآنی مضامین کا ایک جامع اور مکمل

Marfat.com

اشاریہ (انڈکس) تیار کیا جائے۔ تاکہ طلباء۔ واعظین۔ لیکچرار اور ایسے سیاسی رہنما۔ ملکی لیڈر اور عوام مسلمین جنہیں خود قرآن مجید پر زیادہ گہری نظر سے غور و فکر کرنے کا موقع نہیں مل سکا۔ وہ ایک نظر میں اس کی پاک تعلیمات کی حقیقی اہمیت کا اندازہ کر سکیں ؛

کتاب میں ضمنی عنوانات پانچ ہزار سے بھی زیادہ ہیں۔ نئے نئے عنوانات تلاش کرنے میں بجد غور و خوض سے کام لیا گیا ہے۔ آیات کا حوالہ اس طرح دیا گیا ہے کہ ہر آیت کے ساتھ ایک خط ڈال کر اس کے نیچے سورت اور اوپر آیت کا نمبر دے دیا گیا ہے۔ تاکہ قرآن مجید میں دیکھنے پر دقت نہ ہو۔ ہر آیت کے نیچے اس کا اردو ترجمہ بھی درج ہے۔ تفصیل معلوم کرنے اور نمونہ دیکھنے کے لئے پمفلٹ تفصیل البیان فی مقاصدِ قرآن مفت طلب فرمائیے تفصیل البیان مندرجہ ذیل سات حصوں میں ہے :۔

(۱) کتاب العقائد (۲) کتاب الاحکام (۳) کتاب الرسالت (۴) کتاب المعاد۔
(۵) کتاب الاخلاق (۶) کتاب بداء الاخلاق (۷) کتاب القصص ؛

ساتوں حصے دو پختہ جلدوں میں۔ ہدیہ چالیس روپے علاوہ محصولڈاک۔

اربعین

شمس العلماء مولوی سید ممتاز علی مرحوم کی منتخب کی ہوئی چالیس حدیثیں۔ اس انتخاب کی خصوصیت یہ ہے۔ کہ اس میں صحیح عقائد۔ صحیح اخلاق اور صحیح اعمال کے

Marfat.com

متعلق حضورؐ کے ارشادات جمع کئے گئے ہیں۔ اور اگر کوئی مسلمان ان ۴۰ حدیثوں پر عمل کرے تو وہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ اس نے حضورؐ کے اُسوۂ حسنہ پر عمل کیا۔ اور حضورؐ کے منشاء کو پورا کر دیا۔ قیمت بارہ آنے ۔

ردّ الملاحدہ

حضرت امام غزالیؒ سے دہریوں نے پوچھا۔ کہ خدا تعالیٰ تو ہر چیز سے بے نیاز ہے پھر ہمیں عبادت کا حکم دینے کی اسے کیا حاجت تھی۔ اور اگر اس نے یہ حکم ہماری بھلائی کے لئے دیا۔ تو کیا وہ قادر مطلق ہو کر اتنی طاقت نہ رکھتا تھا۔ کہ بے عبادت کے ہم کو نجات دے دیتا؟ ان اعتراضوں کا جواب امام صاحب نے بڑی عمدگی سے دیا۔ مع حواشی مفیدہ از مولوی سید ممتاز علی مرحوم۔ ان حواشی میں عذاب و ثواب کی حقیقت بیان کی گئی ہے۔ قیمت ساڑھے بارہ آنے ۔

سبیل الرشاد

عیدِ میلاد منانے کی تحریک پہلے پہل شمس العلماء مولوی سید ممتاز علی صاحب مرحوم نے اسلامی دنیا میں پیش کی تھی۔ یہ تحریک کب اور کیونکر شروع ہوئی۔ اس پر تمام موافق و مخالف مضامین کا بصیرت افروز مجموعہ۔ قیمت دو روپے آٹھ آنے ۔

ملنے کا پتہ

دار الاشاعت پنجاب ریلوے روڈ لاہور

مطبوعہ: پاک پبلشرز پرنٹنگ پریس لاہور

Marfat.com

Marfat.com

ہماری زندۂ جاوید مطبوعات

تصانیف سید امتیاز علی تاج

انارکلی	6-0-0
شاہکار تصاویر	7-8-0
محاصرہ غرناطہ	5-8-0
قرطبہ کا قاضی	2-0-0
چچا چھکن	2-8-0
ہیبت ناک افسانے	2-8-0
پردہ	0-8-0

تصانیف بیگم حجاب امتیاز علی

ظالم محبت	4-4-0
اندھیرا خواب	4-8-0
ننھی بیبیاں	5-8-0
میری ناتمام محبت	2-12-0

دیگر مصنفین کی کتابیں

کالے گورے	4-4-0
عذرا	5-8-0
عذرا کی واپسی	7-8-0
ہاجرہ	4-4-0
یاسمین	4-0-0
خواب ہستی	5-0-0
بد نصیب	3-8-0
قاسم بن سلیم	6-0-0
تصویر خانہ	6-0-0
نعمت خانہ	3-8-0
اچھی بیبیاں	6-8-0
صبح ملال شام غم	2-0-0
روشنک بیگم	4-8-0

مکمل فہرست کتب مفت طلب فرمائیے۔

دارالاشاعت پنجاب 7 ریلوے روڈ لاہور

طباعت سرورق نوروز پریس اردو بازار لاہور

Marfat.com

ہماری زندۂ جاوید مطبوعات

تصانیف سید امتیاز علی تاج

انارکلی	۶—۰—۰
شاہکار تصاویر	۷—۸—۰
محاصرہ غرناطہ	۵—۸—۰
قرطبہ کا قاضی	۲—۰—۰
چچا چھکن	۲—۸—۰
ہیبت ناک افسانے	۲—۸—۰
پردہ	۰—۸—۰

تصانیف بیگم حجاب امتیاز علی

ظالم محبت	۴—۴—۰
اندھیرا خواب	۴—۸—۰
ننھی بیبیاں	۵—۸—۰
میری ناتمام محبت	۲—۱۲—۰

دیگر مصنفین کی کتابیں

کالے گورے	۴—۴—۰
عذرا	۵—۸—۰
عذرا کی واپسی	۷—۸—۰
ہاجرہ	۴—۴—۰
یاسمین	۴—۰—۰
خواب ہستی	۵—۰—۰
بد نصیب	۳—۸—۰
قاسم بن سلیم	۶—۰—۰
تصویر خانہ	۶—۰—۰
نعمت خانہ	۳—۸—۰
اچھی بیبیاں	۶—۸—۰
صبح ملال شام غم	۲—۰—۰
روشنک بیگم	۴—۸—۰

مکمل فہرست کتب مفت طلب فرمائیے۔

دارالاشاعت پنجاب 7 ریلوے روڈ لاہور

طباعت سرورق نوروز پریس اردو بازار لاہور

Marfat.com